
مرڈر بزنس

— ... عمران کا ایک قہقہہ بار کارنامہ —

عمران سیریز ۴

مرڈر بزنس

مصنف
ایس قریشی

قیمت ——— ۱۳/- تیرہ روپے

خط و کتابت و آرڈر بھیجنے کا پتہ

ایوب اکیڈمی
پوسٹ بکس نمبر ۲۶۳۳ کراچی ۱۹

o

اس ناول کے نام مقام کردار افراد واقعات اور تشبیہ دی جانیوالی چیزیں فرضی ہیں کسی سے مطابقت محض اتفاقیہ ہے جس کے مصنف پرنٹر پبلیشر یا ادارہ ذمے دار نہیں۔

o

تمام امور میں استحقاق کا حق صرف کراچی صوبہ سندھ کی عدالتوں کو حاصل ہوگا۔

o

فضلی سنز آفسٹ پریس کراچی میں چھپ کر شائع ہوئی۔

o

خط وکتابت وآرڈر بھیجنے کا پتہ

ایوب اکیڈمی پوسٹ بکس نمبر ۲۶۳۳ لیاقت آباد کراچی ۱۹

اپنی باتیں:-

بزنس بہت سی اقسام کے ہوتے ہیں اور ان میں جائز بھی ہوتے ہیں اور ناجائز بھی مگر یہ تو مرڈر بزنس ہے اور یہ کرنے والے وہ لوگ ہیں جن کو لگتا ہو جیسے زندگی کی کوئی اہمیت نہیں ہے اور پیسہ ہی سب کچھ ہے۔ لیکن ان کے کچھ اور مقاصد بھی ہیں۔

وہ کیا؟ ناول پڑھیئے اور مطلع فرمائیے کہ آپ کو مرڈر بزنس کیسا لگا۔

والسلام

ایس قریشی

سسپنس سے بھرپور سسپنس سے بھرپور ایکشن سے بھرپور ایکشن

عمران کا نیا ناول

ڈینجر مین

مصنف ایس قمر سیتی

- پے در پے اہم ترین افراد مارے جا رہے تھے لیکن ان کی موت بڑے پراسرار طریقے پر ہو رہی تھی۔ وہ طریقہ کیا تھا اور اس کا ذمہ دار کون تھا۔ بہ سنسنی خیز انکشاف۔
- ایک طوطے کو چرانے کے لئے دو افراد نے اپنی جان دیدی آخر کیوں وہ طوطے کیسے تھے۔؟
- پھر ایک باز کو حاصل کرنے کی کوشش میں ایک اور آدمی مارا گیا کیا یہ لوگ سرپھرے تھے جو طوطے یا باز حاصل کرنے کی خاطر اپنی جانیں دے رہے تھے۔؟
- ایک سیاہ رنگت افریقی عورت عمران قیامت کے ساتھ اسکی شادی طے کروا رہا ہے۔ قہقہے ہی قہقہے۔

سسپنس اور ایکشن سے بھرپور عمران کا نیا ناول

آج ہی درج ذیل پتے سے طلب کیجئے

ایوب اکیڈمی

پوسٹ بکس نمبر ۲۶۳۳ لیاقت آباد کراچی ۱۹

~~Please don't read it~~

پارک اسٹریٹ کے آٹومیٹک سگنل نے جیسے ہی سبز بتی کا کاشن دیا عمران کی ٹو سیٹر دوبارہ حرکت میں آگئی، اس وقت وہ تنہا نہیں تھا، صفدر بھی ساتھ تھا۔

عمران کے پاس بہت دنوں سے کیس کے قسم کی کوئی چیز نہیں تھی اس لئے راوی چین لکھتا تھا۔ دوسرے افراد بھی مفت کی تنخواہ ٹھونس رہے تھے صرف صفدر ہی ایک ایسا شخص تھا جو آجکل عمران کے ساتھ اکثر و بیشتر دیکھا جا رہا تھا۔

اس میں اس کی ذاتی دلچسپی کو بھی دخل تھا، ہونا بھی چاہیئے تھا اس لئے کہ وہ عمران کے خاص عقیدت مندوں میں سے تھا، بہر حال وہ اس وقت ساتھ ہی تھے، ابھی کچھ دیر پہلے وہ دونوں میٹرو سینما سے ایک انگلش فلم دیکھ کر نکلے تھے اور اس کے بعد سے عمران کو ایک چپ سی لگ گئی تھی۔ صفدر عجیب نگاہوں سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔

اسے عمران کی طویل خاموشی سے اکتاہٹ ہونے لگی تھی، نفسیاتی اعتبار سے اس کی یہ اکتاہٹ بجا بھی تھی خود عمران ہی نے اسے فون کرکے فلم دیکھنے کی دعوت دی تھی پھر سینما جاتے وقت تمام راستے عمران اپنی عادت کے عین مطابق باغ و بہار بنا رہا، سینما کے اندر بھی اس کی یہی کیفیت رہی

لیکن انٹرول کے بعد سے وہ مستقل خاموش تھا اور صفدر کو اس کی یہ خاموشی بری طرح کھلنے لگی۔ پہلے وہ یہی سمجھا تھا کہ ممکن ہے عمران کسی خاص مسئلے پر کوئی اہم بات سوچ رہا ہو لیکن اس کا چہرہ سپاٹ ہی تھا۔

خاموشی کے دوران ایک دو بار اس نے کچھ ایسے ہی انداز میں برا سا منہ بنا کر جگالی بھی کی تھی جیسے کونین کی بہت ساری گولیاں منہ میں بھر دی گئی ہوں اور وہ انہیں چبانے کے لئے مجبور ہو۔

صفدر کو اس بات کا بھی بخوبی علم تھا کہ آجکل اس کے پاس کوئی کیس نہیں ہے ورنہ وہ یہ بھی سوچ سکتا تھا کہ عمران کیس کے کسی اہم پہلو پر غور کر رہا ہے لیکن اس کی ذاتی معلومات کی بنا پر ایسی کوئی بات نہیں تھی جو عمران کی سنجیدگی کا باعث ہوتی۔ پھر اس کی چپ کی وجہ کیا ہو سکتی ہے۔؟

صفدر بڑی دیر تک سوچتا رہا لیکن کوئی معقول وجہ ابھی تک اس کے فرشتوں کی سمجھ میں بھی نہیں آسکی۔ پھر ظاہر ہے کہ وہ الجھتا ہی چلا گیا اور اس کے بعد اسے عمران پر تاؤ آنے لگا۔

ہارو سے اسٹریٹ کی سبز بتی روشن ہوتے ہی عمران کی ٹو سیٹر کے ساتھ ساتھ اس کی زبان بھی چل پڑی تھی۔

"عمران صاحب۔" اس نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔ "آپ بہت دیر سے چپ چپ ہیں کیا کوئی خاص بات ہے۔؟"

"ہاں۔" عمران نے بدستور سامنے سڑک پر نظر جمائے ہوئے مختصر سا جواب دیا۔ لہجہ سپاٹ تھا، چہرے پر بدستور گہری سنجیدگی اور الجھن کے ملے جلے تاثرات نظر آ رہے تھے

"یہ کیس ہاتھ آگیا ہے۔؟"

"۔۔۔" اس بار بھی مختصراً کہا گیا۔

"لیکن سینما جانے سے پہلے تو آپ بہت زیادہ چہک رہے تھے پھر اچانک یہ کیس کہاں سے آپ کے سر پر سوار ہو گیا۔" صفدر نے قدرے خشک لہجے میں پوچھا۔ عمران کی مختصر ہاں ہوں نے اس کی جھنجھلاہٹ میں مزید اضافہ کر دیا تھا۔

"کیس دراصل انٹرول کے بعد ہی میرے ہاتھ آیا ہے۔"

"کیا سینما کے اندر آپ کو کوئی مجرم نظر آگیا تھا۔" صفدر نے تعجب سے پوچھا۔

"نہیں، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔" عمران کا لہجہ اس بار گلوگیر تھا اس کے ساتھ ہی اس کے ہونٹ کسی زلزلے کی پیش بندی کے تحت پھڑپھڑانے لگے۔ چہرہ کسی اندرونی جذبے کے تحت سرخ ہو کر تمتما اٹھا۔

کوئی دوسرا موقع ہوتا تو شاید صفدر اس کی موجودہ کیفیت کو نظر انداز کر جاتا، اس لئے کہ وہ عمران کی شخصیت سے بخوبی واقف تھا، کسی اہم بات کو دوسروں سے چھپانے کے لیئے وہ اکثر بڑی بے ساختہ اداکاری کا مظاہرہ کرنے کے فن میں ماہر تھا لیکن اس وقت ایسی کوئی بات نہیں تھی جو صفدر اس کی کیفیت کو اس کی اداکارانہ صلاحیتوں پر محمول کر سکتا۔ وہ گہری سوچ میں پڑ گیا۔ عمران کے کہنے کے بموجب کوئی کیس سینما کے اندر ہی اس کے ہاتھ لگا تھا۔

ایک لمحے کے لئے صفدر کے ذہن میں یہی آیا تھا کہ کوئی مجرم اس کی نگاہوں میں اتفاقیہ طور پر آگیا ہو گا لیکن عمران نے اس کے اس خیال کی تردید بھی کر دی تھی۔

صفدر کا ذہن بری طرح الجھتا گیا پھر اس سے پہلے کہ وہ کسی آخری نتیجے پر پہنچتا خود عمران ہی نے اس مسئلے کو صاف کر دیا۔

FARRUKH

ہمارے لئے اب یہی فیصلہ کیا ہے کہ اپنے ساتھ شہر کے دو چار غنڈوں کو ملا کر منظم طریقے پر مقامی بینکوں کے لاکرز کی صفائی شروع کر دوں۔"

"جی۔" صفدر کی آنکھیں حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ "میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا۔"

"کیوں۔ کیا تم فلم دیکھنے کے بجائے ان لڑکیوں میں دلچسپی لے رہے تھے جو اگلی سیٹوں پر بیٹھی ہوئی تھیں۔"

"قسم لے لیجئے جو میں نے ایک بار بھی ان کی طرف دیکھا ہو۔" صفدر نے گڑبڑاتے ہوئے جواب دیا۔

"میں نہیں مان سکتا۔" عمران خشک آواز میں بولا۔ "اگر تم نے فلم کو غور سے دیکھا ہوتا تو اس قسم کے سوالات کبھی نہ کرتے۔"

"لیکن میں تو۔"

"ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے صفدر۔" عمران نے اس کا جملہ کاٹتے ہوئے تیزی سے کہا۔ "بیکاری انسان کا پیٹ کبھی نہیں بھر سکتی اور میرے پاس قارون کا کوئی ایسا خزانہ بھی نہیں ہے جو آرام سے بیٹھ کر خرچ کرتا رہوں۔ پیٹ بھرنے کے لئے کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی ہوگا۔"

عمران کے لہجے میں گہری سنجیدگی تھی۔

صفدر کو اپنے کانوں پر اعتبار نہیں آ رہا تھا۔

"کیا تم نے فلم میں یہ بات نوٹ نہیں کی کہ ایک سیدھے سادھے آدمی نے حالات سے مجبور ہو کر بنکوں کو لوٹنا شروع کر دیا تھا۔ میں دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اگر اسے دو وقت کی روٹی نصیب ہوتی رہتی تو وہ مجرم کبھی نہ بنتا۔ پیٹ کی آگ نے بڑے بڑے شرفاؤں کو بھی

... روٹی کا ایک سوکھا ٹکڑا تلاش کرنے پر مجبور کر دیا ہے لیکن میں ایسا نہیں کروں ... ہیرو کی طرح ان بیکار رقموں کو اپنے کام میں لاؤں گا جو لاکرز میں پڑی سڑتی رہتی ...

"وہ۔ سمجھ گیا، آپ شاید فلم کی کہانی پر کوئی گہرا طنز کرنا چاہتے ہیں۔"

"غلط سمجھ رہے ہو صفدر۔" عمران نے جواب دیا۔ "آجکل میرے اپنے حالات بھی فلم کے ... مختلف نہیں ہیں۔ تم بھی اچھی طرح جانتے ہو کہ فی الحال میں کہیں ملازم نہیں ہوں۔ ڈیڈی ... نکال رکھا ہے اس لئے کھانے پینے کے آرام کا سوال نہیں پیدا ہوتا۔ ایکسٹو کے بل بوتے ... ہو تو رہتی ہے لیکن ادھر بہت دنوں سے اس نے بھی کوئی کام میرے ذمے نہیں سونپا۔ ...حالات میں تم خود ہی سوچ سکتے ہو کہ میری موجودہ ذہنی حالت کیا ہوگی۔"

"محض اتنی سی بات کے لئے آپ مجرمانہ زندگی بسر کرنے پر آمادہ ہو گئے ہیں۔"

"ہاں۔ اب اس کے علاوہ کوئی راستہ بھی نہیں ہے۔"

"کیوں۔ کیا اگر آپ کوشش کریں تو کوئی اچھی ملازمت نہیں مل سکتی۔"

"مل سکتی ہے، لیکن مجھے معلوم ہے کہ ملازمت کے لئے میری بھاگ دوڑ بیکار ہی ...ت ہوگی۔"

"وہ کس طرح۔" صفدر نے متحیرانہ انداز میں عمران کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

"اس وقت میں تم کو زیادہ تفصیل کے ساتھ سمجھا بھی نہیں سکتا۔ فی الحال تم اتنا سمجھ ... ڈیڈی کم از کم اس شہر میں تو مجھے کہیں ملازمت نہیں کرنے دیں گے۔" اگر میں نے کوشش ... کے ملازمت حاصل کر لی تو ڈیڈی کا محض ایک فون میری ساری محنت پر پانی پھیر دینے ... بہت کافی ہے۔"

FARRUKH

"مائی گاڈ۔" صفدر نے سنجیدگی سے کہا۔ پھر توقف کے ساتھ بولا۔ "آپ ایک آسان طر
اور بھی اختیار کر سکتے ہیں، مجھے قوی امید ہے کہ اگر آپ اس میں کامیاب ہو گئے تو پھر رحمٰن صاحب
کا فون بھی آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔"

"وہ کیا۔" عمران نے پر امید نگاہوں سے صفدر کی طرف دیکھا۔

"آپ ایکسٹو سے بات کریں، میرا خیال ہے وہ آپ کو ہاتھوں ہاتھ لیگا۔"

"ناممکن۔" عمران نے جواب دیا۔ "جو آدمی اپنی غرض کے لئے بارہا مجھ سے امداد طلب کر چکا ہو میں اس کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاؤں گا۔"

"آپ کی مرضی۔ ویسے میں آپ کے لئے ہر خدمت کو تیار ہوں۔" صفدر نے دبی زبان میں اپنا مفہوم ظاہر کرنے کی کوشش کی۔

"بہت بہت شکریہ صفدر۔" عمران کا لہجہ پہلے سے بھی زیادہ تلخ ہو گیا۔ "میں تمہارا مطلب سمجھ رہا ہوں، اس میں کوئی حرج بھی نہیں ہے کہ میں وقتی پریشانیوں کو دور کرنے کے لئے تم سے کوئی رقم ادھار لے لوں لیکن کیا بعد میں اس رقم کی واپسی کا مسئلہ میرے لئے نئی پریشانیوں کا باعث نہیں بن جائیگا اور پھر آخر کب تک قرض ادھار پہ گاڑی چلتی رہے گی، نہیں صفدر اب مجھے ان باتوں کا کوئی آخری حل تلاش کرنا ہی پڑے گا۔"

"اور وہ حل آپ کے ذہن میں لوٹ مار کی صورت میں آیا ہے۔ کیوں۔؟"

"ہاں۔ اس طرح ایک تیر سے میں دو شکار کر سکتا ہوں۔ پیٹ کا مسئلہ بھی طے ہو جائیگا اور ممی ڈیڈی کا نام بھی روشن ہو سکتا ہے۔"

"میرے خیال میں باپ کی ناراضگی کا بدلہ اس انداز میں لینا مناسب نہیں رہیگا۔"

"گھبراؤ مت۔ میں تمہیں اپنے گروہ میں شامل کر کے پریشانیوں میں مبتلا نہیں کروں

ے سوکھے انداز میں کہا۔

صفدر نے اس بار فوراً ہی کوئی جواب نہیں دیا، وہ بڑی سنجیدگی سے عمران کی موجودہ ذہنی کیفیت
رہا تھا۔ وہی عمران جسے آج تک اس نے موت کی نگاہوں میں نگاہیں ڈال کر قہقہہ لگاتے
مایوسی کی باتیں کر رہا تھا۔

صفدر بڑی دیر تک اسی خیال میں غرق رہا پھر وہ اسی وقت چونکا جب ٹوسیٹر جولیا کے
نیچے پہنچ کر ایک جھٹکے کے ساتھ رکی تھی۔

"کیا آپ جولیا پر بھی اپنے فیصلے کا اظہار کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔" صفدر نے سنجیدگی
سے پوچھا۔

"ہاں صفدر۔ جولیا نے ایک بار مجھ سے کہا تھا کہ وہ میری خاطر جان بھی دے سکتی ہے۔
ے آزمانا چاہتا ہوں، اگر وہ ایکسٹو کی ملازمت چھوڑ کر میرے ساتھ شامل ہونے پر
ہو گئی تو مجھے اپنی کامیابی کی سو فیصدی امید ہو جائے گی، کیا تم نے فلم میں یہ بات نوٹ نہیں
رو کی دوست لڑکی اس کے لئے کس قدر کارآمد ثابت ہوئی تھی۔"

صفدر نے جواب دینے کے بجائے سختی سے اپنے ہونٹ بھینچ لئے پھر عمران کو گھورتا
ٹوسیٹر سے نیچے آگیا۔

جولیا نے عمران کو گھور کر دیکھا لیکن اس کی پوزیشن میں کوئی فرق نہیں آیا۔ پندرہ منٹ سے وہ ایک ہی پوزیشن میں بیٹھا منہ بسور رہا تھا، چہرے پر یتیمی برس رہی تھی۔

صفدر نے اسے جو کچھ بتایا تھا وہ اس پر اعتبار کر لینے کو قطعی تیار نہیں تھی، کرتی بھی کیسے جبکہ وہ عمران کی رگ رگ سے واقف تھی۔

دو چار بار وہ جولیا کے سامنے رو دھو کر لمبی لمبی رقمیں اینٹھ چکا تھا حالانکہ دوسرے ہی روز اس نے عمران کی جیبوں میں دی ہوئی رقموں سے دوگنے کرنسی نوٹ دیکھے تھے، مطلب صاف تھا وہ جولیا کو محض پریشان کرنا چاہتا تھا۔

چنانچہ اس وقت بھی جب صفدر کی زبانی اسے حالات کا علم ہوا تو اس کی پیشانی شکن آلود ہو گئی۔

عمران کو اس نے ایسی نظروں سے گھورا جیسے یہ معلوم کرنا چاہتی ہو کہ حقیقت کیا ہے۔

لیکن وہ بھی عمران ہی تھا، جولیا کے فرشتے بھی نہیں جان سکے تھے کہ وہ اس وقت

[illegible] ہے یا اداکاری کر رہا ہے، بہرحال چہرے کے تاثرات یہی ظاہر کر رہے تھے [illegible] انتشار میں مبتلا ہے۔

"[illegible]۔" جولیا کے ہونٹ ہلے۔ "گویا تم اب ڈاکہ زنی کے ذریعے اپنا مستقبل سنوارنے [illegible] کرو گے۔ کیوں۔؟"

"[illegible] جولی۔" عمران نے بسورتے ہوئے جواب دیا۔ "اس کے علاوہ میرے پاس کوئی [illegible] بھی نہیں ہے۔"

"[illegible] نیک ارادہ ہے لیکن یہاں آنے کا کیا مقصد ہے۔" جولیا نے بھیجے ہوئے لہجے [illegible] جانے کس لئے عمران کا یہ ارادہ سن کر اسے ذہنی طور پر صدمہ ہی پہنچا تھا۔

"[illegible] میں چاہتا ہوں کہ تم ایکسٹو کی ملازمت چھوڑ کر میرے ساتھ شامل ہو جاؤ۔" عمران [illegible] کی حالت میں کہا۔ "تمہاری شمولیت میرے لئے بہت کارآمد ہو گی، ویسے تم [illegible] مجھ سے وعدہ بھی کیا تھا کہ۔"

"[illegible] عمران کے بچے۔ کیا تم واقعی اس وقت اپنے ہوش میں نہیں ہو۔" جولیا نے تیزی [illegible] سے کہا۔

"[illegible] تجھے پیٹ بھرے کی باتیں ہیں جولیا ڈیئر۔ اس لئے اس تذکرے کو کسی اور وقت کے [illegible] رکھو، فی الحال مجھے دولت کما کر پیٹ پالنے کی فکر لاحق ہے، اگر قسمت نے ساتھ [illegible] پھر تجھے بھی ہوتے رہیں گے۔" عمران نے اس بار بھی مسمسی صورت بناتے ہوئے کہا۔ "[illegible] کیا فیصلہ ہے، کیا تم اس آڑے وقت میں میرے ساتھ تعاون کرو گی۔؟"

"[illegible] میرے پاس آنے کے بجائے تمہیں اس وقت کسی ذہنی امراض کے ماہر سے مشورہ کرنے کی [illegible] ہے۔" جولیا بولی۔ "تم اس وقت غالباً اپنے ہوش و حواس میں نہیں ہو۔"

"اٹھو صفدر۔۔" عمران جولیا کو حسرت بھری نگاہوں سے گھورتا ہوا صفدر سے مخاطب ہوا۔ "کسی نے ٹھیک کہا ہے کہ بدنصیبی میں انسان کا سایہ بھی اس سے جدا ہو جاتا ہے، مجھے جو کچھ کرنا ہے اب تنہا کروں گا۔۔"

عمران کے لہجے سے اس بات کا رتی برابر شبہ بھی نہیں کیا جا سکتا تھا کہ وہ اس وقت جو کچھ کہہ رہا ہے اس میں کسی شرارت کو دخل ہو گا جملے کے اختتام کے بعد اس کے اٹھنے کا انداز بھی ظاہر کر رہا تھا کہ اس نے جو کچھ کہا ہے اسے کر گزرنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے، آخری بار اس نے جولیا کو کچھ عجیب ویران ویران اور شکایتی نگاہوں سے دیکھا پھر بیرونی دروازے کی طرف گھوم گیا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ دروازے تک پہنچتا جولیا تیزی سے لپکتی ہوئی اس کے سامنے آگئی۔

"نہیں۔ تم اس حالت میں باہر نہیں جا سکتے۔۔" اس نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔ "میں تمہیں غلط راستے پر چلنے کی اجازت نہیں دے سکتی۔۔"

"کیوں۔" عمران پھیکی ہنسی ہنسا۔ "تمہیں اچانک میرے اوپر اتنا حق کب سے ہو گیا ہے۔"

"بکو مت۔ سیدھی طرح چل کر خاموشی سے اپنی جگہ بیٹھ جاؤ ورنہ اب میں بہت بری طرح پیش آؤں گی۔"

جولیا بری طرح جھلا گئی۔ وہ وہاں صفدر کی موجودگی کو بھی نظر انداز کر گئی۔ آگے بڑھ کر اس نے عمران کو بازوؤں سے تھاما پھر گھسیٹ کر صوفے پر بٹھا دیا۔

عمران نے کوئی مزاحمت نہیں کی۔ ویسے یہ دیگر بات تھی کہ اس کی آنکھیں ضرور ڈبڈبا آئی تھیں، ہو سکتا ہے کہ اس کی وجہ یہ رہی ہو کہ جولیا نے اس کی پریشانی میں اپنائیت کا

ر کے نفسیاتی طور پر اس کے دل کو بھر آنے پر مجبور کر دیا تھا۔ صفدر عجیب کشمکش میں تھا۔

"تمہیں کتنے پیسوں کی ضرورت ہے۔۔" جولیا نے عمران کے سامنے والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔

"میں پہلے بھی تم سے کافی رقم لے چکا ہوں جولی۔" عمران گلوگیر آواز میں بولا۔ "اب میں تم کو مزید پریشان نہیں کروں گا۔"

"اس کی فکر مت کرو۔ میں تم سے اپنی رقم کی واپسی کا مطالبہ نہیں کروں گی۔"

"لیکن کب تک۔"

"جب تک تمہاری ملازمت کا کوئی معقول بندوبست نہیں ہو جاتا۔"

"ملازمت میرے بس کا روگ نہیں ہے۔" عمران فیصلہ کن لہجے میں بولا۔

"کوئی کاروبار کیوں نہیں کرتے۔؟"

"کاروبار میں بھی پابندی ہے اور پابند ہو کر رہ جانا میرے اصول کے خلاف ہے۔"

"ہم۔" جولیا کا چہرہ اتر گیا۔ "گویا اب تم مجرمانہ زندگی گزارنے کا فیصلہ کر چکے ہو۔"

"ہاں۔ اس میں کوئی پابندی نہیں ہو گی۔" عمران نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔

کمرے میں کچھ دیر کے لئے خاموشی طاری ہو گئی۔

صفدر کے چہرے پر الجھن کے تاثرات مزید گہرے ہوتے چلے گئے، عمران جیسی قلندری شخصیت اتنی جلدی اور اس قدر بدل سکتی ہے یہ بات اس کے فرشتوں کے ذہن

میں بھی کچھ نہیں آتی تھی۔ عمران کے فیصلے پر اسے شدید کوفت ہوئی تھی۔

"تم چاہتے ہو کہ اس ذلیل کام میں میں بھی تمہارا ہاتھ بٹاؤں۔" جولیا نے جذباتی انداز میں سوال کیا۔

"تمہاری مرضی پر منحصر ہے۔ میں مجبور نہیں کروں گا۔" عمران نے بجھے ہوئے الفاظ میں کہا پھر اپنی دستی گھڑی کو گھورنے لگا۔

"ٹھیک ہے۔ میں ایکسٹو کی ملازمت چھوڑ کر تمہارے ساتھ شامل ہونے کو تیار ہوں۔"

جولیا نے تھوڑے توقف کے بعد سنجیدگی سے جواب دیا۔

صفدر اچھل پڑا، جولیا کے الفاظ اس کے ذہن پر کسی بم ہی کی طرح پھٹے تھے، وہ جولیا کو معنی خیز نگاہوں سے گھورنے لگا لیکن پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان کوئی بات ہوتی کمرے میں آتشدان پر رکھے ہوئے ٹرانسسٹر پر جو ٹرانسمیٹر بھی تھا اشارے موصول ہونے لگے۔

جولیا اس طرح چونکی تھی جیسے کوئی بھیانک خواب دیکھتے دیکھتے اچانک آنکھ کھل گئی ہو۔

وہ تیزی سے اٹھی اور لمبے لمبے قدم اٹھاتی ہوئی ٹرانسمیٹر کے قریب آگئی، اس نے سرخ رنگ کا ایک سوئچ آن کیا پھر اس کے ہونٹ ہلنے لگے۔

"یس پلیز۔ جولیا اٹنڈنگ۔"

"جولیا۔" دوسری جانب سے پراسرار ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔ "بہت دنوں سے بیکار بیٹھے بیٹھے تم لوگ یقیناً بور ہو چکے ہو گے اس لئے میں تمہیں ایک ضروری

…ہوں، تمہیں ہاروے اسٹریٹ کی بارہویں شاہراہ پر واقع ثمینہ لاج کے ایک شخص … ہو گی۔ پتہ نوٹ کر لو، فورتھ فلور، روم نمبر ڈبل ٹو۔"

ایکسٹو کی آواز سن کر عمران کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔ صفدر نے اس کی یہ … خاص طور پر نوٹ کی تھی۔

"اس پتہ پر تمہیں شاکر نامی آدمی کی نگرانی کرنی ہے لیکن اس طرح کہ اسے شبہ نہ ہو سکے … کے بارے میں ایک ایک منٹ کی اطلاع درکار ہو گی، تمہاری اطلاع کے لئے فی الحال … بتا دوں کہ شاکر کو دارالحکومت میں آئے ابھی بمشکل دو ماہ کا عرصہ ہوا ہے، صورت سے انتہائی معصوم اور سیدھا سادھا نظر آتا ہے، شادی شدہ بھی ہے، کیا تم ان باتوں … نشین کر رہی ہو۔"

"جی ہاں جناب۔" جولیا نے خود پر قابو پاتے ہوئے کہا لیکن دوسرے ہی لمحے اس … عمران پر پڑی اور وہ بری طرح گڑبڑا گئی۔

"ایک بار پھر اس بات کو دہرا رہا ہوں کہ شاکر کو تم لوگوں پر شبہ نہیں ہونا چاہئے۔" … نے کہا۔ "تم اگر چاہو تو صفدر اور چوہان کو استعمال کر سکتی ہو۔"

"بہتر ہے جناب، ویسے کیا یہ کیس کسی اہم نوعیت کا ثابت ہو گا۔"

"ہاں ہو سکتا ہے لیکن اس سوال سے تمہارا مقصد کیا ہے۔"

"میں کچھ کہنا چاہتی ہوں جناب۔"

"کہو۔ میں سن رہا ہوں۔"

"عمران آجکل مالی طور پر بہت پریشان ہے۔ کیا یہ مناسب نہ ہو گا کہ ہم اسے … کر لیں۔؟"

"جولیا۔" ایکسٹو اس بار سرد لہجے میں بولا۔ "میں ماتحتوں سے مشورہ طلب کرنے کے خلاف ہوں عمران کی پریشانی میری نگاہوں سے پوشیدہ نہیں ہے لیکن فی الحال میں اس کے لئے کچھ نہیں کر سکتا ہے۔۔۔ تم مجھے بتاؤ گی کہ تمہیں عمران سے اچانک اس قدر ہمدردی کیوں ہو گئی ہے۔"

"اس کی سابقہ خدمات جناب۔" جولیا نے جلدی سے کہا۔ "میں تو یہاں تک سفارش کروں گی کہ اسے باقاعدہ طور پر ٹیم میں شامل کر لیا جائے اس طرح اس کی مالی پریشانی بھی دور ہو سکتی ہے۔ اور۔۔۔۔۔۔"

"جولیا۔"

ایکسٹو غرایا۔

"میں سفارش سننے کا عادی نہیں ہوں۔"

"سس۔ سوری جناب۔" جولیا نے سہمے ہوئے انداز میں کہا، پھر اس نے کنکھیوں سے عمران کی طرف دیکھا جو اسے بڑی نفرت بھری نظروں سے گھور رہا تھا۔

"کیا عمران نے تم سے مل کر اپنی پریشانی بیان کی تھی۔" خفیہ ٹرانسمیٹر پر ایکسٹو کی گرجدار آواز ابھری۔

"جج۔۔۔۔۔ جی۔۔۔ ہاں۔"

"کیا بات ہے جولیا۔ تم اس وقت کچھ پریشان معلوم ہوتی ہو۔؟"

"نن۔ نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے جناب۔"

"عمران کے چکر میں مت پڑو۔" ایکسٹو نے اس بار سپاٹ آواز میں کہا۔ "میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ وہ آجکل کس لئے پریشان ہے لیکن اس نے اپنی پریشانی کا جو حل تلاش کیا ہے وہ

مجھے پسند نہیں ہے۔ فی الحال اسے ٹھوکریں کھانے دو ایسے افراد جو حالات سے گھبرا کر غلط اقدام اٹھانے پر آمادہ ہو جاتے ہیں مجھے ان سے کوئی ہمدردی نہیں ہوتی۔"

جولیا خاموشی سے کھڑی سنتی رہی۔

"شاکر کے سلسلے میں فوری طور پر صفدر اور چوہان کو مطلع کر دو۔"

"بہتر ہے جناب۔" جولیا نے کہا پھر دوسری جانب سے چونکہ سگنل موصول ہونا بند ہو گیا تھا اس لئے اس نے سرخ سوئچ کو آف کر دیا لیکن بدستور اپنی جگہ کھڑی رہی اسے عمران سے نظریں ملانے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔

"پریشان مت ہو جولیا۔" عمران نے صوفے سے اٹھتے ہوئے سرد لہجے میں اسے مخاطب کیا۔ "میں عورتوں کی نفسیات سے بخوبی واقفیت رکھتا ہوں، سوڈے کی بوتل کی طرح تمہارے اندر بھی کچھ دیر کے لئے ابال آیا تھا لیکن ایکسٹو کی آواز سنتے ہی تم نے اپنا فیصلہ بدل دیا۔ تم اگر بزدل نہ ہوتیں تو ٹرانسمیٹر پر اپنا استعفیٰ پیش کر دیتیں، رہا تمہارے چیف ایکسٹو کا معاملہ تو مجھے پہلے بھی معلوم تھا کہ وہ محض اپنا مفاد حاصل کرنے کے لئے میری صلاحیتوں کو استعمال کرتا رہا ہے لیکن اب۔ اب میں اسے بھی بتا دوں گا کہ عمران کیا کچھ کر سکتا ہے، میرے بارے میں اس نے جس خود غرضی کا مظاہرہ کیا ہے اس کیلئے اسے پچھتانا پڑے گا، میں دیکھ لوں گا کہ وہ کتنے پانی میں ہے، میرے بغیر اس کے فرشتے بھی کسی معاملے میں کامیاب نہیں ہو سکتے، یہ میرا چیلنج ہے۔" عمران نے بگڑے ہوئے تیور اور خطرناک لہجے میں کہا پھر ایڑیوں کے بل گھوم کر تیزی سے فلیٹ کے باہر نکلتا چلا گیا۔

صفدر شدید ذہنی الجھن میں مبتلا تھا اور جولیا وہ بے بسی سے دروازے کو دیکھ رہی

ٹپ ٹاپ کا ڈائننگ ہال اس وقت بقعۂ نور بنا ہوا تھا، لیکن یہ کوئی تعجب خیز بات نہیں تھی، ٹپ ٹاپ کا شمار شہر کی بہترین تفریح گاہوں میں ہوتا تھا۔ صرف وہی افراد ادھر کا رخ کرتے تھے جن کے بٹوے بھاری ہوں۔

چنانچہ اس وقت بھی ڈائننگ ہال میں نظر آنے والے بیشتر افراد متوسط طبقے سے متعلق نظر آ رہے تھے۔ ہال کی تمام میزیں بھری ہوئی تھیں اس لئے نئے آنے والے بیرونی دروازے سے ہی مایوس ہو کر لوٹ رہے تھے۔ سفید پوش بیرے بھیڑ کی طرح میزوں کے درمیان چکراتے پھر رہے تھے۔

گاہکوں کے اس ہجوم میں صفدر اور جولیا بھی موجود تھے، ایک میز پر خاموشی سے بیٹھے وہ ڈنر لینے میں مصروف تھے لیکن ٹپ ٹاپ تک وہ محض ڈنر لینے کی غرض سے نہیں آئے تھے، شاکر کا تعاقب انہیں یہاں تک کھینچ لایا تھا۔

ایکسٹو کی جانب سے ہدایت ملتے ہی انھوں نے ثمینہ لاج کی نگرانی شروع کر دی تھی، عمران کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے وہ دونوں ایک ساتھ ہارورے اسٹریٹ تک آئے تھے۔

صفدر نے اپنے ذرائع سے شاکر کے بارے میں تھوڑی بہت معلومات بھی جمع کر لی تھیں، پھر سوا آٹھ بجے ثمینہ لاج سے شاکر اور ایک خوبصورت لڑکی برآمد ہوئی اور انہیں کے پیچھے پیچھے وہ دونوں اس وقت ٹپ ٹاپ تک آئے تھے۔

شاکر اور اس کی ساتھی لڑکی ہال کے مشرقی گوشے میں بیٹھے تھے اور اتفاق سے جولیا اور صفدر کو بھی ان کے قریب ایک کارنر ٹیبل خالی مل گئی۔

شاکر کے ساتھ نظر آنے والی لڑکی اس کی بیوی ہی تھی جس کا اندازہ صفدر نے ان کے درمیان ہونے والی گفتگو سے لگایا تھا۔

صورت شکل کے اعتبار سے وہ خاصی جاندار کہی جا سکتی تھی۔ پہناوے کے لحاظ سے اسے الٹرا موڈرن بھی کہا جا سکتا تھا۔ چہرے کا میک اپ بتا رہا تھا کہ وہ آزاد خیال بھی رہی ہو گی۔

صفدر اور جولیا بظاہر پلیٹیں صاف کرنے میں مصروف تھے لیکن ان کے کان شاکر کی میز پر لگے ہوئے تھے۔

میرا خیال ہے کہ یہ جگہ کاروبار کے لئے زیادہ مناسب ہے۔" شاکر کہہ رہا تھا۔ "میں نے پراپرٹی والوں سے اس سلسلے میں گفتگو بھی کی ہے۔ اگر موقع کا کوئی آفس مل جائے تو میں فوری طور پر کام شروع کر دوں۔"

"اتنی جلدی بھی کیا ہے ڈیر۔" لڑکی نے لاپرواہی سے جواب دیا۔ "ویسے بھی میرا خیال ہے کہ ابھی دو تین ماہ تک ہمیں صرف تفریح کرنی چاہئے۔"

"ٹھیک ہے۔ لیکن میں اسے مناسب نہیں سمجھتا۔"

"کیوں۔" لڑکی نے تعجب سے پوچھا۔

FARRUKH

[illegible] شاکر نے نیپکن سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے کہا۔
[illegible] ہے ورنہ یہ لوگ کس شکل میں ورنہ یہی کہیں گے کہ میں نے محض تمہاری دولت کی وجہ سے شادی کی ہے۔"

"ڈونٹ بی سلّی ڈارلنگ۔ تمہیں اس قسم کی باتیں نہیں سوچنا چاہئیں۔"

"پھر بھی۔ اپنا بزنس شروع کر دینے میں حرج ہی کیا ہے۔" شاکر نے بدستور سنجیدگی سے جواب دیا۔ "انجینئر ہونے کی حیثیت سے مہینے میں دو تین ہزار کما لینا میرے لئے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔"

"مجھے معلوم ہے لیکن۔"

"پلیز جمیلہ۔" شاکر نے جلدی سے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "اس سلسلے میں تم اگر مجھے مجبور نہ کرو تو بہتر ہے۔ یہ میری خودداری اور پوزیشن کا سوال ہے میں کرنل جمشید پر یہ بات جتانا چاہتا ہوں کہ تمہارا انتخاب غلط نہیں تھا۔"

"تمہاری مرضی۔" لڑکی جسے جمیلہ کہہ کر مخاطب کیا گیا تھا کھانے سے ہاتھ کھینچتے ہوئے بولی۔ "ویسے میرا پروگرام یہ تھا کہ اگر ہم لوگ ایک ٹرپ باہر کا لگا لیتے تو زیادہ اچھا رہتا۔ کاروباری مصروفیات میں الجھ جانے کے بعد شاید تمہیں اتنی فرصت نہ مل سکے۔"

"اس کی فکر مت کرو مائی ڈیئر۔ کام ایک بار جم جائے پھر مجھے فرصت ہی فرصت ہو گی۔"

"اینز لولانگ۔" جمیلہ نے اپنے ہاتھ صاف کئے پھر بیرے کو برتن ہٹانے کا اشارہ کیا۔

پندرہ منٹ بعد ان کے سامنے کافی کے برتن موجود تھے، جمیلہ نے کافی تیار کی پھر

دونوں اس کے تلخ ذائقہ سے لطف اندوز ہونے لگے۔

صفدر نے کھانے کے بعد اپنے اور جولیا کے لئے سبز چائے کا آرڈر پیش کر دیا، اس کے ساتھ ہی بیرے سے بل لانے کی ہدایت بھی کر دی مقصد صرف یہی تھا کہ شاکر اور جمیلہ کے اٹھ جانے کی صورت میں انہیں روانگی میں دیر نہ لگنے پاتے۔ ایکسٹو کی ہدایت کے مطابق انہیں شاکر کے سائے کی نگرانی کرنے کو کہا گیا تھا۔

"بظاہر تو کوئی ایسی بات نظر نہیں آتی جس سے یہ سمجھا جا سکے کہ چیف ان کے معاملات میں کیوں دلچسپی لے رہا ہے۔" صفدر نے دبی زبان میں کہا۔

"ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں ہونی چاہئے۔" جولیا بولی۔ "ویسے بلا وجہ آج تک کبھی اس قسم کے احکامات نہیں دیئے گئے۔ کوئی نہ کوئی بات تو ضرور ہو گی۔"

"ہو سکتا ہے۔"

جواب میں جولیا نے بھی کچھ کہنا چاہا لیکن پھر خاموش ہو کر اس نو وارد کو گھورنے لگی جو شاکر کی میز پر نظر آیا تھا، خود شاکر اور اس کی بیوی نے بھی آنے والے کو حیرت سے دیکھا تھا۔ وہ ان دونوں کے لئے بھی اجنبی ہی تھا۔ حلیئے کے اعتبار سے بھی وہ عجیب خبط الحواس لگ رہا تھا!

اس کے جسم پر پرانی وضع کا تھری پیس سوٹ نظر آ رہا تھا۔ چہرے پر الجھی ہوئی ڈاڑھی مونچھیں اس کی لاپرواہ شخصیت کا ثبوت دے رہی تھیں، سر کے بال نصف سے زیادہ سفید تھے۔ آنکھوں پر گولڈن کمانی کی عینک تھی، عمر کا اندازہ پچاس سے اوپر ہی اوپر کیا جا سکتا تھا۔

"فرمایئے۔" شاکر نے نو وارد کو متحیرانہ انداز میں سر سے پاؤں تک گھورتے ہوئے

پر بیٹھے۔

"ہال میں کوئی دوسری نشست خالی نہیں ہے اس لئے کیا میں یہاں بیٹھ کر کچھ وقت گزار سکتا ہوں۔" نووارد نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔ بولنے کا انداز ایسا ہی تھا جیسے بے شمار خالی برتن آپس میں ٹکرا گئے ہوں۔

"اگر آپ کسی دوسری میز کا انتخاب کر لیں تو زیادہ مناسب ہے۔" شاکر نے ناگوار انداز میں کہا۔

"ہم اس وقت کچھ ذاتی معاملات پر بات کر رہے ہیں۔"

"ذاتی معاملات۔" بوڑھے نے گھن گرج کے ساتھ خشک لہجے میں جواب دیا۔ "پروفیسر حمدانی جیسے روشن ضمیر سے دنیا کی کوئی بات پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ میں دلوں کو پڑھنے کی طاقت رکھتا ہوں۔ اگر کہو تو میں تمہاری پیشانی دیکھ کر بتا دوں کہ اس وقت تمہارے درمیان کس قسم کی باتیں ہو رہی تھیں۔"

"سوری پروفیسر۔" شاکر نے برا سا منہ بنا کر جواب دیا۔ "مجھے علم نجوم وغیرہ ٹائپ کی چیزوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔"

"ایک بار پھر سوچ لو نادان لڑکے۔" پروفیسر حمدانی کا چہرہ تمتما اٹھا۔ "میں اس بھرے مجمع میں تمہاری سابقہ زندگی کی ایک ایک بات بتا سکتا ہوں۔ اور اس کے ساتھ یہ دعویٰ کرتا ہوں کہ تم اپنے ماضی کے بارے میں میری بتائی ہوئی باتوں سے انکار نہیں کر سکو گے۔"

شاکر گڑبڑا گیا اس نے بے چینی کے ساتھ کرسی پر پہلو بدلا لیکن پھر اس سے پیشتر کہ وہ کوئی جواب دیتا جمیلہ بول پڑی۔

"پروفیسر ہمدانی۔ آپ بصد شوق ہمارے ساتھ بیٹھ سکتے ہیں۔"

"شکریہ میری بچی۔" پروفیسر نے شاکر کو گھور کر دیکھا پھر خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کیا لیں گے آپ۔" جمیلہ نے پوچھا۔ لہجہ مہذب ہی تھا۔

"چائے منگا لو، لیکن بغیر دودھ کی اس لئے کہ دودھ میرے علم کے لئے مضر ثابت

شاکر بدستور بڑی کینہ توز نگاہوں سے پروفیسر کو گھورے جا رہا تھا لیکن جمیلہ کی ... نووارد کے لئے چائے کا آرڈر تو بہرحال دینا ہی تھا۔

پھر چائے بھی آ گئی، جمیلہ نے خود اپنے ہاتھ سے چائے کی پیالی بنا کر پروفیسر کے سامنے

ہدایت کے عین مطابق اس میں دودھ نہیں ملایا گیا۔

"پروفیسر کیا آپ ہمارے بارے میں بھی کچھ بتائیں گے۔ یقین کیجئے مجھے آپ جیسی بزرگ ... سے ہمیشہ عقیدت رہی ہے۔"

"کیا معلوم کرنا چاہتی ہو۔" پروفیسر نے چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے پر وقار انداز میں ... کے چہرے کے تاثرات اب دوبارہ نارمل نظر آ رہے تھے۔

شاکر بھی اپنی جگہ سنبھل کر بیٹھ گیا ویسے وہ اب بھی بے چین نظر آ رہا تھا۔

"ہمیں ہماری زندگی کے بارے میں کچھ بتائیے پروفیسر۔"

"تمہاری زندگی کے بارے میں۔" پروفیسر نے چائے کا دوسرا گھونٹ لیا پھر آنکھ ... کے کچھ سوچنے لگا۔

ایک لمحہ تک وہ اسی پوزیشن میں بیٹھا رہا پھر وہ آنکھ کھول کر معنی خیز انداز میں مسکرایا۔

"تمہاری زندگی پانی کے بلبلے کی طرح ہے جو کسی وقت بھی ختم ہو سکتی ہے، ویسے کیا یہ غلط ہے کہ تم نے اپنے باپ کی مرضی کے خلاف شادی کی ہے۔؟"

"ج۔ جی ہاں۔ یہ ٹھیک ہے پروفیسر۔" جمیلہ نے چونکتے ہوئے کہا۔ "دراصل میرے ڈیڈی میری شادی۔"

"تم کچھ مت بتاؤ میری بچّی۔ میں سب کچھ دیکھ رہا ہوں، پہاڑوں کے نیچے چھپے ہوئے حشرات الارض بھی میری نگاہوں سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ . . . . میں نے تیس سال تک بزرگوں کے پاؤں دھو دھو کر پیئے ہیں تب کہیں جا کر اس مرتبہ پر پہنچا ہوں اور اب۔"

پروفیسر کچھ کہتے کہتے اچانک چونکا تھا پھر اس کے چہرے پر بے چینی کے تاثرات پھیل کر گہرے ہوتے چلے گئے۔

وہ کچھ دیر تک اپنی پیشانی رگڑتا رہا پھر حیرت بھری آواز میں بولا۔

"یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔ ایسا کیوں ہو رہا ہے، بھلا دوسروں کو ان معاملات سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔"

جمیلہ کے چہرے پر بھی الجھن کے تاثرات ابھر آئے، پروفیسر کے بے ربط جملے اس کی سمجھ سے باہر ہی تھے۔

"پروفیسر۔ میں آپ کے جملوں کا مطلب نہیں سمجھ سکی۔" اس نے پوچھ ہی لیا۔

"نہیں۔ میں دوسروں کی بے عزتی کرنا اپنے اصول کے خلاف سمجھتا ہوں لیکن اتنا ضرور بتا سکتا ہوں کہ کچھ غیر متعلقہ افراد تم دونوں کی زندگی میں دلچسپی ضرور لے رہے ہیں۔ کیوں لے رہے ہیں میں یہ بھی جانتا ہوں لیکن انہیں ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ بری بات ہے

انسان کو بری باتوں سے پرہیز کرنا چاہیئے۔"

"ہماری زندگی سے بھلا دوسروں کو کیا سروکار ہو سکتا ہے۔" شاکر نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے نرم آواز میں پوچھا۔

"تم خاموش رہو نادان لڑکے۔" پروفیسر نے غراکر شاکر کو گھورا۔ "میں تم سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔ تمہارے دل میں اس وقت کیا ہے میں خوب جانتا ہوں اس لئے میری زبان مت کھلواؤ۔ میں یہ ضرور کہوں گا کہ تم جو چاہتے ہو اس میں تمہیں میری دعاؤں سے کامیابی ضرور ہو گی لیکن میری دعائیں تمہارے حق میں محض اس لڑکی کی وجہ سے ہیں۔" آخری جملہ جمیلہ کی طرف اشارہ کر کے کہا گیا تھا۔

شاکر نے اپنے ہونٹ بھینچ لئے اور کرسی پر پہلو بدل کر رہ گیا۔

"پروفیسر۔" جمیلہ نے جلدی سے بوڑھے کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہوئے پوچھا۔ "آپ نے ابھی کہا تھا کہ کچھ لوگ ہماری زندگی میں دلچسپی لے رہے ہیں۔"

"ہاں۔ میں نے غلط نہیں کہا تھا۔ میری ہر بات پتھر کی لکیر ہوتی ہے۔"

"کیا آپ مجھے بتائیں گے پروفیسر کہ وہ لوگ کون ہیں۔؟"

"فی الحال میں کچھ نہیں کہوں گا میری بچی۔ لیکن میں ان لوگوں کو سختی سے منع کرنا چاہتا ہوں کہ وہ تمہاری زندگی سے دور ہو جائیں اسی میں ان کی بہتری ہے۔" پروفیسر نے قدرے اونچی آواز میں کہا پھر خلا میں دیکھتے ہوئے اس طرح بولنا شروع کر دیا جیسے وہ کسی کو براہ راست مخاطب کر رہا ہے۔!

"سنو احمقو۔ تم فضول اپنا وقت برباد کر رہے ہو۔ دوسروں کا پیچھا کرنا میرے نزدیک بہترین گناہ ہے، میں تم دونوں کو ہدایت کرتا ہوں کہ آئندہ سے ایسی حماقت مت کرنا ورنہ تم

پر قہر خداوندی نازل ہوگا۔ اپنے ارادوں سے باز آجاؤ اسی میں تمہاری بھلائی ہے۔ وہ طاقت جو نظر نہ آئے اس کے اشاروں پر بھاگنا دانشمندی کے خلاف ہے اس لئے میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ چپ چاپ یہاں سے چلے جاؤ۔"

پروفیسر ہمدانی فضا میں منہ بلند کئے چھت کو گھور رہا تھا اور اس کی آواز بتدریج تیز ہوتی جا رہی تھی۔

"بدعہدی میرے لئے دنیا کا بدترین جرم ہے، بھٹکے ہوئے انسانوں کو راستہ بتانے کے بجائے انہیں حالات کے رخ پر چھوڑ دینا گناہ کبیرہ ہے۔ صبح کے اخبارات تم کو بتائیں گے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ کاش تم اس بھٹکے ہوئے انسان کو سمجھنے کی کوشش کرتے ...... بہت برا ہوا لیکن اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ میری نگاہیں ایک معصوم کو گناہ کے راستے پر تیزی سے آگے بڑھتے دیکھ رہی ہیں۔ بدعہدی کرنے والوں پر خدا کا عذاب نازل ہوگا۔ یا حق ہو اللہ۔" قرب و جوار کی میزوں کے افراد بھی پروفیسر کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اس کی آواز اتنی اونچی تھی کہ دوسروں کو مجبوراً ادھر توجہ دینی پڑی۔

صفدر اور جولیا بھی پراسرار بوڑھے کو حیرت سے دیکھنے لگے لیکن وہ اپنی دھن میں حق اللہ کے نعرے لگا لگا کر کہہ رہا تھا۔

"ناگن کے قول و فعل کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ سیدھا سادھا آدمی بربادی کی راہ پر بھٹک گیا۔ اگر یہی حالت رہی تو پورے شہر پر عتاب نازل ہوگا۔ چوریاں ہوں گی، ڈاکے پڑیں گے اور قتل و غارت گری کا بازار گرم ہو جائے گا۔ یا مرشد رحم...... حق اللہ...... یا ہو او... او... یا حق......"

پروفیسر کے چہرے پر جلالی کیفیت طاری ہو گئی۔ اس نے منہ نیچا کر کے ہال میں

ٹھے ہوئے افراد کو حقارت بھری نگاہوں سے گھورا پھر جمیلہ کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا۔ س کے بعد شاکر کو گھورتا ہوا اٹھا اور ہال کو عبور کر کے بیرونی دروازے سے باہر نکل

پورے ہال میں موت کی سی خاموشی طاری تھی۔

صفدر اور جولیا نے ایک دوسرے کو معنی خیز نگاہوں سے دیکھا پھر چائے پینے میں روف ہو گئے۔

دوسری صبح جولیا دس بجے سے پہلے سو کر نہیں اٹھی تھی۔

گزشتہ رات وہ صفدر کے ساتھ تقریباً بارہ بجے تک بارو سے اسٹریٹ پر واقع تھیمز لاج کی نگرانی کرتی رہی تھی، اس کے بعد چوہان کو وہاں تعینات کر دیا گیا پھر صفدر اسے چھوڑ کر چلا گیا تھا۔!

رات اس کے اور صفدر کے درمیان خاصی دیر تک پروفیسر ہمدانی کی شخصیت زیر بحث رہی تھی لیکن وہ اس کے بارے میں کسی آخری رائے پر نہیں پہنچ سکے۔ ویسے شاکر اور جمیلا اسکی شخصیت سے بری طرح متاثر نظر آرہے تھے۔

پروفیسر کے جانیکے دس منٹ بعد ہی وہ دونوں بھی اٹھ گئے پھر وہ سیدھے اپنے فلیٹ پر ہی آتے تھے، ہدایت کے مطابق صفدر اور جولیا برابر ان دونوں کے تعاقب میں رہے پھر چوہان کو ہدایت دیکر جولیا واپس لوٹ آئی تھی۔

تھکن کے باعث اس نے کپڑے بھی تبدیل نہیں کئے، صرف جوتے اتار کر پلنگ پر لیٹ گئی تھی لیکن پروفیسر ہمدانی کی پراسرار شخصیت اس کے ذہن پر مسلط تھی، وہ کب تک جاگتی رہی

اس کا احساس اس کے فرشتوں کو بھی نہیں ہوا۔

بہرحال جب اس کی آنکھ کھلی تو صبح کے دس بج رہے تھے، ذہن پر اب بھی غنودگی کا بوجھل بوجھل سرور باقی تھا۔

وقت کا اندازہ ہوتے ہی وہ ایک طویل جماہی لیتی ہوئی اٹھی پھر سیدھی باتھ روم میں چلی گئی۔!

دس منٹ بعد وہ ضروریات سے فارغ ہو کر کچن روم میں تھی۔

اپنے لئے ناشتہ تیار کر کے اس نے ٹرے میں سجایا پھر ٹرے لئے ہوئے اس کمرے میں آگئی جسے بطور ڈرائنگ روم استعمال کیا جاتا تھا۔

ناشتہ کرتے وقت ایک بار پھر اس کے ذہن میں گزشتہ رات ٹپ ٹاپ میں نظر آنے والا پروفیسر ہمدانی ابھر آیا۔

پھر اس کے وہ جملے بھی اس کے کانوں میں گونج اٹھے جو بظاہر مبہم تھے لیکن اس نے کہا تھا کہ صبح کے اخبارات بتائیں گے کہ وہ کیا کہنا چاہتا ہے۔

اس خیال کے آتے ہی جولیا تیزی سے اٹھ کر دوسرے کمرے میں آگئی، روزمرہ کے معمول کے مطابق آج بھی اخبار فرش پر پڑا ہوا ملا۔

لیکن۔!

اس کی سرخی پر نظر پڑتے ہی جولیا اچھل پڑی تھی، اس کی آنکھیں حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

تیزی سے اخبار زمین سے اٹھایا پھر ناشتے کی میز پر آگئی اس کی نگاہیں اس وقت بھی جلدی جلدی اس خبر کو پڑھ رہی تھیں جو پہلے ہی صفحے پر جلی سرخیوں کے ساتھ موجود تھی۔

بینک آف ایشیا پر ڈاکہ زنی کی واردات، مجرم تین لاکھ کی رقم لیکر فرار ہو گیا۔

دارالحکومت مورخہ ۱۲ جولائی (اسٹاف رپورٹر)

یہ خبر انتہائی حیرت اور پریشانی کے ساتھ پڑھی جائے گی کہ گزشتہ رات کسی نامعلوم شخص نے بینک آف ایشیا میں داخل ہو کر ایک لاکر سے تقریباً تین لاکھ کی کثیر رقم چرالی اور فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔

ہمارے رپورٹر کی فراہم کردہ اطلاعات کے مطابق یہ واردات گزشتہ رات گیارہ اور ساڑھے گیارہ کے درمیان پیش آئی ہے۔

بینک کا مسلح چوکیدار بے ہوشی کی حالت میں پایا گیا تھا۔

اس دلیرانہ اقدام کی اطلاع براہ راست بینک کے منیجر کو دی گئی جو اسی وقت بھاگ کر بینک پہنچا اور چوکیدار کو بے ہوش پایا۔

لاکرز روم کو کھلا دیکھ کر جب وہ اندر گیا تو اس کے اوسان خطا ہو گئے۔ شہر کے سب سے بڑے جوہری سیٹھ راحت علی کا لاکر کھلا ہوا ملا تھا جس کی اطلاع پولیس کو دی گئی۔!

اور۔!

پھر بعد کے واقعات سے مظہر ہے کہ مجرم تین لاکھ کی رقم کے زیورات اور کچھ نقدی لیجانے میں کامیاب ہو گیا۔

سیٹھ راحت علی کا بیان ہے کہ اس نے وہ رقم اور زیورات اسی روز لاکر میں رکھے تھے۔

پولیس اس سلسلے میں بڑی سرگرمی سے چھان بین کر رہی ہے۔ یہاں یہ بات

ذکر ہے کہ مجرم نے لاکر میں کہیں بھی کوئی ایسا نشان نہیں چھوڑا جس سے مجرم کی شناخت ہو سکے۔ نشانات ملے ہیں وہ سیٹھ راحت علی کے سوا کسی اور کے نہیں ہیں۔

ڈاکہ کی اس دلیرانہ واردات نے پولیس کو بری طرح بوکھلا دیا ہے اس سلسلے میں جلد ہی مزید سنسنی خیز انکشافات کی توقع کی جا رہی ہے۔

جولیا نے دوبارہ جلد جلدی اس خبر کو پڑھا پھر تیزی سے اٹھ کر فون کے قریب آ گئی، دوسرے لمحے وہ عمران کے نمبروں کو ڈائل کر رہی تھی۔

چہرے پر الجھن اور بے چینی کے ملے جلے تاثرات موجود تھے۔

"ہیلو۔ علی عمران اسپیکنگ۔" دو منٹ بعد ہی دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی۔ ہا تھا کہ اسے نیند سے بیدار ہوتے زیادہ دیر نہیں ہوئی ہو گی۔

"عمران۔ میں جولیا بول رہی ہوں۔"

"بولتی رہو جولیا۔ میں سن رہا ہوں لیکن ذرا جلدی کہہ ڈالو اس لئے کہ ابھی تک میں نے ناشتہ نہیں کیا۔"

"کیا تم نے صبح کا اخبار دیکھا ہے۔" جولیا نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"نہیں۔ میں آجکل اخبار نہیں دیکھتا۔" عمران نے تیزی سے جواب دیا۔ "ویسے بھی دو چار سے رقم نہ ہونے کی وجہ سے اخبار والے نے لال جھنڈی دکھا رکھی ہے، کیوں؟ کوئی خاص ہے۔"

"ہاں۔ گزشتہ رات بینک آف ایشیا میں ڈاکہ پڑ گیا ہے، مجرم نے کسی سیٹھ راحت علی کے تین لاکھ کی مالیت کے زیورات اور کچھ نقدی پار کر دی ہے۔"

"کوئی اور بات کرو جولیا ڈیئر۔ اس قسم کی گفتگو میں فون پر مناسب نہیں سمجھتا۔"

"عمران۔" جولیانے گہری سنجیدگی سے پوچھا۔ "کیا میں یقین کر لوں کہ اس روز تم نے وہ بات غلط نہیں کہی تھی۔"

"ہو سکتا ہے میں نے جو کچھ کہا تھا وہ ٹھیک ہی ہو لیکن تم فون کرنے کا مقصد بتاؤ۔ کیا تمہارے چوہے ایکسٹو کو اس کی اطلاع مل چکی ہے۔"

"پتہ نہیں۔ میں نے اخبار دیکھتے ہی سب سے پہلے تمہیں فون کیا ہے۔"

"سمجھ گیا۔ تم شاید اس وقت پچھتا رہی ہو گی کیوں۔ میرا اندازہ غلط تو نہیں ہے۔"

"بکو مت۔ میں اس وقت بے حد سنجیدہ ہوں۔"

"ہونا بھی چاہیئے مس فٹز واٹر۔ تین لاکھ کی رقم کم نہیں ہوتی۔"

"آئی سی۔"

جولیانے جھلاہٹ میں ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ "گویا میرا اندازہ ٹھیک ہے کہ تم بربادی کے راستے پر پڑ چکے ہو۔"

"پیٹ بری چیز ہے جولیا ڈارلنگ۔ کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی پڑتا ہے۔"

"عمران۔" جولیانے کسی خیال کے تحت قدرے خشک لہجے میں کہا۔ "میں اگر چاہوں تو اس کی اطلاع پولیس کو بھی دے سکتی ہوں۔"

"بڑے شوق سے اطلاع کر دو مگر یہ سوچ لینا کہ میرا نام بھی علی عمران ہے۔ اگر تمہاری اس حماقت کے بعد تمہارے چوہے کی پوری ٹیم کو کسی تباہی کا سامنا کرنا پڑ جائے تو اس کی شکایت بعد میں مت کرنا۔"

"تم غالباً اس وقت ہوش میں نہیں ہو۔"

"ہوش و حواس تو اسی وقت ہی رفو چکر ہو گئے تھے میڈم جولیا جب تم نے ایکسٹو

میرے اوپر ترجیح دی تھی۔ بہرحال مجھے تمہارے خسارے کے اوپر افسوس ہے لیکن اب بھی کچھ نہیں بگڑا۔ آج بھی اگر تم میرے ساتھ شامل ہونے کی حامی بھر لو تو چوتھائی رقم کی حقدار تو بن ہی سکتی ہو۔"

"شٹ اپ۔"

جولیا بری طرح تلملا گئی۔ عمران اتنی جلدی اور اتنے غلط راستے پر چل نکلے گا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔

"میں تم سے بات کرنا بھی اپنی توہین سمجھتی ہوں۔"

"جو چاہو سمجھتی رہو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ویسے کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ شاکر کے سلسلے میں تم لوگوں نے اب تک کیا کچھ معلومات فراہم کر لی ہیں۔"

"آفیشل معاملات میں تمہیں دخل دینے کی کیا ضرورت ہے جب کہ تم ایکسٹو سے بدظن ہو چکے ہو۔"

"اسے بھی سمجھ لوں گا۔"

دوسری جانب سے سخت لہجے میں جواب ملا۔ "شاکر کے معاملے میں اگر تمہارا چوہا میرے سامنے ناک رگڑنے پر مجبور نہ ہو جائے تو علی عمران کے بجائے تم مجھے ٹٹو یا پھر نکھٹو [illegible] جو چاہو کہہ سکتی ہو۔"

"عمران۔ کیا سچ مچ تمہاری شامت آ گئی ہے۔"

"کبھی پھر اطمینان سے بتاؤں گا، اس وقت پیٹ میں چوہے کود رہے ہیں اس لئے، خدا حافظ اور ٹاٹا۔"

دوسری جانب سے لائن چونکہ بند ہو گئی تھی اس لئے جولیانے جھلا کر ریسیور کریڈل

پر رکھ دیا۔

اس کے چہرے پر بے چینی کے تاثرات گہرے ہو گئے چند لمحات تک سوچتی رہی پھر وہ ناشتے کی میز کی طرف بڑھی ہی تھی کہ فون کی گھنٹی بجی اور اس نے پلٹ کر رسیور اٹھا لیا۔ اس بار دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"آج والی خبر کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔" جولیا نے تیزی سے ماؤتھ پیس میں کہا۔

"مجھے خود بھی حیرت ہے، گزشتہ رات ٹپ ٹاپ میں پروفیسر حمدانی نے بھی اس کی پیشن گوئی کی تھی۔"

"میں نے ابھی عمران کو فون کیا تھا۔ اس نے اپنی حماقت کو تسلیم کر لیا ہے۔"

"نہیں۔"

رسیور پر صفدر کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔ "کیا عمران صاحب نے کھلے الفاظ میں سب کچھ تسلیم کر لیا ہے۔؟"

"کھلے الفاظوں میں تو شاید وہ رحمٰن صاحب کو بھی اپنا باپ تسلیم نہیں کرے گا۔" جولیا نے جلے کٹے لہجے میں جواب دیا۔

"بہر حال مجھے یقین ہے کہ یہ حرکت اسی کی ہو سکتی ہے۔"

"یہ بہت برا ہوا جولیا، کیا تم نے ایکسٹو کو حالات سے آگاہ کر دیا۔"

"نہیں۔ فی الحال اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ویسے بھی موجودہ کیس میں عمران کا ہم سے کوئی سروکار نہیں ہے۔"

"جولیا۔ کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ ہم عمران صاحب سے مل کر انہیں سمجھانے کی کوشش

کریں۔"

"فضول ہوگا۔" جولیا نے کچھ دیر پہلے عمران سے ہونے والی گفتگو کو بتاتے ہوئے جواب دیا۔

"شاکر کے سلسلے میں بھی اس نے اس بات کا دعویٰ کیا ہے کہ ہمارا چیف اس کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جائے گا۔"

"تمہارا کیا خیال ہے اس بارے میں۔؟"

"عمران کی صلاحیتوں کا مجھے اعتراف ضرور ہے لیکن چیف آفیسر کے مقابلے میں شاید اسے شرمندگی اٹھانی پڑے۔"

"ہو سکتا ہے کہ تمہارا ہی خیال ٹھیک ہو لیکن اس کے باوجود ہمیں ذاتی طور پر عمران صاحب سے مل کر انہیں سمجھانا چاہئے۔"

"اپنے طور پر تم جو چاہو کرو لیکن ایکسٹو کو اس کی اطلاع نہیں ہونی چاہئے، وہ شاید اسے پسند نہ کرے گا کہ موجودہ سچویشن میں ہم میں سے کوئی بھی عمران کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق رکھے۔"

"چوہان کی طرف سے کوئی اطلاع ملی۔"

"نہیں۔ کیوں۔؟"

"میں اسی طرف جا رہا ہوں، اگر ہو سکا تو پھر کسی وقت تم سے رابطہ قائم کروں گا۔"

"ٹھیک ہے۔ میں گھر پر ہی ہوں۔" جولیا نے جواب دیا پھر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر شدید غم و غصے کے تاثرات نظر آ رہے تھے۔

عمران نے اپنی ٹوسیٹر کیفے ڈیلکس کے پارکنگ شیڈ میں کھڑی کی پھر نیچے اتر کر عمارت کے صدر دروازے کی طرف چل پڑا۔

ابھی کوئی دس منٹ پہلے ہی اس نے بحیثیت ایکسٹو کے جولیا کی کال ریسیو کی تھی، جولیا نے اسے بتایا تھا کہ شاکر اور جمیلہ اس وقت ڈیلکس میں موجود ہیں اور صفدر ان کی نگرانی کر رہا ہے۔!

کال ریسیو کرنے کے بعد ہی عمران نے اپنے چہرے پر ریڈی میڈ میک اپ چڑھایا پھر کپڑے تبدیل کر کے ڈیلکس کے لئے روانہ ہو گیا مقصد صرف صفدر کو پریشان کرنے سے تھا!

اور اس کی وجہ یہ ہی تھی کہ گزشتہ کچھ عرصے سے صفدر اور جولیا اس پر ایکسٹو ہونے کا شبہ کر رہے تھے چنانچہ اس نے یہ ہی فیصلہ کیا تھا کہ ان کے شبہ کو جڑ سے اکھاڑ پھینکے، عمران کی حیثیت سے اس نے جولیا کو اسی بات کا چیلنج بھی دیا تھا کہ ایکسٹو کو شاکر کے معاملے میں اپنے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دے گا۔

ڈیلکس کا ڈائننگ ہال اس وقت زیادہ مصروف نہیں تھا، عمران نے دروازے پر کھڑے ہو کر ہال میں بیٹھے ہوئے افراد کا سرسری جائزہ لیا پھر ایک خالی میز کی طرف بڑھنے لگا جس کے قریب ہی دوسری میز پر شاکر اور جمیلہ موجود تھے۔

صفدر تیسری میز پر تھا، اس نے عمران کو دیکھا ضرور تھا لیکن پہچان نہیں سکا، عمران نے میز پر بیٹھ کر بیرے کو لنچ کا آرڈر پیش کیا پھر قرب و جوار کی میزوں کا جائزہ لینے لگا ابھی تک اس نے صفدر کو پریشان کرنے کے لئے اپنے ذہن میں کوئی واضح اسکیم نہیں بنائی تھی لیکن وہ عمران ہی تھا جسے ہمیشہ موقع کی سوجھتی تھی۔

لنچ سے فراغت پاتے ہی وہ اپنی میز سے اٹھ کر صفدر والی میز پر آ گیا پھر اس نے بیرے کو بلا کر دو کافی کا آرڈر بھی پلیس کر دیا...... صفدر کے لئے اس کی یہ بیباکی گراں ہی گزر رہی تھی۔

"میرا خیال ہے کہ یہاں کچھ دوسری میزیں بھی خالی ہیں۔" صفدر نے اسے خشک لہجے میں مخاطب کیا۔ "ویسے بھی میں نے آپ کو دوسری میز پر لنچ لیتے دیکھا تھا۔"

"پھر، تم کہنا کیا چاہتے ہو۔" عمران نے اکڑے ہوئے لہجے میں سوال کیا۔ اس کی آنکھوں میں اچانک غصے کی لہر دوڑ گئی تھی۔

"آپ اپنی میز پر بھی کافی پی سکتے تھے، دوسروں کو ڈسٹرب کرنے سے فائدہ۔"

"غلط سمجھ رہے ہو صاحبزادے، دوسری کافی میں نے تمہارے لئے نہیں منگائی ہے۔"

"میں کافی کی بات نہیں کر رہا ہوں مسٹر۔" صفدر تلملا کر بولا۔ "آپ میرا وقت برباد کرنے کی کوشش نہ کریں تو بہتر ہے۔"

"کیا مطلب۔؟"

"آپ کوئی دوسری میز استعمال کریں۔"

"کیوں۔" عمران نے ہاتھ نچاتے ہوئے کہا۔ "کیا یہ میز تم نے اپنے لئے مخصوص کرا رکھی ہے۔"

"اوہ۔" صفدر کے تیور یکلخت بدل گئے۔ "آپ شاید شرافت سے نہیں مانیں گے۔"

"شریف ہوتا تو تمہاری میز پر کبھی نہ آتا۔" عمران نے تیزی سے کہا پھر جمیلہ کو کنکھیوں سے دیکھتا ہوا دبی زبان میں بولا۔

"اس زاویئے سے وہ کچھ زیادہ ہی حسین نظر آ رہی ہے، یقین نہ آئے تو تم میری جگہ آ کر دیکھ لو۔"

"جی۔" صفدر چونکا تھا لیکن دوسرے ہی لمحے وہ سنجیدہ ہو گیا۔ "میں بیہودگی پسند نہیں کرتا مسٹر۔ تم شرافت سے اٹھ لو یہاں سے ورنہ میں تمہیں زبردستی بھی یہاں سے اٹھا لے جانے کی ہمت رکھتا ہوں۔"

"شکل ہی سے بوفر نظر آ رہے ہو۔" عمران نے لاپرواہی سے کہا۔ "اگر یہ بات نہ ہوتی تو تم ہاروے اسٹریٹ سے یہاں تک اس شریف لڑکی کا پیچھا کبھی نہ کرتے، ویسے تمہاری اطلاع کے لئے بتا دوں کہ میں بھی اسی کے چکر میں یہاں تک آیا ہوں۔"

"بکومت۔" صفدر بری طرح جھلا گیا ویسے اب یہ دیگر بات تھی کہ وہ دل ہی دل میں اس اجنبی کے بارے میں بڑی سنجیدگی سے سوچ رہا تھا۔ سوچنا بھی چاہیئے تھا اس لئے کہ یہ حقیقت تھی کہ وہ ایکسٹو کے حکم پر شاکر اور لڑکی کی نگرانی کرتا ہوا ڈیلکس تک آیا تھا۔

"زیادہ اکڑنے کی کوشش مت کرو مسٹر ورنہ اگر میں نے تمہارے چہرے سے میک اپ کی باریک تہہ اتار دی تو شاید لڑکی بھی تم کو شناخت کر لے گی اور پھر اس کے بعد

تمہارا سارا عیش چوپٹ ہو کر رہ جائے گا۔"

صفدر ہونٹ چبا کر رہ گیا۔ اس کے چہرے پر حقیقتاً اس وقت میک اپ موجود تھا، لیکن وہ کچھ ایسا ہی میک اپ تھا جسے ہر شخص آسانی سے نہیں بھانپ سکتا تھا۔ اجنبی کے بارے میں ایک بار پھر وہ گہری سوچ میں پڑ گیا۔

"ایک کی موجودگی میں دوسرے کی فکر کرنا میرے نزدیک حماقت ہی ہے مائی ڈیئر۔" عمران نے رازدارانہ لہجے میں کہا۔ "میں نے اس لڑکی کو بھی دیکھا ہے جو تمہارے ساتھ ٹپ ٹاپ میں موجود تھی، خاصی جاندار لگ رہی تھی، ویسے تم اگر چاہو تو سمجھوتا کر سکتے ہو، اس لڑکی کو میرے حوالے کر دو تو میں تمہارے حق میں اس لڑکی کی طرف سے دستبردار ہو سکتا ہوں۔ کیوں کیا خیال ہے۔"

"کیا تم سیدھی طرح یہاں سے نہیں اٹھو گے۔" صفدر نے اسے خونخوار نظروں سے گھورا۔

لیکن بات آگے نہیں بڑھ سکی، بیرے نے قریب آ کر کافی کے برتن میز پر سجانے شروع کر دیئے تھے اور عمران، وہ بڑی لاپرواہی سے کافی بنانے میں مصروف ہو گیا۔ صفدر اسے مستور اسے کھا جانے والی نگاہوں سے گھور رہا تھا۔

"لو کافی پیو۔ اس کے تلخ گھونٹ تمہارے الجھے ہوئے ذہن کو تقویت پہنچانے میں بے حد مفید ثابت ہوں گے۔"

"میں یہ کافی کا کپ اٹھا کر تمہاری صورت پر دے ماروں گا۔" صفدر بیرے کے جاتے ہی دوبارہ گرم ہو گیا۔

"میں اب اتنا گیا گزرا بھی نہیں ہوں کہ تمہاری دھونس میں آ جاؤں۔ عزت چاہتے

 FARRUKH

ہو تو خاموشی سے اٹھ کر چلتے پھرتے نظر آؤ۔"

"میری معلومات کے مطابق یہ لڑکی شیمز لاج میں رہتی ہے۔ پڑوسیوں سے یہ بھی معلو
ہو سکا ہے کہ شادی شدہ بھی ہے۔ نام بھی بھلا سا ہے۔ جمیلہ۔" عمران نے اس بار جان بوجھ کر
قدرے اونچی آواز میں کہا۔ "اپنے ارادے میں اسے مایوسی نہیں ہوئی۔ اس کی گفتگو سن کر جمیلہ
اور شاکر دونوں ہی چونکے تھے۔

صفدر بری طرح نروس ہو گیا لیکن عمران بدستور بڑی لاپرواہی سے کہتا رہا۔

"میں کوشش کروں گا کہ تم اسے حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤ لیکن اگر وہ شادی ش
ثابت ہوئی تو میں راستے سے الگ ہٹ جاؤں گا۔ تم ایک کی جگہ اگر دو ہزار دو تب بھی م
تمہارے لئے کوئی کام نہیں کروں گا۔"

"میں کہتا ہوں بکواس بند کرو۔" صفدر کا خون کھول اٹھا۔ دوسرا کوئی موقع ہو
تو شاید وہ اس پر بھوکے عقاب ہی کی طرح ٹوٹ پڑتا لیکن موجودہ سچویشن میں وہ سوائے
خون کے گھونٹ پینے کے اور کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

ایکسٹو نے بڑی سختی سے ہدایت دی تھی کہ شاکر اور جمیلہ کو اپنی نگرانی کا علم نہ ہونے پا
لیکن عمران نے ایک اجنبی کی حیثیت سے سب کیے کرائے پر پانی پھیر دیا تھا۔ اس نے گفتگو کا
رخ جس انداز میں بدلا تھا وہ صفدر کے لئے پریشان کن تھا۔ شاکر اور جمیلہ اسے بڑی کینہ تو
نگاہوں سے گھور رہے تھے۔

"سمجھ میں نہیں آتا کہ تم آخری اسی لڑکی کو حاصل کرنے کے لئے کیوں بضد ہو۔" عمران
نے بدستور اونچی آواز میں کہا۔ "شادی شدہ لڑکیوں کا پیچھا کرنا میرے اصول کے خلاف
ہے۔ ویسے بھی یہ بات کچھ سمجھ میں نہیں آتی۔ تم اگر چاہو تو میں ایک کے بجائے دس لڑکیاں

سکتا ہوں۔"

"شٹ اپ۔" صفدر ہونٹ چباتے ہوئے غرایا۔

"زیادہ رعب جمانے کی ضرورت نہیں ہے مسٹر۔" اچانک عمران نے پینترا بدل کر کہا۔
ے زیادہ تم یہی کر سکتے ہو کہ اپنی دی ہوئی رقم واپس لے لو۔ میں اب کسی قیمت پر بھی تمہار
نہیں کروں گا، تمہاری اطلاع کے لئے یہ بتا دوں کہ جمیلہ کس کی لڑکی ہے۔
کرنل جمشید کا نام تم نے غالباً پہلے کبھی نہیں سنا۔ اگر سنا ہوتا تو تمہارے فرشتے بھی
کی میں دلچسپی لینے کی کوشش نہ کرتے۔ کرنل جمشید تم کو سر بازار شوٹ کر سکتا ہے۔ اب
اب کا مسئلہ تو تمہارے چہرے کی یہ باریک جھلی زیادہ دنوں تک اپنا بھرم قائم نہیں
تی۔ اگر جمیلہ کو اس کا علم ہو گیا تو۔۔؟"

"مم۔۔۔۔۔ میں تمہیں شوٹ کر دوں گا۔۔۔ نان سنس۔" صفدر کے لئے اب
شت کرنا ناممکن تھا۔

"یہ بات ہے۔" عمران ایک جھٹکے سے اٹھا۔ "آل رائٹ۔ میں تم سے نپٹ لوں گا۔"

پھر وہ وہاں رکا نہیں تھا۔ تیزی سے لمبے لمبے قدم اٹھاتا ہوا کاؤنٹر پر آ کر اس نے بل
پھر شاکر کو کنکھیوں سے دیکھتا ہوا ہال سے باہر نکلتا چلا گیا۔ صفدر نے آخری وقت
س کو نگاہوں سے اوجھل نہیں ہونے دیا پھر وہ اطمینان کا سانس لیکر پلٹا تھا لیکن یہ
ن زیادہ دیر پا ثابت نہیں ہو سکا۔

شاکر اس کے قریب کھڑا اسے غصیلی نظروں سے گھور رہا تھا، ظاہر ہے کہ صفدر
ڑ گیا ہو گا۔

"فف۔ فرمائیے۔"

FARRUKH

"میں بہرہ نہیں ہوں مسٹر۔" شاکر سرد لہجے میں بولا۔ "تمہاری میز پر ہونے والی ایک بات میرے کانوں تک پہنچ گئی ہے اور اب تم مجھے بتاؤ گے کہ یہ سب کیا ذلالت ہے۔"

"آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے جناب۔" صفدر نے سنبھالا لیتے ہوئے جلدی سے کہا۔ "یقین کیجئے میرے فرشتوں کو بھی اس بات کا علم نہیں ہے کہ وہ کون بدتمیز تھا۔"

"ہم۔ گویا اس نے جو کچھ کہا تھا وہ محض بکواس تھا۔"

"جی ہاں۔ بالکل بالکل۔"

"کیا یہ بھی غلط ہے کہ تم اس وقت میک اپ میں ہو۔"

"میں اس سوال کا جواب ضروری نہیں سمجھتا، ویسے میک اپ میں رہنا کوئی جرم بھی نہیں ہے۔"

"ہوش میں رہ کر گفتگو کرو مسٹر ورنہ ایک منٹ میں حلیہ بگاڑ کر رکھ دوں گا۔" شاکر کسی سانپ کی طرح پھپکارا۔ "جمیلہ کی عزت ہی کا خیال ہے جو اس وقت محض زبان سے کام لے رہا ہوں ورنہ ہاتھ چھوڑ بیٹھنے سے بھی دریغ نہ کرتا۔"

"لیکن جناب آخر آپ کے پاس اس بات کا۔"

"کیا اب تم بات بڑھانا چاہتے ہو۔" شاکر کا سیدھا ہاتھ تیزی سے جیب میں رینگ گیا پھر وہ انتہائی خونخوار آواز میں بولا تھا۔

"ایک منٹ کے اندر اندر خاموشی سے اٹھ کر یہاں سے اپنی منحوس صورت لیکر چلے جاؤ ورنہ میں تم کو گولی مارنے سے بھی دریغ نہیں کروں گا۔"

صفدر کے دل میں تو یہی آئی تھی کہ ہاتھ گھما دے لیکن ایکسٹو کی ہدایت نے اسے مجبور کر رکھا۔ شاکر کو گھورتا ہوا وہ تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"دوبارہ اگر تم جمیلہ کے قریب کہیں دکھائی دیئے تو حلیہ بگاڑ کر رکھ دوں گا۔ کیا سمجھے۔؟"

صفدر نے اس بار بھی بڑی مشکل سے خود پر قابو پایا پھر وہ جھلاتے ہوئے انداز میں کاؤنٹر کی طرف بڑھنے لگا۔

شاکر دوبارہ اپنی میز پر آ گیا لیکن اس کا موڈ بدستور خراب تھا جمیلہ خاموشی سے بیٹھی تھی۔ شرم و خجالت سے اس کی بری حالت تھی۔

جولیا بڑی تیزی سے پلکیں جھپکا رہی لیکن اس کے کان ایک لمحہ کے لئے بھی صفدر کی گفتگو سے علیحدہ نہیں ہوئے۔ صفدر اسے ڈیلکس میں پیش آنے والے واقعات کی تفصیل بتا رہا تھا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ عمران نہیں تھا۔" جولیا نے اس کی بات مکمل ہونے کے بعد پوچھا۔

"مجھے شبہ ہوا تھا لیکن جہاں تک میرا خیال ہے وہ عمران نہیں ہو سکتا اس لئے کہ اس کا حلیہ اور گفتگو کرنے کا انداز میرے لئے دونوں ہی غیر مانوس تھے۔"

"ہو سکتا ہے کہ اس نے حلیے کے ساتھ ساتھ آواز میں بھی ضرورتاً تبدیلی کر لی ہو۔" جولیا نے سپاٹ آواز میں جواب دیا۔

"میں اس کی رگ رگ سے واقف ہوں۔ اسے ان دونوں چیزوں میں کمال حاصل ہے ویسے اگر تمہارے خیال کے مطابق وہ عمران نہیں تھا تو اس کا کوئی دوسرا ساتھی ہی رہا ہوگا۔ کوئی خاص بات۔"

"تم شاید بھول رہے ہو کہ عمران نے شاکر کے سلسلے میں ایکسٹو کو چیلنج کیا تھا۔"

"اوہ۔" صفدر نے مختصراً کہا پھر پر خیال انداز میں کچھ سوچنے لگا۔

"کیا تم نے چوہان کو ہدایت کر دی ہے کہ وہ شاکر کی نگرانی کرے۔ ہم"

"میں نے چوہان سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی تھی لیکن کامیاب نہیں ہو سکا اس کے بعد سیدھا ادھر آ گیا۔"

"ہمیں ایکسٹو کو فوراً حالات سے باخبر کر دینا چاہیئے۔" جولیا بولی پھر اس نے قریب رکھے فون کا ریسیور اٹھایا اور ایکسٹو کے نمبر ڈائل کرنے لگی۔ چہرے پر گمبھیر سنجیدگی کے تاثرات پھیلے ہوئے تھے۔

"ہیلو۔" ایک منٹ بعد دوسری طرف سے جواب ملا۔ آواز ایکسٹو ہی کی تھی۔

"میں جولیا بول رہی ہوں جناب، آپ کو ایک اہم اطلاع دینی ہے۔"

"کہو۔ میں ابھی تمہارے ہی فون کا انتظار کر رہا تھا۔"

"حالات نے اچانک خراب پچویشن اختیار کر لی ہے جناب۔ شاکر کی نگرانی پر اس وقت کوئی نہیں ہے۔"

"جولیا۔"

ریسیور پر ایکسٹو کی غراہٹ ابھری۔ "کیا تم اس وقت نشے میں ہو۔"

"جج۔ جی۔ نہیں۔"

"تفصیل بیان کرو۔"

جواب میں جولیا نے ٹیپ ریکارڈر کی طرح تمام باتیں دہرا ڈالیں جو ابھی صفدر سے معلوم ہوئی تھیں۔

"صفدر کا شبہ کس پر ہے۔؟"

"وہ اپنی لاعلمی کا اظہار کر رہا ہے جناب۔" جولیا نے تیزی سے کہا۔ "اجنبی کو شناخت کرنے میں وہ ناکام رہا ہے۔"

"تمہارا ذاتی خیال کیا ہے۔؟"

"مم۔ میں بھلا کیا عرض کر سکتی ہوں۔"

"جولیا۔" ایکسٹو کا لہجہ سرد ہو گیا۔ "تم نے کچھ روز پیشتر عمران کے سلسلے میں سفارش کی تھی۔"

"جی ہاں جناب۔ دراصل وہ بیکاری سے تنگ آچکا ہے اسی لئے میں نے۔"

"میں سمجھ رہا ہوں تمہارا مطلب۔ لیکن کیا یہ غلط ہے کہ جس وقت تم نے عمران کی سفارش کی تھی اس وقت وہ تمہارے فلیٹ پر موجود تھا۔"

"میں اس سے انکار نہیں کروں گی۔" جولیا نے تھوک نگلتے ہوئے جواب دیا۔ اس کے چہرے کی رنگت اچانک زرد پڑ گئی تھی۔

"کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ تم نے یہ بات اب تک مجھ سے کیوں چھپائی۔؟"

"مم۔ معافی چاہتی ہوں جناب۔"

"ہوش میں رہ کر بات کرو جولیا۔" ایکسٹو کرخت لہجے میں بولا۔ "تم لوگ اچھی طرح جانتے ہو کہ مجھے ایک ایک لمحے کی خبر ملتی رہتی ہے۔ عمران نے تم سے یہ نہیں کہا تھا کہ وہ اپنی تنگ دستی کا علاج کس طور پر کرے گا۔"

"اسی لئے کہا تھا جناب کہ وہ ڈاکہ زنی شروع کر دیگا۔" جولیا نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"گویا ایشیا بینک کے ڈاکے میں اس کا ہاتھ تھا کیوں۔؟"

"مم۔ میں وثوق کے ساتھ نہیں کہہ سکتی جناب لیکن ایسا ممکن بھی ہو سکتا ہے۔"

"کیا تم نے عمران کو اس سلسلے میں ٹٹولنے کی کوشش نہیں کی تھی۔؟"

"کی تھی جناب۔ مگر وہ مجھے بڑی خوبصورتی سے ٹال گیا اس کے علاوہ اس نے ایک بات اور بھی کہی تھی۔"

"وہ کیا۔؟"

"شاکر کے سلسلے میں اس نے کہا تھا کہ وہ ہمارے راستے میں رخنہ اندازی بھی کر سکتا ہے۔"

"اور تم یہ بات مجھے اب بتا رہی ہو۔" ایکسٹو نے جھلائے ہوئے انداز میں جواب دیا۔ "جولیا کیا میں یہ سمجھ لوں کہ ملازمت سے تمہارا دل اب بھر چکا ہے۔"

"مم۔ میں معافی چاہتی ہوں جناب۔" جولیا لرز گئی۔

"نہیں۔ میں اس بار تمہیں معاف نہیں کر سکتا۔ تمہارے دماغ کو درست کرنے کیلئے اب مجھے کوئی معقول سزا تجویز کرنی پڑے گی۔"

"ج۔ جناب۔" جولیا کانپتی ہوئی آواز میں بولی۔ "صرف ایک بار معاف کر دیجئے میں قسم کھاتی ہوں کہ آئندہ کوئی غلطی نہیں ہو گی۔"

"بکمت۔"

ایکسٹو اس بار سخت لہجے میں بولا۔ "تم نے مجھے ٹیپ ٹاپ والے پروفیسر حمدانی کے بارے میں بھی تاریکی میں رکھا تھا۔ میں ماتحتوں کو بار بار معاف کرنے کے خلاف ہوں، چنانچہ فی الحال تم کو پندرہ روز کے لئے ٹیم سے علیحدہ کر رہا ہوں اس دوران تمہارا ٹیم کے کسی

ممبر سے کوئی تعلق نہیں ہونا چاہئے۔"

"بہت بہتر جناب۔"

"صفدر کو فون پر بلاؤ۔"

جواب میں جولیا نے ریسیور صفدر کی طرف بڑھا دیا لیکن اس وقت بھی اس کے ہاتھ کپکپا رہے تھے۔ چہرے پر شدید مایوسی اور الجھن کے تاثرات موجود تھے۔ آنکھیں نم آلود تھیں۔

"میں صفدر بول رہا ہوں جناب۔"

"جولیا کی زبانی مجھے حالات کا علم ہو گیا ہے۔ کیا تم کو یقین ہے کہ وہ عمران نہیں تھا۔؟"

"میں یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا جناب، ویسے میں اسے عمران کی حیثیت سے نہیں پہچان سکا، ممکن ہے وہ میک اپ میں رہا ہو۔"

"شاکر کی نگرانی اب کون کر رہا ہے۔"

"کوئی بھی نہیں۔ میں نے چوہان کو کال کیا تھا لیکن وہ گھر پر نہیں ملا۔"

"تنویر یا صدیقی میں سے کسی کو نگرانی پر مامور کر دو۔ تم فی الحال دور رہی ہو۔"

"بہتر ہے۔"

"جولیا کو میں نے پندرہ روز کے لئے ٹیم سے علیحدہ ہو جانے کی سزا دی ہے۔ تم میں سے کوئی بھی اس سے ملنے کی کوشش نہیں کرے گا۔" ایکسٹو نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ اگر پندرہ روز بعد بھی جولیا کا دماغ ٹھکانے پر نہ آیا تو ممکن ہے کہ میں اسے ملازمت سے برطرف بھی کر دوں۔"

صفدر نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ویسے اسے ایکسٹو کی بات پر تعجب ضرور ہوا تھا۔

"تم ذاتی طور پر عمران سے مل کر معلوم کرنے کی کوشش کرو کہ آجکل وہ کیا کرتا پھر رہا ہے ویسے جہاں تک میری اطلاع ہے وہ غلط راستے پر پڑ چکا ہے اگر یہ صحیح ہے تو مجھے اس کا بھی کوئی نہ کوئی بندوبست کرنا ہو گا۔"

"میں معلوم کرنے کی کوشش کروں گا جناب لیکن مجھے خود بھی حیرت ہے کہ آخر عمران کو اچانک بیٹھے بیٹھے یہ کیا سوجھ گئی۔"

"ہو سکتا ہے کہ اس طرح وہ مجھے مجبور کرنا چاہتا ہو۔"

"میں سمجھا نہیں جناب۔"

"تم لوگوں کو شاید اس کا علم نہیں ہے کہ عمران نے گزشتہ دنوں مجھ سے بھی درخواست کی تھی کہ اسے باقاعدہ طور پر ملازمت دیدی جائے، مگر میں نے اس کی درخواست رد کر دی تھی۔ میری راہ میں رکاوٹیں ڈال کر شاید وہ مجھے اپنی اہمیت کا احساس دلانا چاہتا ہے۔"

"کیا میں کچھ عرض کر سکتا ہوں۔" صفدر نے سنجیدگی سے کہا۔

"کہو۔ کیا بات ہے۔"

"عمران کو اگر باقاعدہ طور پر ٹیم میں شامل کر لیا جائے تو میرے خیال میں وہ ہمارے لئے کارآمد ہی ثابت ہو گا۔"

"ٹھیک ہے، مجھے اس کی صلاحیتوں کا اعتراف ضرور ہے لیکن جو طریقہ اس بار اس نے اپنایا ہے وہ مجھے پسند نہیں ہے۔ ویسے میں تمہارے مشورے پر پھر کسی وقت غور کروں گا۔"

"شکریہ جناب۔"

FARRUKH

" ٹیم کے دوسرے ممبران کو بھی مطلع کر دو کہ آئندہ پندرہ دنوں تک جولیا سے کوئی تعلق نہ رکھیں۔"

" بہتر ہے۔"

" اور کچھ پوچھنا چاہتے ہو۔؟"

" شاکر کا کیا معاملہ ہے۔" صفدر نے کہا پھر جلدی سے بولا۔ "ابھی تک تو کوئی ایسی بات سامنے نہیں آئی جس سے اس کی شخصیت کو مشکوک سمجھا جا سکے۔"

" اس چکر میں مت پڑو۔ ویسے تم لوگوں کو اس کی اہمیت کا اندازہ بھی جلد ہو جائے گا۔"

پھر دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا تھا اس لئے صفدر نے بھی رسیور رکھ دیا۔

ایک لمحے کے لئے اس نے گھوم کر جولیا کو دیکھا پھر تیزی سے فلیٹ سے باہر نکل گیا!

رات کے تقریباً ساڑھے گیارہ بجے تھے جب ایک گہرے سبز رنگ کی آسٹن ہارورے اسٹریٹ بارہویں شاہراہ پر ثمینہ لاج کے سامنے آ کر رکی پھر اس میں سے ایک شخص نیچے اترا اور تیزی سے عمارت داخل ہو گیا۔

چوہان نے پہلے اس کار کو کوئی اہمیت نہیں دی لیکن جب کار سے آنے والا شخص ثمینہ لاج میں داخل ہوا تو اس کا ماتھا ٹھنکا، اس وقت وہ سامنے والی فٹ پاتھ پر ایک دوکان کے تختے پر لیٹا ہوا تھا، جسم پر بوجھا ٹھانے والے مزدوروں جیسا لباس تھا۔ چہرے پر الجھے ہوئے بال اس کی غربت کا اعلان کر رہے تھے، صفدر کو پیش آنے والے حادثے کے بعد سب کو میک اپ میں رہنے کی ہدایت کر دی گئی تھی۔

پھر جیسے ہی کار سے برآمد ہونے والا عمارت میں داخل ہوا چوہان کے قدم بھی حرکت میں آ گئے، اس نے قرب و جوار کا جائزہ لیا۔ دور دور تک کسی کا نشان نہیں تھا۔

سڑک کو تیزی سے عبور کر کے وہ کار کے قریب آ گیا پھر کسی خیال کے تحت اس نے بونٹ کو آہستہ سے کھول کر انجن میں معمولی سی خرابی پیدا کی اور بونٹ دوبارہ ٹھیک کر کے

FARRUKH

خود بھی عمارت میں داخل ہو کر اوپر جانے والے زینوں کو طے کرنے لگا۔

چوتھی منزل پہ بائیس نمبر کے فلیٹ کے سامنے ایک انسانی ہیولے کو دیکھ کر وہ سیڑھیوں کے آخری موڑ پر دبک گیا، دروازے پر کھڑا ہوا سایہ چند لمحات تک کی ہول میں کوئی اوزار گھماتا رہا لیکن اسے کامیابی نہیں ہوئی پھر چوہان نے اسے دروازے پر دستک دیتے سنا۔ تین بار اس نے بڑے محتاط انداز میں رک رک کر دروازے پر دستک دی۔ چوہان کا ذہن بڑی تیزی سے کام کر رہا تھا۔

جہاں تک اندھیرے میں کھڑے ہوئے شخص کا تعلق تھا وہ اسی نتیجے پر پہنچا تھا کہ وہ وہاں کسی اچھے ارادے سے نہیں آیا ہوگا۔

کی ہول پر جھکا ہوا شخص جب وہ قفل کو کھولنے کی کوشش کر رہا تھا تو چوہان اسے کوئی چور یا اٹھائی گیرہ سمجھا تھا لیکن اس کے بعد اس نے جس دیدہ دلیری سے دروازے پر دستک دی تھی وہ چوہان کے لئے باعث حیرت ہی تھی۔

دو ہی صورتیں ممکن تھیں یا تو وہ فلیٹ میں رہنے والے افراد سے واقف رہا ہوگا یا پھر دوسری شکل میں یہ بھی قرین قیاس تھا کہ اس طرح وہ محض دروازے کھلوانے کا خواہشمند ہو اور دروازہ کھلتے ہی وہ اپنے شکار پر حملہ کر بیٹھے۔

تاریکی کے باوجود چوہان اب اس کو بہ آسانی دیکھ رہا تھا۔ اپنی طرف پشت ہونے کی وجہ سے وہ نو وارد کا چہرہ نہیں دیکھ سکا تھا۔

لیکن اتنا اندازہ تو اس نے بخوبی کر لیا تھا کہ آنے والا لانبے قد اور دوہرے بدن کا مالک ہے۔

اس کے جسم پر پتلون اور جیسٹر موجود تھا، سر پر فلیٹ ہیٹ بھی تھی۔ دستک دینے

ے بعد وہ دبے قدموں تھوڑا سا پیچھے ہٹ گیا پھر چوہان نے اس کے الٹے ہاتھ کو جیسٹر کی جیب میں داخل وتے دیکھا تھا۔

حفظ ماتقدم کے طور پر چوہان نے بھی اپنا ریوالور باہر نکال لیا جو سائیڈ ہولسٹر میں اس کی بغلی ری قمیض کے اندر خفیہ طور سے موجود تھا۔

وقت بڑی سست رفتاری سے گزر رہا تھا، چند منٹ تک دوسری طرف سے کوئی جواب یا آہٹ نہیں سنائی دی، لانبے قد والا دوبارہ ایک دم آگے بڑھا، اس بار بھی اس نے پہلے ہی کی طرح دروازے پر تین بار دستک دی پھر قدم پیچھے کھینچ لیا۔

تھوڑی دیر تک مکمل سکوت طاری رہا پھر دروازے کے اوپر والے روشندان کے تاریک شیشے جگمگا اٹھے، اندر کوئی جاگ گیا تھا۔

چوہان نے ریوالور کے دستے پر اپنی گرفت مضبوط کر لی۔ سیڑھیوں کے سہارے دبکا ہوا وہ برابر سایہ پر نظر جمائے رہا۔

ایک منٹ بعد دروازے کی طرف کسی کے قدموں کی آہٹ سنائی دی پھر دوسرے ہی ے دروازے کے بولٹ کھلے اور اس کے بعد جو شخص روشنی میں نظر آیا وہ شاکر کے سوا کوئی ور نہیں تھا۔

"کون ہے۔" شاکر نے جیسٹر والے کو مخاطب کر کے پوچھا۔ جس کا چہرہ ابھی تک تاریکی میں تھا، دروازے سے آنے والی روشنی صرف اس کے نچلے دھڑ کو ہی روشن کر سکی تھی۔

"آپ کو کس سے ملنا ہے۔" سایہ کی طرف سے کوئی جواب نہ پا کر شاکر نے دوبارہ سوال کیا۔

"تمہاری موت۔" لانبے قد والا سرد لہجے میں بولا پھر چوہان نے اسے بجلی کی سی تیزی کے

ساتھ شاکر پر جھپٹتے دیکھا تھا، دوسرے ہی لمحے وہ اپنی جھونک میں شاکر کو دھکیلتا ہوا فلیٹ کے اندر چلا گیا۔

چوہان تیزی سے اٹھا پھر درمیانی زینوں کو پھلانگتا ہوا دروازے کے قریب پہنچ کر رک گیا۔

" خبردار۔ اگر تم نے کوئی شور مچانے کی کوشش کی تو پچھتاؤ گے۔" کوئی سرد آواز میں غرایا تھا۔

" کک۔ کیا چاہتے ہو۔" یہ آواز شاکر کی تھی۔ لہجے میں بوکھلاہٹ تھی، لیکن اتنی زیادہ نہیں تھی کہ چوہان یہ سمجھ پاتا کہ وہ حملہ آور کی شخصیت سے خوفزدہ ہے۔

" میں جو کچھ چاہتا ہوں خود حاصل کر لوں گا۔ تم اپنی زبان بند ہی رکھو ورنہ جسم چھلنی کر ڈالو گا۔"

" مم۔۔۔۔ مم۔۔۔۔ مگر۔۔۔۔"

" شٹ اپ۔" نووارد نے سخت مگر دبی ہوئی آواز میں کہا۔ " فلیٹ میں تمہارے علاوہ اور کتنے افراد موجود ہیں۔"

" میرے علاوہ میری وائف بھی ہے تیسرا کوئی نہیں ہے۔"

" گڈ۔ اب تم دوسرے کمرے میں چلو۔" نووارد نے سرد لہجے میں جواب دیا۔ ٹھیک اسی وقت نیچے سڑک سے کسی کتے کے رونے کی کریہہ آواز سنائی دی۔

" تت۔ تم غلط جگہ آگئے ہو دوست۔" شاکر نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ " یہاں تمہیں سوائے چند ایک قیمتی چیزوں کے اور کچھ نہ ملیگا۔"

" بکو مت آگے بڑھو۔" اس بار تحکمانہ انداز میں کہا گیا پھر قدموں کی آواز ابھر کر

۔۔۔ر ہوتی چلی گئی۔

چوہان نے گردن آگے بڑھا کر دیکھا، کمرہ خالی تھا، دبے قدموں وہ فلیٹ میں داخل ہو گیا ۔۔۔اس نے کھلے ہوئے دروازے کو آہستہ سے بھیڑا اور آگے بڑھتا ہوا ملحقہ کمرے کے دروازے ۔۔۔ آگیا۔

" گھبراؤ مت، آگے بڑھ کر اپنی بیوی کو جگاؤ۔" نووارد کی آواز ابھری۔ " انکار کی صورت ۔۔۔ تم دونوں کو گولی مار دوں گا۔"

چوہان نے ریوالور کو پوزیشن میں لا کر اندر جھانکا، لانبے قد والا دروازے کی طرف ۔۔۔ت کئے کھڑا تھا اور شاکر سامنے بستر پر سوتی ہوئی جمیلہ کو بازوؤں سے تھام کر آہستہ سے ۔۔۔ جھنجھوڑ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر الجھن اور جھلاہٹ کے ملے جلے تاثرات موجود ۔۔۔ تھے۔!

" کک۔ کون۔" جمیلہ نے ہڑبڑا کر اٹھتے ہوئے کہا پھر شاکر کو دیکھ کر اس نے اطمینان ۔۔۔ سانس لی۔ ابھی تک اس کی نظر اجنبی پر نہیں پڑی تھی، لیکن پھر جیسے ہی اسے کمرے میں ۔۔۔سری شخصیت کا علم ہوا اس کا منہ حیرت سے کھلے کا کھلا رہ گیا۔

آنکھیں خوفزدہ انداز میں پھیلتی چلی گئیں پھر وہ سہم کر اٹھی اور شاکر کی پشت پر ۔۔۔ کر اسے پوری قوت سے لپٹا لیا۔ چوہان تیزی سے پیچھے ہٹ کر دیوار سے چپک ۔۔۔ ۔!

" میڈم جمیلہ۔" لانبے قد والا سپاٹ لہجے میں بولا۔ " تمہیں گھبرانے کی کوئی ضرورت ۔۔۔ ہے، میں تمہیں کوئی تکلیف پہنچانے کے بجائے انتہائی شرافت کے ساتھ اپنے ساتھ ۔۔۔نے کی کوشش کروں گا۔"

"کیا مطلب۔" شاکر کی حیرت میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ہاں مسٹر شاکر، میں نے جو کچھ کہا ہے وہ غلط نہیں ہے، کرنل جمشید کی طرف سے مجھے یہی ہدایت ملی ہے کہ جمیلہ کو خاموشی کے ساتھ تم سے علیحدہ کر دیا جائے۔"

"نہیں۔ یہ ناممکن ہے۔" جمیلہ نے تیزی سے کہا: "میں ڈیڈی کے اس حکم کی تعمیل نہیں کر سکتی۔"

"مجبوری ہے میڈم۔ میں اس کام کے عوض چار ہزار کی رقم بھی وصول کر چکا ہوں۔" نووارد نے کہا پھر وہ غالباً شاکر سے مخاطب ہوا تھا۔ "میرے پاس وقت کم ہے اس لئے تم کاغذ قلم سنبھال کر جلدی سے طلاق نامہ لکھ دو۔ میں کوئی دوسری بات سننے کے لئے تیار نہیں ہوں۔"

"اگر میں تمہارے ساتھ جانے سے انکار کر دوں تو۔" جمیلہ نے پوچھا۔

"مجھے زبردستی کرنی پڑے گی میڈم۔ کرنل صاحب کا حکم یہی ہے۔"

"تم چاہے مجھے گولی مار دو مگر میں کوئی تحریر نہیں لکھوں گا۔" شاکر بول پڑا۔ لہجہ فیصلہ کن ہی تھا۔

"اوہ۔ گویا تم مجھے تشدد کرنے پر مجبور کرنا چاہتے ہو۔"

"جو چاہے کرو لیکن تمہارے فرشتے بھی کم از کم میری زندگی میں جمیلہ کو مجھ سے علیحدہ نہیں کر سکتے۔"

"خیال ہے تمہارا۔ میں دو منٹ کے اندر تم کو ہر بات پر آمادہ کر دوں گا۔" نووارد نے سرد لہجے میں کہا۔ گفتگو کا انداز بتا رہا تھا کہ اس نے جو کچھ کہا ہے اسے کر گزرنے سے بھی دریغ نہیں کرے گا۔

چوہان نے فوری طور پر کوئی ترکیب ذہن میں مرتب کی پھر کمرے میں داخل ہو گیا۔ شاکر اور جمیلہ دونوں ہی اس کی آمد پر چونکے تھے، لمبے قد والا بھی چونکے بغیر نہ رہ سکا۔ [illegible]س نے پلٹنے کی کوشش بھی کی تھی لیکن چوہان ڈپٹ کر بولا۔

"ریوالور گرا کر ہاتھ اوپر اٹھا لو ورنہ تمہیں ڈھیر کر دوں گا۔"

نووارد نے محض ایک ثانیے کے لئے تامل کیا پھر ریوالور زمین پر گرا کر اس نے اپنے [illegible]تھ اوپر اٹھا لئے۔

"اب تم دو قدم بائیں جانب کھسک کر منہ میری طرف کر لو۔" چوہان نے سرد لہجے میں [illegible]ا۔

اس بار بھی اس کے حکم کی تعمیل میں نووارد نے بڑی سعادت مندی کا ثبوت دیا لیکن پھر [illegible] جیسے ہی گھوما چوہان چونکے بغیر نہ رہ سکا، لمبے قد والے کے چہرے پر نظر پڑتے ہی وہ [illegible]ے پہچان گیا تھا وہ شہر کا بدنام ترین بدمعاش مارٹن ثابت ہوا، چوہان اسے بہت عرصے [illegible]ے جانتا تھا۔

"اب بولو مائی ڈیئر مارٹن۔ تم یہاں کس ارادے سے آئے تھے۔؟" چوہان نے [illegible]ے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"اوہ۔ گویا تم میرے نام سے بھی واقف ہو۔"

"نام کے ساتھ ساتھ میں تمہارے کردار کے بارے میں بھی واقفیت رکھتا ہوں [illegible]یکن فی الحال تم یہاں آنے کا مقصد بیان کرو۔"

"تعجب ہے۔" مارٹن بولا۔ "جب تم مجھے جانتے ہو تو یہ بھی ضرور معلوم ہو گا کہ [illegible]ٹن کا سینہ لاکھوں رازوں کا مقبرہ ہے جو آج تک سینے میں ہی محفوظ ہیں۔"

"گویا تم شرافت سے زبان نہیں کھولو گے۔؟"

"دوسرا طریقہ بھی اختیار کر کے دیکھ لو۔ ویسے تم مجھے اپنے بارے میں کچھ نہیں بتاؤ گے کیا۔؟"

"میرے ساتھ خاموشی سے چلے چلو۔" چوہان نے خونخوار لہجے میں کہا۔ "میں کون ہوں اس کا اندازہ تم کو جلد ہو جائے گا۔"

شاکر اور جمیلہ بدستور تصویر حیرت بنے ان دونوں کو دیدے پھاڑے گھور رہے تھے۔

"میں چلنے کے لئے تیار ہوں، لیکن کیا تم آسانی سے مارٹن کو اپنے ساتھ لے جا سکو گے۔؟"

"بکواس بند کرو۔" چوہان خشک آواز میں گرجا پھر اس نے شاکر کو مارٹن کے ہاتھ پشت پر باندھنے کی ہدایت دی۔

شاکر ایک لمحے کے لئے ہچکچایا انداز ایسا ہی تھا جیسے وہ مارٹن سے خوفزدہ رہا ہو لیکن چوہان کے دوبارہ کہنے پر اس نے ہمت کر ڈالی۔ خلاف توقع مارٹن نے کوئی مزاحمت نہیں کی پھر وہ چوہان کے اشارے پر اس کے آگے ہو کر چلنے لگا۔ چوہان نے اس کا ریوالور اٹھا کر اپنے قبضے میں کر لیا۔ باہر سڑک پر آ کر مارٹن رک گیا۔

"سیدھی طرح کار میں بیٹھ جاؤ مارٹن ورنہ مجھے مجبوراً تمہاری دو چار ہڈیوں کو توڑنا پڑیگا۔" چوہان نے سرد لہجے میں کہا۔

"کیا کوئی ایسا طریقہ ممکن نہیں ہے کہ تم مجھے اپنے ساتھ لیجانے کی ضد سے باز آجاؤ۔"

"بکو مت۔" چوہان غصیلی آواز میں بولا۔

"تمہاری مرضی۔" مارٹن نے کندھے اچکاتے ہوئے لاپرواہی سے جواب دیا پھر آگے بڑھ کر اس نے گھٹنا مار کر اسٹیرنگ کی دوسری طرف کا دروازہ کھولا اور کار میں بیٹھ گیا، چوہان بھی تیزی سے دوسری طرف سے کار میں داخل ہو کر اسٹیرنگ سنبھال لی۔ وہ اسے جلد از جلد دانش منزل پہنچا کر ایکسٹو کو حالات سے باخبر کرنے کا خواہشمند تھا شاید اسی لئے وہ جلدی میں یہ بھی بھول گیا تھا کہ انجن میں خرابی کی جا چکی ہے۔

اس کا احساس تو اسے اس وقت ہوا تھا جب اس نے گاڑی اسٹارٹ کی تھی اور کار کا انجن بھرپور لے کر جاگ اٹھا تھا۔ انجن میں خرابی پیدا کرنے والی بات اچانک اس کے ذہن میں ابھری تھی، پھر گاڑی کیسے اسٹارٹ ہو گئی اس نے سوچا لیکن دوسرے ہی لمحے اس کی آنکھوں کے نیچے بیشمار سورج طلوع ہو گئے۔

پشت سے سر پر لگائی جانیوالی ضرب کچھ اتنی ہی کاری تھی کہ چوہان کا بھیجہ تک جھنجھنا اٹھا پھر اس سے پہلے کہ وہ حالات کی نوعیت کا اندازہ لگاتا دوسری ضرب لگی اور وہ کراہتا ہوا اسٹیرنگ پر ڈھیر ہو گیا۔

"گڈ۔" مارٹن نے مسکراتے ہوئے کہا مخاطب اس انسانی ہیولے سے تھا جو چوہان کے اندر داخل ہونے کے بعد پچھلی سیٹ کی درمیانی خلا سے آہستہ آہستہ ابھرا تھا۔

"کتے کے رونے والا سگنل ملتے ہی مجھے خطرے کا احساس ہو گیا تھا۔ اسی لئے میں نے اپنے پروگرام میں بھی تبدیلی کر ڈالی۔"

"کون تھا یہ۔" پشت سے پوچھا گیا۔

"کوئی بھی ہو۔ اسے اٹھا کر باہر سڑک پر پھینک دو۔" مارٹن نے اس بار بھی

لاپرواہی سے کہا۔

"میں اس کے چکر میں پڑ کر اپنا وقت برباد نہیں کرنا چاہتا۔"

"کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ ہم اس خطرے کو ہمیشہ کے لئے اپنے راستے سے ہٹا دیں۔"

"نہیں۔ میں خطرات سے کھیلنے کا عادی ہوں اس لئے دشمن کو زندہ رہنا چاہئیے۔ دوسری بار اس کے فرشتے بھی مارٹن کی طرف نظر اٹھانے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ چلو، جلدی کرو۔"

دوسرا شخص جو چھریرے بدن اور درمیانے قد کا مالک تھا دروازہ کھول کر تیزی سے نیچے اترا پھر اس نے چوہان کو سمنٹ کی بوری کی طرح کھینچ کر نیچے سڑک پر ڈالا اور خود اسٹیرنگ پر بیٹھ کر گاڑی گیئر میں ڈال دی۔

FARRUKH

جب صفدر کمرے میں داخل ہوا تو عمران اس وقت بچوں کے رسالے کے مطالعے میں غرق تھا۔ چند لمحات تک وہ دروازے کے قریب ہی کھڑا عمران کو دیکھتا رہا لیکن عمران کی پوزیشن میں رتی برابر فرق نہیں ہوا، مطالعے میں وہ کچھ اتنا ہی منہمک تھا۔

مجبوراً صفدر کو اپنی آمد سے باخبر کرنے کے لئے زبان ہلانی پڑی اور عمران اس کی آواز سن کر اس طرح بوکھلا کر اچھلا تھا جیسے اس کے کانوں نے صفدر کی آواز کے بجائے کسی خطرے کا سائرن سن لیا ہو، پھر صفدر پر نظر پڑتے ہی وہ جلدی جلدی پلکیں جھپکانے لگا۔

"تم۔ آؤ، آؤ بیٹھو۔" عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ "میں سمجھا تھا کہ شاید چھت گرنے والی ہے۔"

صفدر مسکراتا ہوا ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ عمران کی اول جلول حرکتیں اس کے لئے نئی نہیں تھیں۔ دوسروں کو الو بنا کر اپنا مطلب نکالنا عمران کی فطرت ثانیہ تھی۔ صفدر اس بات سے بخوبی واقف تھا۔

"اور سناؤ صفدر پیارے، آجکل کیسی گزر رہی ہے۔" عمران نے پلنگ پر نیم دراز ہوتے ہوئے پوچھا۔ چہرے پر حماقت کے ڈونگرے برس رہے تھے جسم پر چوڑی موری

FARRUKH

کے پائجامہ اور بنیان نے اس کی شخصیت کو اس وقت کچھ زیادہ ہی مضحکہ خیز بنا رکھا تھا۔

"سب خیریت ہے عمران صاحب۔" صفدر نے بدستور مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ "دو تین دن سے ملاقات نہیں ہوئی تھی اس لئے آج خود ہی چلا آیا۔"

"بہت اچھا کیا۔ آج میں تمہیں یاد بھی کر رہا تھا۔ سنا ہے چمن ٹاکیز میں آجکل مدھوبالا کی ایک نئی فلم چل رہی ہے کیا خیال ہے۔"

"پھر کبھی سہی۔" صفدر نے ٹالنے والے انداز میں کہا۔ "آج مجھے کچھ دوسری مصروفیات بھی ہیں۔"

"پچھتاؤ گے۔" عمران نے رازدارانہ لہجے میں تیزی سے کہا۔ "میں نے اخبار میں پڑھا تھا کہ پبلک نے اس فلم کے کچھ عریاں مناظر پر احتجاج کیا ہے اور سنسر والے کانٹ چھانٹ کی فکر میں ہیں۔ .... ویسے صفدر کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ عریانیت کسے کہتے ہیں۔"

"پتہ نہیں۔ میں نے اس پر کبھی سنجیدگی سے غور نہیں کیا۔"

"ہائیں۔ تو کیا عریانیت کا مطلب سنجیدگی سے غور کئے بغیر سمجھ میں نہیں آسکتا۔" عمران نے حیرت سے پوچھا۔

"پھر!" برا سا منہ بنا کر صفدر کو گھورتے ہوئے بولا۔ "ارے جاؤ۔ اب میں اتنا احمق نہیں ہوں کہ تمہاری باتوں میں آجاؤں۔ ویسے عریانیت کا مطلب میرے خیال میں بے شرمی کی حرکتیں کرنے سے ہے۔ حکومت بھی اس کی روک تھام کے سلسلے میں آئے دن نئے

قانون وضع کرتی رہتی ہے۔"

"کوئی دوسری بات کیجئے عمران صاحب۔"

"ناممکن ہے۔ جبتک پہلی بات ختم نہ ہو دوسری شروع نہیں ہو سکتی۔" عمران نے کہا پھر سیدھا ہوتے ہوتے بولا: "لیکن میں یہ بات بڑے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ جبتک مرغیوں کی نسل کشی نہ ہو دنیا سے بے شرمی کبھی ختم نہیں ہو سکتی۔"

"جی۔" صفدر چونکا تھا۔ "میں سمجھا نہیں۔"

"کیوں۔ کیا دوسروں کے سامنے انڈا دینا تمہارے نزدیک بے شرمی کی بات نہیں ہے، کل کا واقعہ ہے جب میں اپنے ایک دوست سے ملنے گیا، لان پر بیٹھے ہوئے ہم باتیں کر رہے تھے کہ میرے دوست کی پالتو مرغی نے انڈا دیکر اپنی زبان میں چلانا شروع کر دیا۔ میں چونک کر اس کی طرف متوجہ ہو گیا اور ٹھیک اسی وقت میرے دوست کی بیوی انڈا اٹھانے کے لئے جھپٹی تھی، لقین کرو پیارے صفدر میں مارے شرم کے اٹھ کر بھاگ کھڑا ہوا تھا۔"

صفدر مسکرائے بغیر نہ رہ سکا، عمران اپنی دھن میں کہے جا رہا تھا۔

"وہاں سے بھاگ کر میں نے اپنے فلیٹ پر ہی آکر دم لیا تھا پھر جانتے ہو کیا ہوا۔ مجھے اپنی فلم انڈسٹری کے موسیقاروں پر تاؤ آگیا، میں چیلنج کرتا ہوں کہ اگر ہمارے ملک کے موسیقار مرغی کی پک....... پک .... پک .... پکاک کی آواز کو دھن کے سانچے میں ڈھال کر پبلک کے سامنے پیش کریں تو لوگ راگ اینڈ رول کی موسیقی سے زیادہ اسے پسند کریں گے۔ کیوں، تمہارا کیا خیال ہے۔"

"میں آپ کی بات کی تردید نہیں کروں گا۔"

"گڈ۔" عمران نے بائیں آنکھ جھپکاتے ہوئے کہا۔ "اگر سعادتمندی کا یہی ثبوت دیتے

رہے تو کھا کماؤ گے۔"

"آپ کی ملازمت کا کیا رہا۔؟" صفدر نے اصل مقصد کی طرف آتے ہوئے سوال کیا۔ وہ اس وقت ایکسٹو کی ہدایت پر ہی عمران کو ٹٹولنے آیا تھا۔

"ملازمت کریں اب میرے دشمن۔" عمران نے برا مانتے ہوئے جواب دیا۔ "تنگ دستی کا زمانہ اب گزر چکا ہے صفدر صاحب۔ تم کہو تو اب میں خود اپنے لئے مزید چار چھ ملازم رکھ لوں۔"

"کیا کہیں لمبا ہاتھ مارا ہے۔"

"اوہ۔" عمران اچانک چونکا پھر اس کے چہرے پر زلزلے جیسی کیفیت طاری ہو گئی۔ اور دوسرے ہی لمحے وہ غصے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ "مجھے پہلے ہی شبہ گزرا تھا کہ اس وقت تمہاری آمد کچھ نہ کچھ معنی ضرور رکھتی ہے۔"

"آپ غلط سمجھ رہے ہیں۔" صفدر نے جلدی سے بات بناتے ہوئے کہا۔ "میں تو محض یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ......"

"انرجی مت برباد کرو صفدر۔ علی عمران نے ایم ایس سی پی ایچ ڈی کی ڈگری چھولے بیچ کر بازار سے نہیں خریدی تھی۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تمہارا تعلق کس ادارے سے ہے۔"

"یقین کیجئے عمران صاحب۔"

"اب نہیں چلے گی صفدر صاحب۔" عمران نے اس کا جملہ درمیان سے اچکتے ہوئے خشک الفاظ میں کہا۔ "ایکسٹو نے اس سلسلے میں تمہارا انتخاب کر کے دوراندیشی ہی کا ثبوت دیا ہے۔ تمہاری جگہ اگر کوئی دوسرا ہوتا تو میں اسے کم از کم یہ ضرور باور کرا دیتا کہ کبھی کبھی بھینس بھی عقل سے بڑی ثابت ہوتی ہے۔"

FARRUKH

عمران کا لہجہ اس وقت کچھ ایسا ہی تھا کہ صفدر نے مزید بحث میں پڑنا مناسب نہیں سمجھا ویسے بھی وہ عمران کے خاص مداحوں میں سے تھا۔ ایکسٹو کی جانب سے جاری کی ہوئی ہدایت ہی اسے عمران کے فلیٹ تک کھینچ لائی تھی ورنہ وہ ادھر کا رخ بھی نہ کرتا۔

"کیا سوچ رہے ہو مسٹر صفدر۔"

"کچھ نہیں۔" صفدر نے بجھے بجھے لہجے میں کہا پھر کرسی سے اٹھتا ہوا بولا۔ "اب میں اجازت چاہوں گا۔"

"نہیں۔ تم اس طرح یہاں سے نہیں جا سکتے۔ بیٹھ جاؤ۔"

صفدر خاموشی سے بیٹھ گیا۔

"میں تمہیں مایوس نہیں کروں گا صفدر پیارے۔" عمران نے نرم اور دوستانہ لہجے میں کہا۔ "میں اچھی طرح سمجھ چکا ہوں کہ ایکسٹو نے تمہیں میرے پاس کس لئے بھیجا ہے۔ اگر تمہارے بجائے اس چوہے کا کوئی اور نمائندہ آیا ہوتا تو میں اسے بڑی خوبصورتی سے ٹال دیتا لیکن تمہاری بات کچھ اور ہے، عمران دی گریٹ احمق نے صفدر سعید کو کبھی اپنے بھائی سے کم نہیں سمجھا اس لئے وہ تم سے کوئی بات پوشیدہ بھی نہیں رکھے گا۔"

"پلیز عمران صاحب۔ مجھے مزید شرمندہ مت کیجئے۔" صفدر نے کہا۔ عمران کی موجودہ گفتگو نے اسے بے حد متاثر کیا تھا۔

"فکر مت کرو۔ ایکسٹو کو اس کی یہ چال بہت مہنگی پڑے گی۔ ویسے تمہاری اطلاع کے لئے میں یہ انکشاف کر سکتا ہوں کہ بینک آف ایشیا کا لاکر میرے ہی ہاتھوں صاف ہوا تھا۔ ٹاپ ہل پر تم کو اور جولیا کو پروفیسر حمدانی کی صورت میں نظر آنے والا بھی میں ہی تھا۔ ڈیلکس ہوٹل میں بھی میں نے ہی تم کو شاکر کے ساتھ الجھانے کی کوشش کی تھی۔" عمران نے احمقوں کی

FARRUKH

FARRUKH

طرح منہ چلاتے ہوئے کہا۔ اور کچھ بھی پوچھنا چاہتے ہو۔؟"

صفدر نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اب یہ دیگر بات تھی کہ عمران کے انکشافات اس کے ذہن پر کسی بم ہی کی طرح پھٹے تھے، کوئی دوسرا موقع ہوتا تو شاید وہ عمران سے ان حرکتوں کی وجہ بھی پوچھ بیٹھتا لیکن اس وقت عمران نے اس پر جس اعتماد کے ساتھ ان باتوں کا اظہار کیا تھا اس نے صفدر کو عجیب الجھن میں ڈال دیا۔

"پروفیسر حمدانی کی شخصیت کو چھپا کر تم باقی باتوں کا تذکرہ ایکسٹو سے کر سکتے ہو۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "یہ بھی میں محض اس لئے کہہ رہا ہوں کہ پروفیسر حمدانی کے روپ میں ابھی مجھے کچھ اور کام بھی کرنے ہیں۔"

"آپ مجھ پر مکمل اعتماد کر سکتے ہیں عمران صاحب۔" صفدر نے جذباتی لہجے میں جواب دیا۔ "لیکن کیا میں یہ معلوم کر سکتا ہوں کہ آپ نے یہ سب کس مقصد کے لئے کیا ہے۔"

"زیادہ معلوم کرنے کی کوشش مت کرو، ورنہ تمہارے بالغ ہو جانے کا خطرہ بھی لاحق ہو سکتا ہے۔ فی الحال صرف اتنا سمجھ لو کہ ایکسٹو کے مقابلے پر میں نے بھی شاگردی میں دلچسپی لینی شروع کر دی ہے۔"

"کوئی وجہ بھی ضرور ہوگی۔؟"

"جولیا۔" عمران نے بڑی معنی خیز انداز میں آنکھ مارتے ہوئے جواب دیا۔ "تمہیں شاید اس بات کا یقین نہ آئے، لیکن یہ حقیقت ہے کہ مجھے اس کے ساتھ وہی ہو گئی ہے جس کے ہو جانے کے بعد آدمی کی بھوک پیاس کا ستیاناس ہو جاتا ہے۔" معدہ چوپٹ ہو کر رہ جاتا ہے اور کھوپڑی میں رنگین چینے اچھلتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں، انسان کسی گانا بجانے گاتے کی طرح ہر وقت تھوتھنی اٹھا کر گاتے اداس اداس پھرنے لگتا ہے۔ چنانچہ مجھے بھی جولیا سے کچھ ایسا

تو ہو گیا ہے لیکن اس نے میرے ساتھ بیوفائی کر کے میری محبت کی توہین کر ڈالی۔ میرے مقابلے میں وہ ایکسٹو کو ترجیح دیتی ہے جسے میں کسی قیمت پر بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ اگر اس روز ایکسٹو کی فون کال کے بعد وہ اپنے کئے ہوئے وعدہ سے منحرف نہ ہو جاتی تو میں اس ٹکراؤ کے لئے کبھی آمادہ نہ ہوتا مگر اب۔ اب مجبوری ہے۔"

"آپ شاید مجھے مذاق میں ٹالنے کی کوشش کر رہے ہیں، لیکن جولیا کے بارے میں غالباً آپ کو تازہ ترین اطلاع ابھی تک نہیں ملی ہے۔"

"کیا مطلب۔" عمران بوکھلائے ہوئے انداز میں چونکا۔ "کیا وہ اپنے چچا کے ساتھ کہیں فرار ہو گئی۔"

"ایکسٹو نے اسے چند روز کے لئے معطل کر دیا ہے۔" صفدر نے جواب دیا پھر تفصیل بتانے لگا۔

عمران بڑی سنجیدگی سے سنتا رہا۔ اس کے چہرے پر نظر آنے والے تاثرات بڑی تیزی سے تبدیل ہو رہے تھے، پھر صفدر کی بات ختم ہوتے ہی اس نے بڑے خوفناک لہجے میں کہا تھا۔

"صفدر۔ میں اس تازہ ترین اطلاع کے لئے تمہارا شکر گزار ہوں۔ ایکسٹو کو جولیا کے ساتھ کیا ہوا برتاؤ بہت مہنگا پڑے گا۔ میں اب اسے چوہے کی بل سے بھی باہر نکال کر مارنے کی کوشش کروں گا۔"

"جو چاہے کیجئے عمران صاحب۔ لیکن خدا کے لئے میرا نام نہ آنے پائے۔۔۔ ورنہ ایکسٹو۔"

"ایکسٹو کی ایسی تیسی۔ تم دیکھتے رہو۔ اگر میں اسے وائی تھری اور زیڈ فور نہ بنا کر نہ

FARRUKH

رکھ دوں تو میرا نام بدل دینا۔" عمران بڑے غصیلے انداز میں بولا۔ چہرے پر بڑے خونخوار تاثرات تھے۔!

Don't read it

مجھے اس ناول سے

بے حد

آپکو زیادہ پتا ہے یا ہمیں

understand

تم دونوں کو نہیں پتہ

اور پھوں

پرائیویٹ فون کی گھنٹی بجتے ہی عمران دوسرے کمرے کی طرف بڑھا۔ اس فون کے نمبر ڈائریکٹری میں نہیں تھے، عمران اسے محض ایکسٹو کی حیثیت سے استعمال کرتا تھا، اس فون کے نمبر اس کے ماتحتوں کے سوا کسی اور کو نہیں معلوم تھے۔

دوسرے کمرے میں آکر عمران نے ریسیور اٹھایا پھر وہ ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں بولا تھا۔

"ہیلو۔ ایکسٹو آن دی لائن۔"

"میں تنویر بول رہا ہوں جناب۔" دوسری جانب سے تنویر کی آواز سنائی دی۔

"کوئی اہم اطلاع۔؟"

"جی ہاں۔ میں اس وقت سول ہسپتال سے بول رہا ہوں۔ ہدایت کے مطابق میں ٹھیک نو بجے ثمینہ لاج پہنچ گیا تھا۔ رات کی ڈیوٹی پر جوہان تھا اور مجھے اس سے چارج لینا تھا۔ لیکن جب میں وہاں پہنچا تو باہر سڑک پر لوگوں کا ہجوم اکٹھا تھا۔ مقامی تھانے کا ایک سب انسپکٹر بھی وہاں پہنچ چکا تھا۔"

"تنویر۔" عمران ایکسٹو کے لہجے میں غرایا۔ "تمہید ختم کر کے اصل مقصد کی طرف آجاؤ۔

سول ہسپتال تک تمہارے جانے کا مقصد کیا تھا۔؟"

"چوہان جناب۔ گزشتہ رات کسی نے حملہ کر کے اس کے سر میں اچھا خاصا گھاؤ پیدا کر دیا ہے۔ میں نے خود کو اس کا بھائی ظاہر کر کے پولیس سے اس بات کی اجازت حاصل کر لی ہے کہ ذاتی طور پر اس کا علاج کراؤں۔"

"اوہ۔" عمران سنجیدہ ہو گیا۔ "کیا پولیس نے کیس رجسٹر کر لیا ہے۔"

"جی ہاں۔ میں نے بہتری کوشش کی تھی کہ ایسا نہ ہونے پاتے لیکن سب انسپکٹر اپنی جگہ اڑ گیا تھا۔"

"چوہان نے پولیس کو کوئی بیان دیا ہے۔؟"

"ابھی تک ایسا ممکن نہیں ہو سکا جناب، وہ ابھی تک بے ہوش ہے، ویسے سب انسپکٹر اپنے ایک ہیڈ کانسٹیبل کو یہاں تعینات کر گیا ہے۔"

"ڈاکٹروں کا کیا خیال ہے، کیا حالت خطرناک ہے۔"

"ایسی کوئی سیریس بات نہیں ہے۔ ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ بے ہوشی زیادہ دیر نہیں رہے گی۔"

"ٹھیک ہے تم وہیں رکو گے۔ اس بات کی پوری پوری کوشش کرو کہ چوہان کوئی بیان نہ دینے پائے۔"

"میں سمجھ رہا ہوں جناب۔"

"بہتر یہ ہوگا کہ ہوش میں آنے کے باوجود وہ پاگل ہی بنا رہے۔"

"رائٹ سر۔ میں چوہان کو سمجھا دوں گا۔"

"چوہان کے ہوش میں آتے ہی تم اس سے حادثے کی تفصیل معلوم کر کے مجھے مطلع

کرو گے۔"

پھر عمران نے سلسلہ منقطع کر کے صدیقی کے نمبر ڈائل کئے۔

"میں ایکسٹو بول رہا ہوں۔" رابطہ قائم ہونے کے بعد اس نے ایکسٹو کی حیثیت سے کہا۔ "تم ...ی وقت ہاروے اسٹریٹ کے لئے روانہ ہو جاؤ، بارہویں شاہراہ پر واقع ثمینہ لاج میں تمہیں ...شاکر نامی شخص کی نگرانی کرنی ہے، فورتھ فلور، روم نمبر ڈبل ٹو۔"

"ٹھیک ہے جناب، میں ابھی روانہ ہو جاتا ہوں۔"

"آنکھیں کھول کر نگرانی کرنا۔ گزشتہ رات چوہان آن ڈیوٹی تھا لیکن اس وقت وہ سول ...سپتال میں موجود ہے۔ تم غالباً میرا مطلب سمجھ گئے ہو گے۔"

"یس پلیز۔ میں سمجھ گیا۔"

"شاکر کے سلسلے میں مجھے ایک ایک منٹ کے حالات معلوم ہوتے رہنے چاہئیں۔"

...مران بولا۔ "تم تنویر کے آجانے کے بعد ہی وہاں سے ہٹو گے، نگرانی کے دوران کیمرہ نما جیبی ...انسمیٹر ساتھ رکھنا، ہو سکتا ہے میں تمہیں دوبارہ کال کروں۔؟"

"کیا چوہان پر شاکر ہی نے حملہ کیا تھا۔؟"

"تفصیل پھر معلوم کرتے رہنا۔ فی الحال جتنی جلد ممکن ہو ہاروے اسٹریٹ کے لئے ...روانہ ہو جاؤ، میک اپ ضروری ہے۔"

"ایک بات اور معلوم کرنا چاہتا ہوں جناب، اگر چوہان جیسی کوئی سچویشن مجھے بھی ...پیش آنے کے امکانات نظر آئیں تو کیا میں ان سے نپٹ لوں۔"

"انتہائی اہم حالات میں تم ایسا کر سکتے ہو۔" عمران نے جواب دیا، پھر رابطہ ختم ...کر دیا۔!

اب وہ بلیک زیرو کے نمبر ڈائل کر رہا تھا۔

"یس۔ بلیک زیرو۔" دوسری جانب سے کال خود بلیک زیرو نے ریسیو کی تھی۔

"عمران اسپیکنگ بلیک زیرو۔ چوہان سول ہسپتال میں موجود ہے، اس کی ڈیوٹی ثمینہ لاج پر تھی۔ تنویر نے آج صبح اسے بے ہوش حالت میں پایا تھا اور اب وہ سول ہسپتال میں ہے۔"

"کوئی خطرہ تو نہیں ہے۔؟"

"نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تنویر نے مجھے صرف اتنا بتایا تھا اس کے سر پر گہرا گھاؤ آیا ہے۔ ڈاکٹر اسے ہوش میں لانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ حادثے کی وجہ ابھی تک نہیں معلوم ہوئی۔"

"میرے لئے کیا حکم ہے۔؟"

"تم چوہان کی طرف روانہ ہو جاؤ، میں نہیں چاہتا کہ وہ پولیس کو کسی قسم کا بیان دے۔ کچھ دنوں تک وہ اگر پاگل رہ سکے تو زیادہ مناسب ہے۔ اس طرح ہم حملہ آوروں کو تاریکی میں رکھ کر ان کی غفلت سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔"

"میں سمجھ رہا ہوں، لیکن کیا یہ معاملہ پولیس تک پہنچ گیا ہے۔؟"

"ہاں۔ سب سے پہلے چند راہگیروں نے چوہان کو ثمینہ لاج کے سامنے سڑک پر بے ہوش پایا تھا جس کی اطلاع ملحقہ تھانے کو دیدی گئی۔ تنویر دیر سے پہنچا تھا، تنویر کے بیان کے مطابق پولیس کا ایک نمائندہ اس وقت بھی ہسپتال میں چوہان کے ہوش میں آنے کا انتظار کر رہا ہے۔ تمہیں کسی طرح حالات کو کنٹرول کر کے چوہان تک میرا پیغام پہنچانا ہوگا

تنویر کو ہسپتال سے ہٹا دینا، ہو سکتا ہے کہ پولیس اسے بھی چوہان کے سلسلے میں پریشان کرے۔"

"آپ مطمئن رہیں جناب، پولیس چوہان سے اب کسی قسم کا بیان نہیں لے سکتی، رہا تنویر کا مسئلہ تو میں اسے ہدایت کر دوں گا کہ وہ کچھ دنوں کے لئے محض اپنی رہائش گاہ تک محدود ہو کر رہ جائے۔"

"گڈ۔" دو گھنٹے بعد مجھے حالات سے دوبارہ آگاہ کرنا۔" عمران نے کہا پھر فوراً ہی کسی خیال کے تحت اس نے دوبارہ ریسیور اٹھایا اور ٹرنک ایکسچینج کے نمبر گھمانے لگا۔

"ہیلو۔" ریسیور پر ایکسچینج سے ایک نسوانی آواز ابھری۔

"شاداب نگر کے لئے ایک ارجنٹ کال بک کرو۔ تھری تھری زیرو نائن۔ پی پی کرنل جمشید۔"

"آپ کن نمبروں سے بول رہے ہیں جناب۔"

"اٹ از کوڈ ایکسٹو آپریٹر۔"

"اوہ۔ آئی ایم سوری مسٹر ایکسٹو۔" آپریٹر نے جلدی سے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ کال کتنی دیر تک مل سکتی ہے۔"

"شاداب نگر کی لائن خالی ہی ہے جناب۔ میں کوشش کرتی ہوں۔ اگر پی پی موجود ہوا تو زیادہ دیر نہیں لگے گی۔"

"شکریہ۔" عمران نے کہا پھر ریسیور رکھ کر ٹہلنے لگا۔ چہرے پر گھمبیر سنجیدگی کا تسلط تھا۔

پانچ منٹ بعد خفیہ فون کی گھنٹی دوبارہ بجی اور عمران نے جھپٹ کر ریسیور اٹھا لیا۔ حسب توقع ریسیور پر آپریٹر کی ہی آواز ابھری تھی پھر عمران کے کہنے پر اس نے کرنل جمشید

سے اس کی لائن ملادی۔

"ہیلو کرنل جمشید اسپیکنگ۔" اس بار ریسیور پر ایک بھاری اور قدرے جھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔ بولنے والے کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ اس وقت پریشان رہا ہوگا۔"

"کرنل۔ میں ایکسٹو بول رہا ہوں۔" عمران نے پروقار انداز میں کہا۔ "سر سلطان نے آپ کی درخواست پر شاکر والا معاملہ میرے سپرد کیا ہے، میں اسی سلسلے میں آپ سے براہ راست کچھ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔"

"کیوں۔ کیا سلطان نے تمہیں پوری تفصیل سے آگاہ نہیں کیا۔"

"کیا تھا، لیکن کچھ باتیں خود ان کے لئے بھی سمجھ سے بالاتر ثابت ہوتی ہیں۔"

"تم کیا معلوم کرنا چاہتے ہو۔؟"

"صرف یہ کہ آپ شاکر پر کس قسم کا شبہ کر رہے ہیں۔"

"میں اسے اچھا نہیں سمجھتا۔"

"اوہ۔ لیکن برا سمجھنے کی کوئی وجہ تو ضرور ہوگی۔ میں اسی کی وضاحت چاہتا ہوں۔"

"طویل کہانی ہے مسٹر ایکسٹو۔" کرنل جمشید نے جواب دیا۔ "فی الحال میں مختصراً صرف اتنا بتا سکتا ہوں کہ شاکر جمیلہ سے شادی کرنے سے پہلے بھی شادی شدہ تھا۔ اس کی پہلی بیوی بھی ایک بڑے گھرانے سے تعلق رکھتی تھی لیکن شادی کے ایک سال بعد وہ پراسرار حالات کا شکار ہو کر مر گئی۔"

"وہ پراسرار حالات کیا تھے۔؟"

"شروع شروع میں شاکر اور اس کی بیوی پر کئی جان لیوا حملے ہوئے تھے، پولیس کا خیال تھا کہ لڑکی کا بڑا بھائی ایسا کر رہا ہوگا، اس شبہ کی وجہ یہ تھی کہ وہ اس شادی کے خلاف تھا

بہرحال ایک سال بعد وہ لڑکی ایک تالاب میں ڈوب کر مرگئی تھی۔"

"اور پولیس نے اس کہانی پر یقین کر لیا تھا۔؟"

"یقین نہ کرنے کی کوئی وجہ بھی نہیں تھی، جس وقت یہ منحوس حادثہ پیش آیا میں اور جمیلہ بھی اس تالاب پر موجود تھے، ہمارے علاوہ بہت سارے لوگ تھے، وہ میرے نزدیک بھی قدرتی حادثہ ہی ثابت ہوا تھا۔ دراصل شاکر کی بیوی غوطہ خوری کی مشق کر رہی تھی مگر ایکبار جب وہ پانی کی سطح سے ابھری تو بری طرح گھبرائی ہوئی تھی، اپنے بچاؤ کے لئے اس نے ہاتھ پاؤں بھی مارے تھے لیکن دوسری ڈبکی اور تیسری ڈبکی کے بعد وہ ختم ہوگئی۔ جب تک شاکر یا ہم میں سے کوئی دوسرا وہاں پہنچ پاتا اس کی نبض بند ہو چکی تھی۔ پوسٹ مارٹم کی رپورٹ نے بھی اس کی موت کو اتفاقیہ قرار دیا تھا، چنانچہ شاکر دودھ کی مکھی کی طرح صاف نکل گیا۔"

"کیا آپ چاہتے تھے کہ وہ بیوی کی موت میں کسی طرح ملوث ہو جاتا۔" عمران کا لہجہ اس بار معنی خیز تھا۔

"کیا مطلب۔؟"

"کھلی ہوئی بات ہے کرنل جمشید، جب وہ حادثہ سیکڑوں آدمی کی موجودگی میں پیش آیا اور پولیس سرجن کی رپورٹ نے بھی موت کو اتفاقیہ ظاہر کر دیا تو پھر شاکر پر کسی فرد جرم کے عائد کرنے کا سوال نہیں تھا۔"

"اتنا میں بھی سمجھتا ہوں۔" کرنل جمشید نے جھلاتے ہوئے کہا۔ "لیکن اس کے باوجود اگر وہ اس معاملے میں پھنس جاتا تو مجھے پریشانیوں کا سامنا نہ کرنا پڑتا، دراصل جمیلہ اس حادثے سے بری طرح متاثر ہوئی تھی، دوسروں کی طرح اس نے بھی شاکر سے وقتی ہمدردی کے اظہار کے طور پر چند رسمی جملے کہے تھے اور پھر یہی رسمی جملے ان دونوں کے درمیان گہری دوستی کا باعث

بن گئے، اس کے بعد میرے منع کرنے کے باوجود جمیلہ نے اس حرامزادے سے شادی کرلی۔"

"ایک خاص بات اور باقی رہ جاتی ہے کرنل۔" عمران نے پوچھا۔ "کیا شاداب نگر کی پولیس ان حملہ آوروں کے بارے میں کچھ معلوم نہیں کر سکی جنہوں نے شروع شروع میں آپ کے بیان کے مطابق شاکر اور اس کی مرحوم بیوی پر جان لیوا حملے کئے تھے۔"

"نہیں۔ ابھی تک اس سلسلے میں کوئی بات نہیں معلوم ہو سکی کہ حملہ آور کون تھے پھر لڑکی کی موت سے مطمئن ہو جانے کے بعد پولیس نے بھی اپنی فائل بند کر دی تھی۔"

"آپ اب کیا چاہتے ہیں کرنل۔؟"

"میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ جمیلہ کو ہوش آجائے اور وہ اپنے منحوس شوہر سے چھٹکارا حاصل کرلے۔"

"اس خواہش کی کوئی وجہ۔؟"

"میں کوئی وجہ نہیں بتا سکتا........ لیکن اس کے باوجود میں شاکر کو منحوس سمجھنے کے لئے مجبور ہوں۔"

"ہو سکتا ہے آپ کا اندازہ ٹھیک ہو، لیکن کیا جمیلہ اس پر آسانی سے آمادہ ہو جائے گی...... میرا مطلب ہے جب وہ آپ کی مرضی کے خلاف اس شادی پر اڑ گئی تھی تو اب شاید وہ آپ کی خواہش کا احترام نہ کر سکے۔"

"کیا تم نے صرف یہی بات باور کرانے کے لئے مجھے کال کیا تھا۔" اس بار کرنل جمشید نے انتہائی خشک لہجے میں پوچھا۔

"جی ہاں مسٹر جمشید۔"

عمران نے درشت لہجے میں جواب دیا۔ "کسی کی خوشگوار زندگی میں رخنہ اندازی کرنا میرے نزدیک جرم ہے........ اس لئے میں آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکوں گا آئی ایم سوری۔"

پھر جواب کا انتظار کئے بغیر اس نے ریسور رکھ دیا تھا۔

بارونے اسٹریٹ کا تھانہ انچارج انسپکٹر کریمی اس وقت ثمینہ لاج کے چوتھے فلور میں موجود تھا۔

"مسٹر شاکر۔" اس نے شاکر کی زبانی حادثے کی پوری تفصیل سننے کے بعد پوچھا۔ "کیا آپ مارٹن سے پہلے سے واقف تھے۔"

"قطعاً نہیں۔ اس کے نام کا علم مجھے دوسرے آدمی کے آنے کے بعد ہی ہوا تھا۔"

"اور وہ دوسرا آدمی کون تھا۔؟"

"مجھے اس کے بارے میں بھی کوئی علم نہیں ہے۔ ویسے جس انداز میں اس نے اچانک ... آکر ہماری مدد کی تھی اور مارٹن کو دیکھ کر جو چونکا تھا اس سے یہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ وہ مارٹن کی شخصیت سے بہت اچھی طرح واقف تھا۔ ممکن ہے وہ پولیس یا محکمہ سراغرسانی کا کوئی آفیسر رہا ہو جو مارٹن کا تعاقب کرتا ہوا یہاں تک آ گیا تھا۔"

"اوہ۔" انسپکٹر کریمی چونکا تھا۔ "آپ یہ بات اتنے وثوق سے کس طرح کہہ رہے ..."

"حالات انسپکٹر۔ اس کے علاوہ دوسرا شخص مزدوروں جیسے پھٹے پرانے ک..."

... ہوس تھا۔ چہرے سے بھی وہ تنگ دست لگ رہا تھا لیکن اس کے پاس میں نے جو ریوالور دیکھا تھا ... اعشاریہ تین آٹھ کا تھا اور اس ساخت کے ریوالور عموماً پولیس یا دوسرے ایسے افسران کو ہی رکھنے ... ہے جو جرائم کی روک تھام میں حصہ لیتے ہیں۔ ویسے ہو سکتا ہے کہ میرا خیال غلط بھی ہو۔"

"ہم۔" انسپکٹر کریمی ایک لمحے کے لئے کسی سوچ میں پڑ گیا پھر شاکر کو گھورتا ہوا بولا۔ "آپ کا ... خیال ہے مارٹن یہاں کس مقصد کے لئے آیا ہوگا۔"

"میں تفصیل بتا چکا ہوں انسپکٹر۔" شاکر نے ناگوار انداز میں جواب دیا۔ "اس کے سوا اور ... سمجھا جا سکتا ہے کہ کرنل جمشید ہماری خوشگوار ازدواجی زندگی کو جبری طور پر ختم کرنا چاہتا ...۔"

"کیا آپ کا بھی یہی خیال ہے میڈم۔" کریمی نے اس بار جمیلہ کو مخاطب کیا جو ابھی تک ... وش تھی۔

اس کے چہرے پر الجھن اور گھبراہٹ کے ملے جلے تاثرات نظر آ رہے تھے۔

"میں یقین کے طور پر کچھ نہیں کہہ سکتی انسپکٹر۔ لیکن یہ ٹھیک ہے کہ مارٹن نے یہی کہا ... وہ شاکر صاحب سے میرے لئے جبری طور پر طلاق نامہ حاصل کرنے کے لئے مامور کیا گیا ...۔"

"کیا مارٹن نے کرنل جمشید کا حوالہ دیا تھا۔؟"

"جی ہاں۔" جمیلہ دبی زبان میں بولی۔

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ لوگوں کی شادی کرنل جمشید کی مرضی کے خلاف ہی ہوئی تھی۔"

"ہاں۔ میں انکار نہیں کروں گا کہ یہ ہماری لو میرج ہے۔" شاکر بولا۔ "کرنل نے اس ... کی شدید مخالفت کی تھی۔"

FARRUKH

"کوئی خاص وجہ۔"

"اس کا جواب تو کرنل جمشید ہی بہتر طور پر دے سکتے ہیں۔" شاکر نے تلخ لہجے میں کہا۔ "جہاں تک میرا خیال ہے کرنل صاحب کو مجھ سے زیادہ کسی ایسے لڑکے کی تلاش تھی جو اسٹیٹس میں ان کے برابر کا ہوتا۔"

"میں سمجھ رہا ہوں مسٹر شاکر۔"

"کیا اس آدمی نے کوئی بیان نہیں دیا جو مارٹن کو یہاں سے لے گیا تھا۔" شاکر نے ک... خیال کے تحت تیزی سے سوال کیا۔

"نہیں۔ وہ ابھی تک ہوش میں نہیں آیا ہے جو اس کا بیان لیا جا سکے۔"

"مارٹن کے سلسلے میں کیا بنا۔ کیا آپ نے اسے گرفتار کرانے کے احکامات جاری کر دی..."

"مطمئن رہیے مسٹر شاکر، مارٹن کی تلاش میں میں نے اپنے آدمیوں کو اسی وقت رو... تھا جب میرے اسسٹنٹ نے مجھے حالات سے آگاہ کیا تھا۔"

"مجھے معلوم ہے۔" شاکر نے جلدی سے کہا۔ "سب انسپکٹر نے مجھ سے تفصیلات... کرنے کے بعد ہمارے ہی فون پر آپکو اطلاع دی تھی۔"

"مسٹر شاکر۔" کریمی نے اچانک کچھ سوچتے ہوئے تیزی سے پوچھا۔ "کیا آپ ... کر بتا سکتے ہیں کہ گزشتہ رات کا حادثہ کس وقت پیش آیا تھا۔"

"صحیح وقت تو مجھے یاد نہیں ہے لیکن اس وقت غالباً بارہ یا اس سے کچھ ا... وقت رہا ہوگا۔"

"اور اس شخص کی بے ہوشی کا علم آپکو کس وقت ہوا تھا جو مارٹن کو یہاں سے..."

"صبح... لیکن...."

"ایک منٹ مسٹر شاکر۔" انسپکٹر کریمی کرسی پر آگے جھکتے ہوئے بولا۔ "کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ ...نے اس حادثے کے بارے میں ہمیں فوری طور پر کوئی اطلاع کیوں نہیں دی تھی اور ایسی صورت میں جبکہ ...بھی آپ کے فلیٹ میں موجود ہے۔"

"ہمیں اتنا ہوش ہی نہیں تھا انسپکٹر۔" جمیلہ نے جلدی سے جواب دیا۔ "آپ خود ہی سوچئے کہ اس اچانک ...ثے نے ہمیں کس قدر بوکھلا دیا ہوگا، مارٹن وغیرہ کے جانے کے بعد بھی بہت دیر تک ہم ذہنی طور پر پریشان ...ہے تھے۔"

"اوہ۔ مگر کیا یہ پریشانی صبح تک قائم رہی تھی۔" کریمی نے چبھتے ہوئے لہجے میں کہا۔ مخاطب جمیلہ ...بجائے شاکر سے تھا۔

"انسپکٹر۔" شاکر نے الجھے ہوئے انداز میں جواب دیا۔ "تھانے کو میں گزشتہ رات ہی کے واقعات سے مطلع ...سکتا تھا لیکن میں نے جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا۔"

"کیوں۔؟"

"محض اس لئے کہ میں خود اپنے ہاتھوں سے اپنے پاؤں پر کلہاڑی نہیں مار سکتا تھا۔ مارٹن اگر یہاں ...ارادے سے آیا ہوتا تو دوسری بات تھی لیکن وہ محض جمیلہ کو یہاں سے لیجانے اور مجھ سے طلاق ...لوانے کی غرض سے آیا تھا اور اس کے بیان کے مطابق ان باتوں میں کرنل جمشید کی مرضی کو خاص دخل ...امید ہے آپ میرا مطلب سمجھ گئے ہوں گے۔؟"

"گویا آپ اپنے سسر کی پوزیشن کو خراب نہیں کرنا چاہتے تھے۔"

"جی ہاں۔ ویسے بعد میں یہ بھی ممکن تھا کہ جمیلہ بھی مجھ سے بدظن ہو جاتی کہ....."

"ٹھیک ہے۔" انسپکٹر کریمی نے مطمئن ہو جانے والے انداز میں کہا۔ "میں آپکی پوزیشن کو سمجھ ...تا۔ بہر حال میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ اب اپنا تحریری بیان مجھے دیدیں۔"

FARRUKH

"کیا یہ ضروری ہے۔" شاکر نے ہچکچاتے ہوئے پوچھا۔

"اب چھپانے سے کوئی فائدہ بھی نہیں ہے مسٹر شاکر۔" مارٹن کی گرفتاری یقینی ہے اور وہ بھی اپنے بچاؤ کے لئے وہی بیان دیگا جو آپ مصلحتاً چھپانا چاہتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے لیکن اگر آپ۔؟"

"ٹھہریئے انسپکٹر۔" جمیلہ نے درمیان میں دخل دیتے ہوئے تیزی سے کہا۔ "میں سمجھ رہی کہ مسٹر شاکر اپنا تحریری بیان دینے سے کیوں پہلو بچا رہے ہیں، لیکن میں آپ کو حالات کی مکمل تفصیل دے سکتی ہوں۔"

"جمیلہ۔" شاکر بول پڑا۔ "جلد بازی سے کام مت لو۔"

"نہیں۔ اگر ڈیڈی مجرم ہیں تو انہیں اپنے کئے کی سزا ضرور ملنی چاہئیے۔" جمیلہ کا لہجہ فیصلہ کن پھر اس سے پیشتر کہ شاکر یا کریمی کچھ بولتے وہ تیزی سے اٹھی اور دوسرے کمرے میں چلی گئی۔ کمرے میں کچھ دیر کے لئے ناگوار سکوت طاری رہا، اچانک ٹیلیفون کا بزر گنگنا اٹھا۔

کال شاکر ہی نے ریسیو کی تھی لیکن پھر اس نے ریسیور انسپکٹر کریمی کی طرف بڑھا دیا۔ "آپ کا فون ہے۔"

"ہیلو۔ کریمی اسپیکنگ۔" انسپکٹر نے ریسیور لیتے ہوئے ماؤتھ پیس میں کہا۔

"میں ہیڈ کانسٹیبل علمدار بول رہا ہوں جناب۔"

"کوئی خاص بات۔"

"بے ہوش آدمی ہوش میں آچکا ہے جناب لیکن اس کی ذہنی حالت ٹھیک نہیں ہے ہوش میں آتے ہی اس نے واہی تباہی بکنی شروع کر دی ہے۔ ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ وہ پاگل ہو گیا ہے اس لئے کوئی بیان نہیں لیا جا سکتا۔"

"اوہ۔" کریمی نے پلکیں جھپکاتے ہوئے افسردہ شان سے کہا۔ "کیا ڈاکٹر ابھی اسے ہسپتال ہی میں رکھیں گے۔"

"جی ہاں۔ جب تک وہ ذہنی طور پر ٹھیک نہ ہو جائے اسے ڈسچارج نہیں کیا جا سکتا۔"

"ٹھیک ہے۔ تم وہیں ٹھہرو، میں تھانے سے کسی دوسرے سپاہی کو بھیجتا ہوں۔ اس کے بھائی کو سپاہی کے ساتھ تھانے بھیج دینا۔"

"وہ۔ وہ اب یہاں نہیں ہے جناب۔"

"وہاٹ۔" کریمی کی پیشانی شکن آلود ہو گئی۔

"میں مجبور تھا جناب۔ بیان لئے بغیر میں اپنی ڈیوٹی سے غافل نہیں ہو سکتا تھا، بعد میں جب ڈاکٹروں سے اس بات کا علم ہوا کہ مطلوبہ شخص بیان دینے کے قابل نہیں ہے تو سب سے پہلے مجھے اس کے بھائی کا ہی خیال آیا تھا چنانچہ میں نے اسے پورے ہسپتال میں دیکھ ڈالا لیکن وہ کہیں بھی نظر نہیں آیا۔ ممکن ہے کسی کام سے چلا گیا ہو۔"

"بہر حال تم وہیں رکو۔ اگر وہ نظر آجائے تو اسے جانے مت دینا۔"

"بہتر ہے جناب۔"

کریمی نے فون کریڈل پر رکھ دیا۔

"کیا بات ہے انسپکٹر۔ کوئی خاص اطلاع۔" شاکر نے پوچھا۔

"ہاں۔ مارٹن کو یہاں سے لیجانے والا اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا ہے اس لئے ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ وہ فی الحال کوئی بیان نہیں دے سکے گا۔"

"لیکن اس کے بھائی سے معلوم تو کیا جا سکتا ہے کہ وہ کون ہے۔"

"ہیڈ کانسٹیبل کے بیان کے مطابق وہ بھی اس وقت ہسپتال میں موجود نہیں ہے۔"

"اوہ۔" شاکر کے چہرے پر بے چینی کے تاثرات ابھر آئے۔ "کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ وہ بھی فرار ہو گیا ہو۔"

"پریشان مت ہو مسٹر شاکر، مجرم خواہ کتنا ہی چالاک کیوں نہ ہو زیادہ دنوں تک پولیس کی نگاہوں سے دور نہیں رہ سکتا۔"

پھر انسپکٹر کریمی اس وقت تک وہاں رکا تھا جب تک جمیل نے کمرے میں دوبارہ آکر اسے اپنا تحریری بیان نہیں دیدیا۔

عمران کی ٹوسیٹر اس وقت نواحی بستی کی طرف فراٹے بھر رہی تھی، چہرے پر میک اپ تھا، صورت شکل کے اعتبار سے وہ اس وقت فلسفے کا پروفیسر ہی لگ رہا تھا، چہرے پر کھچڑی نما فرنچ کٹ ڈاڑھی اور آنکھوں پر موٹے فریم کی بھاری عینک نے اس کی شخصیت کو بدل ڈالا تھا، سر کے بال الجھے ہوئے نظر آرہے تھے۔ جسم پر چاکلیٹی کلر کا سوٹ تھا لیکن وہ بھی دقیانوسی اسٹائل کا تھا۔ رات کے بارہ بجے سے بھی اوپر کا وقت تھا۔

دو گھنٹے پیشتر بلیک زیرو نے اسے چوہان کے بارے میں تفصیلات سے آگاہ کیا تھا، کسی نہ کسی طرح اس نے چوہان سے مل کر مکمل حالات معلوم کر لئے تھے پھر اس کی اطلاع عمران کو دی تھی، اس کے ساتھ ہی بلیک زیرو نے یہ بھی بتایا تھا کہ انسپکٹر کریمی کے ماتحت بڑی سرگرمی سے مارٹن اور تنویر کی تلاش میں شہر کا چپہ چپہ تلاش کر رہے ہیں، جواب میں عمران نے اسے صرف یہی ہدایت دی تھی کہ وہ چوہان کی نگرانی جاری رکھے۔

حالات علم میں آجانے کے بعد ہی اس نے اپنے حلیے میں ضروری تبدیلیاں کی تھیں پھر فلیٹ کے پچھلے راستے سے نکل کر اپنی ٹوسیٹر میں شہر نوردی کے لئے چل پڑا، دو گھنٹے کے اندر اندر اس نے شہر کے ایسے تمام بدنام قمار خانوں اور خفیہ اڈوں کو کھنگال ڈالا جہاں مارٹن کے ملنے کے

امکانات تھے لیکن اسے مایوسی ہی ہوئی، مارٹن اپنے شہری ٹھکانوں میں سے کسی ایک پر بھی نہیں سکا۔!

چنانچہ ہر طرف سے ناکام ہو کر عمران نے نواحی بستی کی طرف رخ کیا۔ نچلے طبقے کی یہ بستی مزدور پیشہ افراد پر مشتمل تھی، ویسے عمران کو بخوبی علم تھا کہ پولیس کی دسترس سے بھاگے ہوئے مجرم اکثر اسی بستی میں پناہ لیتے تھے، نواحی بستی تک آنے کا مقصد بھی یہی تھا کہ وہ مارٹن کو تلاش کرنا چاہتا تھا۔؟

بستی سے تقریباً دو فرلانگ دور اس نے اپنی ٹوسیٹر ایک کچے راستے پر روکی پھر نیچے اتر کر پیدل چل پڑا، چہرے پر سنجیدگی اور حماقت کے ملے جلے تاثرات موجود تھے۔

پندرہ منٹ بعد وہ نواحی بستی کے اس مختصر سے شراب خانے کے دروازے پر موجود تھا جو باہر سے کسی دیہی علاقہ کا چھوٹا موٹا ہوٹل نظر آرہا تھا۔ اندر کی حالت بھی زیادہ اچھی نہ تھی۔!

عمران نے دروازے پر رک کر قرب و جوار کا جائزہ لیا پھر اندر داخل ہو گیا۔

آدھی رات گزر جانیکے باوجود شراب خانے میں دس بارہ افراد موجود تھے۔ فضا میں کثیف دھویں اور سستی شراب کی بدبو پھیلی ہوئی تھی۔ میزیں اور کرسیاں ادھر ادھر بکھری نظر آرہی تھیں، نشے میں ڈوبے ہوئے مزدور پیشہ افراد فحش انداز میں مغلظات بک رہے تھے، دوسری جانب ایک اونچی میز پر شراب کی بوتلیں اور خالی گلاس رکھے ہوئے تھے جس کے پیچھے ایک اونچے اسٹول پر بڑی بڑی مونچھوں والا ایک شخص موجود تھا، بڑی میز کو غالباً کاؤنٹر کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا اور بڑی مونچھوں والا شاید بارٹنڈر کے فرائض انجام دے رہا تھا۔

صورت شکل کے اعتبار سے بھی وہ عمران کو کوئی اچھے کردار کا مالک نظر نہیں آیا جسمانی

لحاظ سے خاصا مضبوط لگ رہا تھا۔ چہرے پر بائیں جانب نظر آنے والا گہرا زخم اور سرخ سرخ آنکھوں سے پھوٹنے والی درندگی اس کی سخت گیر طبیعت کی وضاحت کے لئے کافی تھیں۔

عمران نے اسے پہلی ہی نگاہ میں شناخت کر لیا، وہ شمشاد کے علاوہ کوئی اور نہیں تھا، تین سال پیشتر ایک لڑکی کے اغواء کے کیس میں سزا ہو گئی تھی پھر خنجر زنی کی ایک دو وارداتوں میں بھی اسے مختصر مدت کے لئے جیل کی ہوا کاٹنی پڑی۔ آخری بار وہ گزشتہ چھ ماہ پیشتر جیل سے رہا ہوا تھا، جس کے بعد سے اس نے نواحی بستی کا یہ شراب خانہ کھول رکھا تھا، ویسے شراب خانے کی پشت پر ہونیوالے دوسرے ناجائز کام عمران کے علم میں تھے۔

کمرے میں بیٹھے ہوئے شرابیوں نے عمران کو حقارت بھری نگاہوں سے گھورا لیکن عمران ان پر اچٹتی ہوئی نگاہ ڈالتا ہوا سیدھا بڑی میز پر جا کر رکا۔ شمشاد نے بھی اسے کچھ اچھی نگاہوں سے نہیں دیکھا تھا۔

لباس کی وجہ سے وہ بھی اسے مشکوک ہی سمجھ رہا تھا، سمجھنا بھی چاہئیے تھا اس لئے کہ پہلے بھی دو ایکبار خفیہ پولیس والے وہاں اچانک چھاپہ مار چکے تھے، اب یہ دیگر بات تھی کہ انہیں اپنے مقصد میں کامیابی نہیں ہو سکی، ہوتی بھی کیسے جبکہ شمشاد کو اس کے مخبر ولے اس کی اطلاع قبل از وقت دے دیتی تھی، پولیس کے کچھ افراد اس سے ملے ہوئے تھے جن کو وہ اکثر مٹھی گرم کرنیکے لئے اچھی خاصی رقمیں بھی دیا کرتا تھا۔

"مجھے مارٹن سے ملنا ہے۔" عمران نے کسی تمہید کے بغیر شمشاد سے کہا۔ "کیا تم مجھے اس کا پتہ بتا سکو گے۔"

"مارٹن۔" شمشاد نے کھردرے لہجے میں کہا پھر عمران کو سر سے پاؤں تک گھورنے لگا۔ انداز تحقیر آمیز تھا۔ "میں اس نام کے کسی آدمی سے واقف نہیں ہوں۔"

FARRUKH

"تعجب ہے۔ حالانکہ آخری بار تم کو مارٹن ہی کی وجہ سے سزا ہوئی تھی۔" عمران نے معنی خیز لہجے میں کہا۔ "خنجر زنی کی اس واردات میں وہ بھی پیش پیش تھا لیکن تم دھر لئے گئے اور مارٹن دودھ کی مکھی کی طرح صاف بچ گیا۔"

"کون ہو تم۔" شمشاد نے چونکتے ہوئے خشک آواز میں پوچھا۔ کسی فوری خیال کے تحت اس کا سیدھا ہاتھ جیب میں رینگ گیا، پیشانی پر بے شمار آڑی ترچھی لکیریں ابھر آئیں، تیور یکلخت خطرناک ہو گئے۔

"اس چکر میں مت پڑو شمشاد۔ مجھے صرف مارٹن کے موجودہ پتہ سے مطلع کر دو اس کے بعد تمہارا کام ختم ہو جاتا ہے۔"

اس بار عمران کا لہجہ بھی پیشہ ور مجرموں جیسا تھا۔ "میں جانتا ہوں کہ تم مارٹن سے خائف ہو لیکن مجھ پر اعتبار کرو میں تمہارا نام درمیان میں نہیں آنے دوں گا۔"

"میں اپنے باپ سے بھی کبھی خائف نہیں رہا۔ مارٹن کیا بیچتا ہے لیکن۔" شمشاد کچھ کہتے کہتے اچانک خاموش ہو گیا۔

شاید اسے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا تھا۔ کہ وہ جھلاہٹ میں اس بات کا اعتراف کر بیٹھا ہے کہ مارٹن سے واقف ہے پھر وہ جلدی سے کوئی بات بنانا چاہتا تھا لیکن عمران نے اسے اتنا موقع نہیں دیا۔

"چلو، کم از کم تم نے ایک بات کا اظہار تو کر دیا کہ مارٹن سے واقف ہو۔ اب جلدی سے اس کا پتہ بھی بتا دو۔"

"کیا تمہاری موت ہی تم کو یہاں تک لائی ہے۔" شمشاد بپھر گیا۔ لہجے میں سانپ جیسی پھپھکار تھی۔

"وقت مت برباد کرو، ڈیئر۔" عمران نے سرد آواز میں کہا۔ "سیدھی طرح مارٹن کا پتہ بتا دو ورنہ مجھے دوسری صورت میں پولیس کو ان خفیہ اڈوں کی نشاندہی کرنی پڑے گی جہاں تم خفیہ طریقے سے منشیات کی ذخیرہ اندوزی کرتے ہو۔"

"کیا مطلب۔" شمشاد ٹھنڈا پڑ گیا۔ ویسے اب بھی وہ عمران کو بڑی کینہ توز نظروں سے گھور رہا تھا۔

"مارٹن کا موجودہ پتہ۔ اس کے علاوہ میں کوئی اور مطلب کی بات نہیں کر سکوں گا۔"

"ہم۔" شمشاد چند لمحات تک خاموشی سے ہونٹ چباتا رہا پھر سپاٹ آواز میں بولا۔ "میں وثوق کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ مارٹن اب بھی تمہیں اس پتے پر مل جائے گا، لیکن اس بات کی کیا ضمانت ہوگی کہ تم میرا نام راز میں رکھو گے۔"

"ضمانت کے طور پر تمہیں صرف یہی جان لینا کافی ہے کہ اگر میں چاہوں تو محض ایک اشارے سے تمہارا سارا مال پکڑوا سکتا ہوں اور اس کے بعد ظاہر ہے کہ تم ایک بار پھر کٹہرے کے پیچھے نظر آؤ گے۔" عمران نے پر سکون انداز میں جواب دیا۔ "چھوٹے چھوٹے معاملات میں ہاتھ ڈالنا ویسے بھی میرے اصول کے خلاف ہے ورنہ تم اب تک نہ جانے کب کے بند ہو چکے ہوتے۔"

"مارٹن کے بارے میں میں تمہیں صرف اتنا بتا سکتا ہوں کہ وہ آخری بار یہاں کل رات نظر آیا تھا۔" شمشاد نے تھوڑے توقف کے بعد کہنا شروع کیا۔ "اس کے ساتھ پاشا بھی تھا۔"

"وہی تو نہیں جو درمیانہ قد اور چھریرے بدن کا مالک ہے۔"

"ہاں۔ وہی۔ اسی بستی میں رہتا ہے۔" شمشاد نے دبی دبی زبان میں کہا۔ "آج کل مارٹن اور پاشا کے درمیان بہت گاڑھی چھن رہی ہے، مجھے پہلے ہی شبہ تھا کہ وہ کسی لمبے چکر میں ہوں گے۔"

FARRUKH

"کیا مارٹن مجھے پاشا کے مکان پر مل سکے گا۔"

"ہو سکتا ہے، اس لئے کہ گزشتہ رات ان کے درمیان کچھ اسی قسم کی گفتگو۔"

"کیا بات ہے، تم چپ کیوں ہو گئے۔" عمران نے تیزی سے پوچھا۔ شمشاد کی نگاہوں میں پھیلنے والی بوکھلاہٹ نے اسے بھی چونکنے پر مجبور کر دیا پھر وہ جیسے ہی گھوما شمشاد کی خاموشی کی وجہ اس کی سمجھ میں آ گئی۔

پشت پر کھڑے ہوئے دونوں افراد کے ریوالوروں کا رخ عمران ہی کی طرف تھا۔ عمران کے چہرے پر اچانک حماقت کے تاثرات پھیل کر گہرے ہوتے چلے گئے، جلدی جلدی پلکیں جھپکے وہ ان دونوں کو کچھ ایسی ہی نگاہوں سے دیکھنے لگا جیسے انہیں شناخت کرنے کی کوشش کر رہا ہے!

ویسے یہ دیگر بات تھی کہ لانبے قد اور دوہرے بدن والے کو دیکھتے ہی وہ پہچان گیا تھا وہ سو فیصدی مارٹن ہی تھا، میک اپ میں ہونے کے باوجود عمران نے اسے آنکھوں سے شناخت کر لیا، دوسرا ساتھی جو درمیانے قد کا تھا اس کے خیال کے مطابق پاشا ہی ہو سکتا تھا۔

"ف ف... فرمائیے۔" عمران نے مارٹن کو مخاطب کرتے ہوئے احمقانہ انداز میں سوال کیا۔ "میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔"

"خدمت تو ہم کریں گے دوست، تم فی الحال خاموشی سے میرے ساتھ چپ چاپ چلے چلو۔" مارٹن بولا۔ آواز سرد تھی۔

"بہتر ہے۔ چلئے بڑے بھائی لیکن کیا آپ کے پاس کار ہو گی۔"

"فکر مت کرو، اگر ضرورت پڑی تو ہم تمہاری وہ ٹو سیٹر ہی استعمال کریں گے جسے تم نے دو فرلانگ دور چھوڑا ہے۔"

"بالکل، بالکل، لیکن وہ پٹرول زیادہ کھاتی ہے۔" عمران نے احمقوں جیسے لہجے میں کہا "ایک گیلن میں مشکل سے پندرہ میل نکالتی ہے، ٹھیک کرا کرا کے تھک گیا ہوں۔"

"چرب زبانی سے کام مت لو دوست، تمہارے دوست بھی یہاں سے بچ کر نہیں جا سکتے۔" مارٹن نے کہا پھر وہ شمشاد کی طرف گھوم گیا۔ "تم۔ تم سے میں پھر کسی وقت نمپٹ لوں گا، مارٹن کے معاملے میں ٹانگ پھنسا کر تم نے اپنی موت ہی کو آواز دی ہے۔"

"جی ہاں، جی ہاں۔ یہی میں اتنی دیر سے انہیں سمجھا رہا تھا کہ ٹانگ پھنسانا کچھ اچھا محاورہ نہیں ہے۔"

"بکو مت۔" اس بار پاشا بولا۔ "خاموشی سے باہر چلو۔"

"چلئے۔" عمران نے مسمسی صورت بنا کر کہا پھر بڑی سعادتمندی کے ساتھ قدم بڑھاتا ہوا شراب خانے کے باہر آ گیا اس کا ذہن بڑی تیزی سے کام کر رہا تھا۔ ٹوسیٹر کے ریفرنس پر اس نے یہی نتیجہ اخذ کیا تھا کہ مارٹن کے کسی آدمی نے اسے دیکھ لیا ہو گا جس کی اطلاع ملتے ہی مارٹن کا ماتھا ٹھنکا ہو گا اور پھر یہ بھی ممکن تھا کہ اس نے شراب خانے کے باہر کھڑے ہو کر شمشاد اور اس کے درمیان ہونے والی گفتگو بھی سن لی ہو۔

بہر حال عمران نے اس کے حکم پر باہر نکل آنے میں یہی مصلحت سمجھی تھی، وہ اگر چاہتا تو شراب خانے کے اندر بھی ان کے ساتھ دو دو ہاتھ کر سکتا تھا لیکن کھلی جگہ میں اس کے لئے اچھل کود کرنے کے زیادہ مواقع تھے اسی لئے وہ بلا کسی چوں چراں کے باہر آ گیا۔

"اب کیا حکم ہے بڑے بھائی۔" اس نے کھلی ہوا میں آ کر اطمینان کا لمبا سا سانس لیتے ہوئے مارٹن سے پوچھا پھر ریوالور کو دیکھ کر اس طرح چونکا تھا جیسے ابھی تک وہ اسے نظر ہی نہیں آ رہا تھا۔

"باپ رے۔ ری۔۔۔ ای۔۔۔ والور۔" اس نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔ "پلیز بڑے بھائی اسے جیب میں رکھ لو اگر کہیں چل گیا تو۔۔؟"

"بکواس مت کرو۔" مارٹن اس کے قریب آتے ہوئے بولا۔ "سیدھی طرح بتاؤ کہ تم اس بستی میں کس مقصد سے آئے تھے۔"

"ناممکن۔" عمران نے شرماتے ہوئے کہا۔ "اگر اماں بی کو پتہ چل گیا تو مجھ پر برس پڑیں گی۔"

"اوہ۔ بہت گہرے معلوم ہوتے ہو۔" مارٹن طنزیہ پیرائے میں بولا۔

"میرا خیال ہے کہ یہ شرافت سے اپنی زبان نہیں کھولے گا۔" پاشا نے کہا۔ "میری مانو تو اسے یہیں ختم کر دو اور پھر ٹوسٹیر میں ڈال کر ہم اسے شہر پھینک آئیں گے۔"

"ٹوسٹیر کیوں۔" عمران جھلا گیا۔ "ارے واہ اب کیا تم میری میت کی بھی بے حرمتی کرو گے ویسے کیا اس بستی میں تابوت نہیں ملتے، اگر یہ بات ہے تو بغیر بستر کا پلنگ بھی چلے گا۔"

"شٹ اپ۔" مارٹن حلق کے بل چلایا پھر وہ کچھ اور بھی کہنا چاہتا تھا لیکن عمران کی لات اندھیرے میں اپنا کام کر گئی، مارٹن کا ریوالور فضا میں اچھلتے ہی اس نے خود کو تیزی سے نیچے جھکایا پھر پاشا پر چھلانگ لگا دی، دوسرے ہی لمحے وہ پاشا کا ریوالور جھپٹ کر دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔ یہ سب کچھ اتنی جلدی اور تیزی سے ہوا کہ مارٹن اور پاشا دونوں ہی ششدر رہ گئے۔

"اب میری باری ہے دوستو۔" اس بار عمران بڑے خونخوار لہجے میں بولا۔ "ٹوسٹیر کا پتہ تو تمکو معلوم ہی ہوگا اس لئے ہاتھ اوپر اٹھا کر لفٹ رائٹ شروع کر دو۔ اگر چالاکی کرنے کی کوشش کی تو یہیں ڈھیر کر دوں گا۔ ویسے تمہاری اطلاع کے لئے بتا دوں کہ میں اپنی کھوپڑی میں بے شمار آنکھیں رکھتا ہوں۔"

"تمہیں پچھتانا پڑے گا۔" مارٹن سرد آواز میں غرایا۔ "میرے آدمی ٹوسٹیر تک پہنچنے تک تمہارے جسم کو چھلنی کر ڈالیں گے۔"

"سچ۔ بڑی خوشی ہوگی مجھے۔ ویسے بھی میں زندگی سے عاجز آچکا ہوں، اگر خودکشی حرام نہ ہوتی تو ایک گولی اپنے اوپر بھی استعمال کر سکتا تھا، بہرحال اگر تمہارے آدمیوں نے میری مشکل آسان کر دی تو شہید کا رتبہ مل جائیگا لیکن تم اب چلتے رہو، باقی باتیں راستے میں بھی ہو سکتی ہیں، دو فرلانگ کا فاصلہ بہت کافی ہوتا ہے۔"

مارٹن ایک لمحے کے لئے ہچکچایا پھر ہاتھ بلند کر کے قدم بڑھانے لگا، پاشا نے بھی اس کی دیکھا دیکھی ہاتھ اٹھا لئے، دونوں کا رخ اسی سمت تھا جہاں عمران نے اپنی ٹوسٹیر چھوڑی تھی۔

راستے میں ان کے درمیان کوئی بات نہیں ہوئی ویسے عمران خوش تھا، مارٹن اتنی آسانی سے اس کے ہتھے چڑھ جائیگا یہ بات اس کے فرشتوں کے ذہن میں بھی نہیں آئی تھی۔

جمیلہ بڑے غصیلے انداز میں فرش پر بچھے ہوئے قالین کو قدموں تلے روند رہی تھی۔ شاکر صوفے پر بیٹھا کسی گہری سوچ میں غرق تھا چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ اس وقت کسی ذہنی الجھن کا شکار ہے کبھی کبھی وہ نظر اٹھا کر جمیلہ کو بھی دیکھ لیتا تھا۔

فلیٹ میں ناگوار خاموشی مسلط تھی پھر جمیلہ تیزی سے ایڑیوں کے بل گھومی اور شاکر کے قریب آ کر دھم سے صوفے پر بیٹھ گئی، شاکر نے اسے وضاحت طلب نظروں سے دیکھا۔

"میں کہتی ہوں اب یہاں سے جتنی جلدی ممکن ہو سکے نکل چلو۔"

"اوہ۔ تم غالباً مارٹن یا اس کے ساتھیوں سے خائف ہو کیوں۔؟" شاکر نے مسکرانے کی کوشش کی۔

"میں ڈیڈی کے علاوہ اور کسی سے خائف نہیں ہوں، اگر وہ ہٹ دھرمی پر اتر آئے تو۔"

"تو کیا ہو گا۔" شاکر نے جلدی سے پوچھا۔

"تم نہیں جانتے کہ ڈیڈی اگر اپنی ضد پر اتر آئے تو وہ مجھے ہر قیمت پر تم سے دور کر دیں گے۔"

"ہم۔ گویا تم اپنے ڈیڈی کی مرضی پر مجھے چھوڑ بھی سکتی ہو۔" شاکر کا لہجہ بدل گیا۔ اس کے چہرے ...ری کے تاثرات پھیل کر گہرے ہونے لگے۔ "کیا میں اس کا مطلب یہ سمجھ لوں کہ تم۔!"

"نادان مت بنو۔" جمیلہ نے جذباتی انداز میں تیزی سے کہا۔ "اگر مجھے تم سے محبت نہ ہوتی ...ڈیڈی سے دشمنی کیوں مول لیتی۔"

"پھر۔ اگر یہ بات ہے تو تم پیچھے کیوں ہٹ رہی ہو۔"

"سمجھنے کی کوشش کرو شاکر۔ اس روز اگر وہ دوسرا آدمی عین وقت پر نہ آ جاتا تو کیا تم ...رٹن کو اس کے ارادوں سے باز رکھ سکتے تھے وہ یقینی طور پر مجھے تم سے دور کر دیتا۔"

"خیال ہے تمہارا۔ میں اب اتنا گیا گزرا بھی نہیں ہوں کہ آسانی سے کسی کی دھونس میں ...وں۔"

"پھر بھی دشمن سے محتاط رہنا عقلمندی ہے۔" جمیلہ نے اپنے الفاظ پر زور دیتے ہوئے ...آخر یہ شہر چھوڑ دینے میں ہرج ہی کیا ہے، ہم کسی دور دراز شہر میں بھی رہ کر آرام سے ...گی گزار سکتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے، میں پھر کسی دوسرے وقت اس مسئلے پر غور کروں گا۔"

جمیلہ نے اس بار فوراً ہی کوئی جواب نہیں دیا، چند ثانیے تک وہ شاکر کو شکایت بھری ...ہوں سے گھورتی رہی پھر نظریں نیچی کر کے رہ گئی۔

"کرنل جمشید کو آخر مجھ سے کس قسم کی پرخاش ہے۔" شاکر نے طویل خاموشی کے ...کہا۔

"تمہاری پہلی شادی اور اس کے پراسرار حالات نے انہیں تمہاری طرف سے متنفر ...یا ہے۔"

"کیا مطلب۔؟"

شاکر چونکا تھا۔

"انہیں میری سابقہ زندگی کے بارے میں کس طرح حالات کا علم ہو گیا۔؟"

"میں نے بتایا تھا۔"

"کیوں۔!"

"میرے خیال میں اس میں کوئی حرج بھی نہیں تھا۔" جمیلہ نے جلدی سے جواب دیا۔ "
طرح میں ڈیڈی کے دل میں تمہاری جانب سے ہمدردی کا جذبہ ابھارنا چاہتی تھی لیکن خدا جا
کیوں وہ اس کہانی کو سن کر بھڑک اٹھے تھے۔"

"جمیلہ۔" شاکر ایک جھٹکے کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا۔ "گویا اب تم بھی مجھ سے غلط بیا
کام لے رہی ہو۔"

"کیا مطلب۔ میں سمجھی نہیں۔"

"کیوں۔ کیا یہ غلط ہے کہ جس روز میری وائف کو وہ منحوس حادثہ پیش آیا تھا
خود کرنل جمشید بھی تالاب پر موجود تھا۔" شاکر نے چبھتے ہوئے لہجے میں کہا۔ "خود اس
اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھا تھا۔"

"ٹھیک ہے، لیکن تم تمام باتوں کو غلط زاویئے سے سوچ رہے ہو۔" جمیلہ نے
دیا۔ "ڈیڈی کو یہ بات نہیں معلوم تھی کہ وہ تمہاری بیوی ہے۔"

انھوں نے بحیثیت ایک عام تماشائی کے وہ سب کچھ دیکھا تھا، یہ بات انہیں
میری زبانی معلوم ہوئی تھی کہ تالاب میں ڈوبنے والی تمہاری ہی بدنصیب بیوی اور
لڑکی ہے۔"

"اور اس کے بعد غالباً تمہارے ڈیڈی مجھے پہلی بیوی کا قاتل سمجھ بیٹھے ہوں گے کیوں۔!"

"حماقت کی بات مت کرو۔" جمیلہ جھلا گئی۔ "میں نے یہ کب کہا ہے کہ وہ تم کو ایسا سمجھتے ہیں۔"

"پھر مجھ سے نفرت کرنے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔"

"پتہ نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ محض بدشگونی کی وجہ سے وہ تم سے نفرت کرنے لگے ہوں۔ مگر
تم کو ان تمام باتوں سے کوئی فکر لاحق نہیں ہونی چاہیئے جبکہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ ظاہر ہے کہ
میں تم کو برا سمجھتی تو یہ شادی کبھی بھی نہیں ہو سکتی تھی۔"

"گویا تم نے یہ شادی کر کے میرے اوپر احسان کیا ہے۔"

"تمہیں صرف آرام کی ضرورت ہے۔" جمیلہ نے شاکر کو بغور گھورتے ہوئے کہا۔ "پچھلے
جگہ پیش آنے والے حالات نے غالباً تمہارا دماغ الٹ کر رکھ دیا ہے۔"

"اس ہمدردی کا بہت بہت شکریہ محترمہ۔" شاکر نے تلخ لہجے میں جواب دیا پھر آگے بڑھ کر
میز سے سگریٹ کیس اٹھا کر ایک سگریٹ جلایا اور اس کے طویل کش لیتا ہوا بالکونی کی جانب گھوم
گیا۔

جمیلہ عجیب مخمصے میں پھنس گئی اس کے چہرے کے تاثرات کا جائزہ لیتی رہی۔ پھر وہ بھی
اٹھ کر بالکونی میں آگئی۔

"خدا کے لئے شاکر میری درخواست مان لو۔ یہ شہر ہمیں فوراً چھوڑ دینا چاہیئے۔"

"مت بور کرو ڈارلنگ۔" شاکر نے طنزیہ پیرائے میں جواب دیا۔ "کرنل جمشید صاحب
میرے دشمن ہو گئے ہیں تو پھر دنیا کی کوئی طاقت مجھے ان کے ناپاک ارادوں سے نہیں بچا سکے
گی۔ شہر بدل دینے سے کیا بنے گا۔ ان کے ہاتھ مجھے قبر کی گہرائیوں سے کھینچ نکالنے کی طاقت
رکھتے ہیں۔"

FARRUKH

"خواہ مخواہ اپنے ذہن کو پریشان کرنے سے فائدہ۔" جمیلہ تلملا کر بولی: "اس طرح تو بچا کھچا سکون بھی غارت ہو جائے گا۔"

"تمہیں اس قدر کیوں پریشانی ہے میڈم جمیلہ۔" شاکر نے زہر میں بجھے ہوئے [لہجے] میں پلٹ کر کہا: "سکون اگر غارت ہوا تو اس کا اثر تم پر نہیں پڑے گا۔ اس لئے کہ کرنل بہر حال تمہارے باپ ہیں۔ میری موت کے بعد وہ تمہارے لئے دوسری خوشیاں خرید لائیں گے۔"

"اوہ۔" جمیلہ نے خشک انداز میں کہا پھر شاکر کو شکایت بھری نگاہوں سے گھورتی ہوئی بولی۔

"کیا تم کو مجھ سے ان ہی باتوں کی توقع تھی۔"

"توقع۔"

شاکر نے زہر خند سے جواب دیا۔ "توقع تو مجھے تمہارے ڈیڈی سے بھی وہ نہیں [تھی] جو سامنے آ رہی ہے، لیکن حالات کتنی جلدی بدل گئے ہیں اس کا اندازہ تم کو بھی بخوبی ہو گیا [ہوگا]۔ کون جانے کل تم بھی بدل جاؤ۔"

"شاکر۔ تمہیں اپنی زبان پر کنٹرول ہونا چاہئیے۔" جمیلہ اب بری طرح جھلا گئی تھی۔

"کیا مطلب۔؟"

"یہی کہ تم مجھے بے بنیاد شبہ کر کے پریشان کر رہے ہو۔"

"بہت خوب۔ بہر حال میں معافی کا خواستگار ہوں میڈم، آئندہ سے اس بات کو [کبھی] بھولنے کی کوشش نہیں کروں گا کہ آپ ملٹری کے ایک ریٹائرڈ اور بڑے باپ کرنل [illegible] کی بیٹی ہیں۔"

"کیا تم اپنا طریقہ نہیں بدلو گے۔" جمیلہ کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا۔

"کوشش کروں گا کہ خود اپنے آپ کو بھی بدل سکوں۔" شاکر نے طویل سانس لیتے ہوئے خشک [انداز] میں کہا پھر بالکونی کی ریلنگ سے جھک کر نیچے سڑک پر بھاگتی دوڑتی کاروں کو دیکھنے لگا۔

جمیلہ بدستور اس کے برابر کھڑی کھول رہی تھی۔ چند لمحات تک ان کے درمیان کسی قسم کی [بھی] گفتگو نہیں ہو سکی۔

پھر جمیلہ کے علاوہ شاکر بھی بری طرح چونک کر اچھلا تھا۔ دونوں نے ایک ساتھ ہی پلٹ کر [بال]کونی کی اس دیوار کو دیکھا تھا جہاں سے پلاسٹر کا ایک بڑا ٹکڑا علیحدہ ہو چکا تھا۔

"یہ کیا ہوا۔" جمیلہ نے بوکھلائے ہوئے انداز میں سوال کیا۔

"کھٹاک۔" اس بار دوسری جگہ کا پلاسٹر اکھڑ کر زمین پر گرا تھا، کوئی سنسناتی ہوئی شے جمیلہ کے کان کے قریب سے گزر کر دیوار سے ٹکرائی تھی۔

"فائرنگ۔" شاکر نے تیزی سے کہا پھر جمیلہ کو بازوؤں سے پکڑ کر فلیٹ کے اندر گھسیٹ لے گیا۔ تیسری بار کھٹاک کی آواز کے ساتھ کس مقام کا پلاسٹر گرا تھا یہ وہ نہیں دیکھ سکے تھے۔

جمیلہ بری طرح سہم گئی۔ پھر اس وقت تو اس کے رہے سہے اوسان بھی خطا ہو گئے جب اس نے شاکر کو الماری سے ریوالور نکال کر دوبارہ بالکونی کی طرف جاتے دیکھا۔ محض ایک منٹ پہلے اس پر تین عدد گولیاں داغی گئی تھیں لیکن وہ بچ گیا۔ مگر یہ ضروری تو نہیں تھا۔ قسمت مستقل اسی کے حق میں فیصلہ کرتی۔ چوتھی گولی اس کا بھیجہ بھی توڑ سکتی تھی، جمیلہ کے ذہن میں یہ خیال انتہائی سرعت سے ابھرا اور پھر اتنی ہی پھرتی سے اس نے آگے بڑھ کر شاکر کو بازوؤں سے پکڑ لیا۔

"نہیں پلیز۔ تم بالکونی میں مت جاؤ، خدا کے لئے شاکر وہاں تمہاری موت تمہاری منتظر ہے۔"

FARRUKH

"چھوڑ دو جمیلہ۔" شاکر نے جمیلہ کو جواب دیا۔ "میں بزدلوں کی طرح چھپ کر نہیں مرنا چاہتا۔ کرنل جمشید جو کچھ کرنا چاہتا ہے وہ جتنی جلدی پورا ہو جائے اتنا ہی اچھا ہے۔"

"نہیں نہیں۔ میں تمہیں بالکونی میں نہیں جانے دوں گی، قاتل اب بھی تمہاری گھات میں ہو گا۔"

"ہونے دو۔ مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے۔"

"حماقت مت کرو۔ ہمیں ملحقہ تھانے کو اس حادثے کی اطلاع دیدینی چاہیئے اس کے بعد ہی کچھ سوچا جا سکتا ہے۔"

"واہ۔ گویا اب بھی سوچنے اور سمجھنے کیلئے کچھ باقی رہ گیا ہے۔"

"ہاں . . . ۔" جمیلہ کی نگاہیں خونخوار انداز میں چمک اٹھیں۔ "ابھی ایک طریقہ باقی رہ گیا۔"

"وہ کیا۔؟"

"پانی اب سر سے گزر چکا ہے اس لئے میں پولیس کو اپنا تحریری بیان دیکر اس بات کی درخواست کروں گی کہ ہمیں کرنل جمشید کے ظلم سے محفوظ رکھا جائے۔"

"کیا۔؟"

شاکر کو اپنی قوت سماعت پر شبہ سا ہوا۔ "کیا تم اپنے ڈیڈی کے خلاف تحریری بیان دو گی۔؟"

"ہاں۔ اب اس کے سوا کوئی دوسرا علاج نہیں ہے۔"

"مگر . . . . اس بات کا کیا ثبوت ہو گا کہ کرنل ہی ہمارے خلاف سازشیں کر رہا ہے۔؟"

"اس کی تحریمت کرو۔ میں پولیس کو مطمئن کرنے کیلئے بہتیرے ثبوت فراہم کر سکتی

۔"

جمیلہ نے فیصلہ کن لہجے میں جواب دیا پھر آگے بڑھ کر فون کا ریسیور اٹھایا اور کے نمبر ڈائل کرنے لگی۔

ایس قریشی کی عمران سیریز

نیلانستان

- ٥ — عمران کا نیا روپ،
- ٥ — سنسنی خیز کہانیوں میں ایک حیرت انگیز اضافہ،

ایس قریشی کے قلم سے نکلی ہوئی ایک سنسنی خیز اور تہلکہ آمیز ناول

FARRUKH

دانش منزل پہنچ کر عمران نے اپنی ٹو سیٹر پورٹیکو میں پارک کی پھر دروازہ کھول کر نیچے آگیا اس وقت وہ اپنے حلئے میں تھا اس لئے ظاہر ہے کہ صفدر نے اسے شناخت کر لیا تھا۔!

"اوہ۔ آپ۔" اس نے عمران کے قریب آتے ہوئے حیرت سے پوچھا۔

بات تھی بھی حیرت انگیز۔ ابھی کچھ پہلے ہی ایکسٹو نے دو قیدیوں کو دانش منزل کیلئے روانہ کیا تھا، پھر صفدر کو بھی وہاں پہنچنے کی ہدایت ملی تھی لیکن عمران۔ کم از کم صفدر کو یہ بات اچھی طرح معلوم تھی کہ آجکل ایکسٹو اور عمران کے درمیان ٹھنی ہوئی ہے پھر ظاہر ہے کہ عمران کو دانش منزل کے احاطے میں دیکھ کر اسے تعجب ہی ہوا تھا۔

دانش منزل ایکسٹو کا خفیہ ہیڈ کوارٹر تھا جہاں اس کی مرضی کے خلاف کوئی پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا تھا۔

"ارے صفدر تم۔" عمران نے بڑی گرمجوشی سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ "سناؤ آجکل کیسی گزر رہی ہے بال بچے تو مزے میں ہیں۔ لیکن ٹھہرو، تمہاری تو غالباً شادی بھی ابھی تک نہیں ہوئی۔"

"آج ادھر کا راستہ کس طرح بھول گئے۔" صفدر نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا۔

"کامیابی کھینچ لاتی ہے۔" اس بار عمران نے آنکھ جھپکاتے ہوئے رازدارانہ انداز میں کہا۔ "تمہارا چہیتا ایکسٹو میرے مقابلے میں اپنی ہار تسلیم کر چکا ہے کیا سمجھے۔"

"کیا آپ اسی کے احکامات پر یہاں آئے ہیں۔؟"

"احکامات نہیں صفدر، درخواست کہو۔" عمران سنجیدہ ہو گیا۔ "میں اس وقت ان دونوں مجرموں ہی کے سلسلے میں یہاں آیا ہوں جو ایکسٹو نے کچھ دیر پہلے یہاں بھیجے ہیں۔"

"جی۔" صفدر چونکا۔ "کیا آپ ان کے بارے میں جانتے ہیں۔؟"

"لمبی کہانی ہے۔ فی الحال تم مجھے یہ بتاؤ کہ کیا انھوں نے اپنی زبان کھول دی ہے۔"

"انہیں یہاں پہنچے بمشکل پندرہ بیس منٹ ہوئے ہیں اس لئے ابھی تک کچھ بھی نہیں کیا جا سکا۔ اس کے علاوہ ایکسٹو نے یہ بھی ہدایت دی تھی کہ ان دونوں کو اس وقت تک نہ چھیڑا جائے جب تک دوسرے احکامات نہ ملیں۔"

"آؤ میرے ساتھ، میں دیکھتا ہوں کہ ان دونوں کے جبڑے کتنے مضبوط ہیں۔"

"کیا آپ کچھ دیر انتظار نہیں کر سکتے۔" صفدر نے ہچکچاتے ہوئے جواب دیا۔ "میرا مقصد ہے کہ جب تک۔"

پھر وہ اپنا جملہ مکمل نہیں کر سکا تھا۔ اس کے شانے پر لٹکے ہوئے کیمرے نما سفری ٹرانسمیٹر پر سگنل موصول ہونے لگے۔ جملہ نامکمل چھوڑ کر اس نے بڑی تیزی سے ٹرانسمیٹر کو ایڈجسٹ کیا۔ پھر ایک ننھا سا مائک منہ کے قریب لاتے ہوئے بولا۔

FARRUKH

FARRUKH

"ہیلو، صفدر سعید اٹینڈنگ۔۔"

"ایکسٹو۔ کیا عمران دانش منزل پہنچ گیا ہے۔؟"

"یس سر۔ اس وقت وہ سامنے ہی موجود ہیں۔"

"مجرموں کو اس کے حوالے کر دو۔۔" ایکسٹو کی مخصوص آواز ابھری۔ "دوسرے احکامات ملنے تک تمہارا قیام دانش منزل میں ہی رہے گا۔"

"رائٹ سر۔" صفدر نے سنجیدگی سے کہا پھر دوسری جانب سے اشارے ملنے چونکہ بند ہو گئے تھے اس لئے اس نے ٹرانسمیٹر کو دوبارہ ٹھیک کر کے عمران کی طرف دیکھا جو بڑی لاپرواہی سے منہ دوسری طرف کئے کسی بکرے کی طرح جگالی کرنے میں مصروف تھا۔

"مجھے افسوس ہے عمران صاحب لیکن۔۔"

"کوئی بات نہیں صفدر پیارے۔۔" عمران نے چونکتے ہوئے جواب دیا۔ "جب تک راستے میں رکاوٹیں اور الجھاوے نہ ہوں مجھے لطف بھی نہیں آتا۔"

پھر وہ دونوں اس ساؤنڈ پروف کمرے میں آ گئے جس کے دروازے خودکار تھے ایک مخصوص سسٹم پر کھولے اور بند کئے جاتے تھے۔

مارٹن دروازہ کھلنے کی آہٹ پر ہی چونک کر اٹھا تھا لیکن پاشا بدستور بیٹھا رہا۔ اس کے چہرے پر عمران کو الجھن اور مایوسی کے ملے جلے تاثرات نظر آتے تھے۔ عمران نے دروازے پر رک کر پہلے پاشا اور پھر مارٹن کو گھورا پھر آگے بڑھ کر مارٹن کے قریب آ گیا، اس وقت اس کے چہرے پر بڑی خطرناک سنجیدگی موجود تھی۔ صفدر عمران کے ہاتھ کا اشارہ پا کر دروازے پر ہی جما رہ گیا۔

"تمہارا نام مارٹن ہے کیوں۔" عمران بولا۔ تخاطب مارٹن ہی سے تھا۔

"ہاں مجھے مارٹن ہی کہتے ہیں۔۔" مارٹن نے سینہ تان کر جواب دیا بظاہر وہ خوفزدہ بھی ...سی لگ رہا تھا۔

"میں تمہارے بارے میں پہلے بھی بہت کچھ سن چکا ہوں۔۔" عمران نے چیونگم کا ایک پیس ...ب سے نکال کر منہ میں ڈالتے ہوئے سپاٹ لہجے میں کہا۔ "ویسے کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہاں تم ...یوں لایا گیا ہے۔"

"نہیں، میں ابھی تک سمجھ نہیں سکا کہ ایسا کیوں کیا گیا ہے، کیا تم مجھے بتاؤ گے۔؟"

"ضرور بتاؤں گا لیکن اس سے پیشتر تمہیں یہ بتانا ہوگا کہ آجکل تم کس کے لئے کام کر رہے ...تھے۔؟"

"کسی کیلئے بھی نہیں۔۔" مارٹن نے جواب دیا۔

"شاکر کے فلیٹ پر تم اور پاشا کس لئے گئے تھے۔؟"

"میں کسی شاکر سے واقف نہیں ہوں۔۔"

"واپسی کے وقت پاشا نے جس آدمی پر حملہ کیا تھا جانتے ہو وہ کون ہے۔؟"

"جب میں کہیں گیا ہی نہیں تو بھلا تمہارے سوال کا کیا جواب دے سکتا ہوں۔۔"

"کیا یہ درست ہے کہ تم نے حقیقتاً کرنل جمشید ہی کی ایما پر جمیلہ کو اغواء کرنے کی سازش ...تھی۔؟"

"جو چاہو الزامات میرے سر تھوپ دو۔۔" مارٹن نے تیزی سے کہا۔ "لیکن کھلی عدالت ...میں تم میرے خلاف کوئی بے بنیاد الزام ثابت نہیں کر سکو گے۔۔"

"اوہ۔ کیا تمہیں امید ہے کہ میں تمہیں کھلی عدالت تک لیجانے کی حماقت بھی کروں گا۔" ...عمران نے اس بار کرخت لہجے میں جواب دیا۔ "مجھے سختی پر مجبور نہ کرو مارٹن، اگر شرافت سے

FARRUKH

سب کچھ اگل دو تو زیادہ بہتر ہے، دوسری صورت میں میں ہڈیوں کا سرمہ بنانے سے بھی دریغ نہیں کروں گا۔"

"میں نہیں سمجھ سکا کہ تم لوگ کون ہو اور مجھے کس چکر میں پھنسانا چاہتے ہو۔"

"ہم گویا تم آسانی سے زبان نہیں کھولو گے کیوں۔؟"

"جب مجھے کسی بات کا۔"

"شٹ اپ۔" عمران کا الٹا ہاتھ بڑی تیزی سے گھوم گیا۔ وار بھرپور اور اچانک تھا اس لئے مارٹن چکرا گیا مگر اس نے سنبھلنے میں بھی زیادہ دیر نہیں لگائی۔

"کیا تم مردوں کی طرح مجھ سے ون بائی ون کے اصول پر بھی ٹکرانے کی ہمت کر سکو گے" مارٹن خونخوار لہجے میں غرایا۔ وہ عمران کو کھا جانے والی نگاہوں سے گھور رہا تھا۔ "ریوالور دوسروں کے بل بوتے پر غنڈہ گردی کرنا میرے نزدیک مردانگی نہیں ہے۔"

"میں تمہاری یہ حسرت بھی پوری کئے دیتا ہوں۔" عمران نے سرد لہجے میں جواب دیا۔ "اگر تم اپنی ہڈیاں تڑوانے کے درپے ہو تو بھلا مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے، لیکن یہ سوچ لو کہ مجھ سے ٹکرا کر تم خسارے میں ہی رہو گے۔"

"مارٹن نے آج تک خسارے کا کام نہیں سیکھا۔"

"ایسی بات ہے تو تم اپنے دل کی بھڑاس بھی نکال لو۔"

جواب میں مارٹن نے کسی درندے ہی کی طرح چھلانگ لگائی لیکن عمران بے خبر نہیں تھا اس نے مارٹن کو بڑی خوبصورتی سے جھکائی دی پھر پشت سے اس پر چھلانگ لگا کر فرش پر رگیدتا چلا گیا۔ دونوں کسی جنگلی بھینسوں کی طرح آپس میں الجھے فرش پر لڑھکتے رہے۔ مارٹن نے ایک بار اوپر آتے ہی عمران پر بھرپور وار کرنا چاہا لیکن ٹھیک اسی وقت عمران

FARRUKH

نے گھٹنے جوڑ کر پوری قوت سے اسے دوسری طرف اچھال دیا پھر وہ تیزی سے اٹھا تھا۔

"مارٹن اب بھی باز آجاؤ ورنہ۔" لیکن عمران جملہ مکمل کرنے سے پہلے ہی تیزی سے بائیں جانب ہٹ گیا، اگر نہ ہٹا ہوتا تو مارٹن فضا میں اڑنے کے بعد پوری قوت سے اسی سے ٹکرایا ہوتا۔ وار خالی جانے کی صورت میں ظاہر ہے کہ وہ منہ کے بل فرش پر گرا تھا پھر اس سے پیشتر کہ وہ دوبارہ سنبھل پاتا عمران نے چھلانگ لگائی اور اسے اوپر سے دبوچ لیا۔ دوسرے ہی لمحے وہ دونوں ہاتھ سے اس کے بالوں کو پکڑ کر پوری قوت سے زمین پر ٹکرا رہا تھا۔ انداز ایسا ہی تھا جیسے کسی کھلنڈرے بندر کے ہاتھ ناریل آگیا ہو۔

مارٹن کی کربناک چیخیں کمرے میں گونجتی رہیں اس نے دو چار بار پوری قوت لگا کر عمران کو اوپر سے جھٹکنا بھی چاہا لیکن بے سود۔ عمران جونک ہی کی طرح اس کے جسم سے چمٹ کر رہ گیا تھا۔

پانچ منٹ بعد ہی مارٹن کے سارے کس بل نکل گئے، اس کی پیشانی سے خون کے فوارے چھوٹ رہے تھے لیکن عمران کا عمل بدستور جاری تھا۔

"بب۔ بیا۔۔ بتا ہوں۔" مارٹن نے ہانپتے ہوئے کہا اور عمران اسے چھوڑ کر دور ہٹ گیا، ویسے اس کی خونخوار نظریں اس وقت بھی مارٹن کے چہرے پر مرکوز تھیں۔ صفدر بدستور دروازے پر جما کھڑا تھا اور یاشا سہمے ہوئے انداز میں اپنے ہونٹ پر زبان پھیر رہا تھا۔

"چلو اب شروع ہو جاؤ مارٹن۔" عمران سانپ جیسے انداز میں پھنکارا۔ "تم شاکر کے فلیٹ پر کس کی ایما سے گئے تھے۔؟"

"مم۔۔۔۔ مجھ۔۔۔۔۔ اے۔۔۔ نہیں معلوم۔"

FARRUKH

"کیا مطلب۔ کیا ابھی مجھے تمہاری مزید وضاحت کرنی پڑے گی۔"

"نن۔ نہیں۔" مارٹن اپنے چہرے سے خون کی تہیں صاف کرتا ہوا بولا۔ "میں قسم کھاتا ہوں کہ مجھے علم نہیں ہے کہ وہ کون تھا۔"

"میں وضاحت سے سننا پسند کروں گا۔"

"وہ کون تھا یہ میں نہیں کہہ سکتا۔" مارٹن نے بدستور ہانپتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ "فون پر اس نے مجھے اپنا نام کرنل جمشید ہی بتایا تھا، چار ہزار کے عوض میرے ذمہ بس اتنا ہی کام سونپا گیا تھا کہ میں شاکر اور اس کی خوبصورت بیوی کو خوفزدہ کر دوں۔"

"کیا مطلب۔" عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ "کیا یہ غلط ہے کہ تم نے شاکر کی بیوی کو اغواء کرنے اور شاکر سے اس کے حق میں طلاق نامہ لکھوانے کی بات نہیں کی تھی۔"

"ہم—ک..... کی تھی۔ . . . لیکن وہ سب کچھ محض انہیں خوفزدہ کرنے کے لئے ہی کیا گیا تھا۔"

"اوہ۔" عمران کے ہونٹ پرخیال انداز میں وا ہو گئے، پھر وہ ایک ثانیے تک کچھ سوچنے کے بعد بولا۔ "چار ہزار کی رقم تمہیں کس طرح ملی۔"

"منی آرڈر کے ذریعے، بھیجنے والے کے نام کی جگہ بھی کرنل جمشید درج تھا لیکن وہ پتہ جو نام کے نیچے درج تھا شاداب نگر کی ایک لانڈری کا ثابت ہوا۔"

"تم نے اس کی تصدیق کی ضرورت کیوں محسوس کی تھی۔"

"اپنے اطمینان کے لئے۔"

"شاکر کو کب سے جانتے ہو۔ میرا مطلب ہے کہ کیا تم نے اسے پہلے بھی کبھی دیکھا ہے۔؟"

"نہیں۔ اس روز فلیٹ پر وہ مجھے پہلی ہی بار نظر آیا تھا۔"

"ٹھیک ہے۔ میں تمہارا بیان درست مانے لیتا ہوں لیکن ایک بات میں کسی قیمت پر بھی ماننے کو تیار نہیں ہوں۔" عمران نے کچھ سوچتے ہوئے سوال کیا۔ "محض کسی کو خوفزدہ کرنے کے لئے اتنی لمبی رقم کی آفر دی جا سکتی ہے میں اسے تسلیم نہیں کروں گا۔"

"ہمیں یہ کام ایک مخصوص مدت تک جاری رکھنے کیلئے کہا گیا تھا۔"

"میں سمجھا نہیں۔" عمران چونکا۔ "کیا تمہیں ان لوگوں کو مسلسل خوفزدہ کرتے رہنا تھا۔؟"

"ہاں۔ فون پر یہی طے ہوا تھا کہ جب تک ان میں سے کوئی ایک ختم نہیں ہو جاتا ہم تھوڑی تھوڑی مدت کے بعد انہیں تنگ کرتے رہیں۔"

"اور تم نے اسے مان لیا تھا۔؟"

"نہیں۔ میں نے اس پر اعتراض کیا تھا۔" مارٹن نے جواب دیا۔ "بعد میں محض ایک ماہ کی مدت طے ہوئی تھی۔"

"اوہ۔ گویا ایک ماہ کے اندر اندر دونوں میں سے کسی ایک کی موت یقینی تھی۔"

"اس سلسلے میں مجھے کوئی علم نہیں۔ بہر حال ہمارا کام ایک ماہ بعد ختم ہو جاتا۔"

"کیا اس کام کے لئے تم کو اور پاشا دونوں کو علیحدہ علیحدہ رقم ملی تھی۔"

"نہیں۔ معاملے کی بات صرف میں نے طے کی تھی۔ پاشا کو میں نے اپنے طور پر ساتھ ملا لیا تھا۔"

"کوئی تیسرا تو ان باتوں سے واقف نہیں ہے۔"

"بالکل نہیں۔"

"ہم۔ تم فی الحال یہاں آرام کر سکتے ہو لیکن اگر تمہارا بیان غلط ثابت ہوا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔"

"مجھے منظور ہے۔"

پھر عمران وہاں زیادہ دیر نہیں رکا۔ پاشا پر اچٹتی ہوئی نگاہ ڈال کر وہ اور صفدر باہر آگئے۔

"کیا آپ کو یقین ہے کہ مارٹن نے غلط بیانی سے کام نہیں لیا۔" صفدر نے باہر آکر عمران سے پوچھا۔

"غلط بیانی سے کام لیا ہو تو بھی میری صحت پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔" عمران لاپرواہی سے بولا۔

اس کے چہرے پر اب دوبارہ حماقت کا دورہ تھا۔ "مجھے صرف اپنے کام سے کام ہے۔"

"میں سمجھا نہیں۔"

"زیادہ سمجھنے کی کوشش بھی مت کیا کرو صفدر پیارے، میں نے کسی کتاب میں پڑھا تھا کہ زیادہ سوچنے والوں کے دماغ میں مخل... ارر... نہیں۔ وہ کیا کہتے ہیں اسے ہاں۔ خلل پڑ جاتا ہے۔ . . . . ویسے بھی کنوارے پنے میں تمہیں زیادہ نہیں سوچنا چاہئے۔"

"آپ کچھ چھپانے کی کوشش کر رہے ہیں شاید۔؟"

"غلط سمجھ رہے ہو۔" عمران چلتے چلتے رکا پھر صفدر کے قریب آکر مدہم آواز میں بولا۔ "بات صرف اتنی سی ہے پیارے کہ میں تمہارے چیف ایکسٹو سے ایک لمبی رقم

نٹنے کے چکر میں ہوں۔"

"کیا بات بنی۔"

"نہیں بنی نا۔ اسی لئے تو کنفیوسش نے کہا ہے کہ کیجئے نظارہ دور دور سے۔ لیکن نہیں۔ یہ تو غالباً کسی فلم کا گانا ہے۔ پھر۔ کنفیوسش نے کیا کہا تھا۔ کیا تم مجھے بتاؤ گے جب کچھ سمجھ میں نہ آئے تو اس وقت کے لئے کونسا محاورہ استعمال کرتے ہیں۔"

"جولیا کے سلسلے میں آپ نے کیا کیا۔" صفدر نے بڑی خوبصورتی سے باتوں کا رخ بدلا۔

"اے خبردار۔" عمران روٹھے ہوئے عاشق کی طرح غرایا۔ "اگر تم نے کباب میں ہڈی بننے کی کوشش کی تو میں تمہیں دودھ کی مکھی کی طرح ہٹا بھی سکتا ہوں کیا سمجھے۔"

صفدر مسکرا کر رہ گیا۔ اس کے سوا وہ اور کر بھی کیا سکتا تھا۔

صدیقی نے ان دونوں کو فلیٹ کی بالکونی میں دیکھا تھا۔

فاصلہ دور ضرور تھا لیکن صدیقی نے اس کے باوجود اس بات کا اندازہ لگا لیا تھا کہ ان میں کسی سنج موضوع پر گفتگو ہو رہی ہوگی پھر شاکر ریلنگ پر کہنیاں ٹیک کر جھکا تھا اس کے بعد اس نے سامنے والی بلڈنگ کی طرف دیکھا تھا۔

صدیقی اس وقت ثمینہ لاج کے سامنے والی فٹ پاتھ پر موجود تھا۔ شام کا جھٹپٹا تھا مگر اتنا زیادہ بھی نہیں کہ وہ ان دونوں کو اچانک چونکتے ہوئے نہ دیکھ پاتا۔ پھر اس نے بالکونی کے پیچھے دیوار پر پلاسٹر کو اکھڑتے دیکھا تھا، سفید دیوار پر سیاہی کا نمودار ہونے والا دھبہ اس کو چونکا دینے کے لئے کافی تھا۔

ایک منٹ بعد ہی ویسا ایک اور دھبہ نظر آیا اس کے بعد تیسری جگہ سے پلاسٹر کا ایک بڑا ٹکڑا ادھڑ کر نیچے آیا پھر شاکر نے لڑکی کو پکڑ کر فلیٹ کے اندر کھینچ لیا۔

”فائرنگ۔۔“ صدیقی کے ذہن نے کروٹ لی اور دوسرے ہی لمحے وہ تیزی سے سڑک عبور کر کے ثمینہ لاج والی فٹ پاتھ پر آ گیا، مقصد سامنے والی عمارتوں کا جائزہ لینے سے تھا۔ اگر اس کا خیال درست تھا تو فائر کرنے والے سامنے والی عمارتوں ہی میں سے کسی ایک میں رہے ہوں گے

بات تو اس کی سمجھ میں آ گئی تھی کہ فائر سائیلنسر لگی ہوئی کسی رائفل سے کیا گیا ہوگا مگر فائرنگ مقصد کیا تھا۔

دوسری بات زیادہ حیرت انگیز تھی۔

اگر فائرنگ کا مقصد شاکر اور جمیلہ کو ہلاک کرنے سے تھا تو پھر وہ بچ کس طرح گئے، صدیقی کے زے کے مطابق کل تین گولیاں چلی تھیں مگر ان میں سے کوئی ایک بھی نشانے پر نہیں لگی۔ لیکن کیوں۔؟ یا فائرنگ کرنے والا اناڑی ہی رہا ہوگا یا پھر اس نے جان بوجھ کر انہیں بچانے کی کوشش کی تھی۔!

صدیقی سامنے والی عمارتوں کا جائزہ لیتا رہا لیکن ابھی تک وہ بالکونی اور کھڑکیوں میں نظر نے والے چہروں میں سے کسی ایک پر بھی مجرم ہونے کا شبہ نہیں کر سکا تھا، اس کا ذہن بڑی تیزی سے تلف باتوں پر غور کر رہا تھا۔

پندرہ منٹ اسی طرح گزر گئے پھر صدیقی چونکا تھا، ثمینہ لاج کے سامنے رکنے والی جیپ سے انسپکٹر کریمی کو اترتے دیکھ کر فوری طور پر اس نے یہی نتیجہ اخذ کیا تھا کہ شاکر نے متعلقہ تھانے کو پیش آنے والے حادثے کی اطلاع کر دی ہوگی۔ اندازہ غلط نہیں نکلا۔ انسپکٹر کریمی جیپ سے اتر کر سیدھا ثمینہ لاج میں گیا تھا، صدیقی ایک لمحے تک اپنی جگہ کھڑا کچھ سوچتا رہا پھر وہ بھی عمارت میں داخل ہو گیا۔

چوتھی منزل پر پہنچ کر وہ ایک ثانیے کیلئے ٹھٹکا، یہاں کوئی ایسی جگہ نہیں تھی جہاں رک کر وہ اندر ہونے والی گفتگو سن پاتا۔ زینے اس وقت سنسان ہی تھے لیکن ان میں رہنے والوں کا گزر بھی ممکن تھا، صدیقی پر ان کا شبہ کرنا بیجا نہ ہوتا۔ اچانک صدیقی کی آنکھیں چمک اٹھیں، باقی زینے طے کر کے وہ ٹھیک بائیس نمبر والے فلیٹ کے دروازے کے برابر پہنچ کر رک گیا پھر اس نے جیب سے

اپنی نوٹ بک نکالی اور ان دونوں الیکٹرک میٹروں کو دیکھنے لگا جو دیوار پر لگے ہوئے تھے، انداز ایسا ہی تھا جیسے وہ حقیقتاً بجلی کمپنی ہی کا کوئی نمائندہ رہا ہو، پھر اس نے ایک میٹر کے اوپر لگے ہوئے لکڑی کے بکس کو کھولا اور اس کے اندر لگے ہوئے فیوز ساکٹ چیک کرنے لگا۔

بظاہر وہ اپنے کام میں مصروف تھا لیکن اس کے کان بائیس نمبر والے فلیٹ سے ابھرنے والی گفتگو پر جمے تھے، آواز اتنی اونچی تھی کہ وہ ایک ایک لفظ صاف سن سکتا تھا۔

"کیا آپ نے اس بات کا اندازہ لگانے کی کوشش بھی نہیں کی کہ فائرنگ کس سمت سے کی گئی تھی۔" انسپکٹر کریمی کی آواز ابھری۔

"نہیں۔" یہ جمیلہ کی آواز تھی۔ "مسٹر شاکر نے ایسا کرنا چاہا تھا لیکن میں نے انہیں روک دیا۔ دوسری صورت میں ضروری نہیں تھا کہ مجرم کی رائفل سے نکلی ہوئی چوتھی گولی کا نشانہ بھی خطا جاتا۔

"مسٹر شاکر۔ آپ کا کیا خیال ہے۔؟"

"میں وثوق کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتا انسپکٹر لیکن میرا خیال ہے کہ فائرنگ سامنے والی عمارتوں میں سے کسی سے ہوئی تھی۔"

"ہاں۔ میرا بھی یہی خیال ہے اگر گولی سڑک سے چلائی گئی ہوتی تو اس کا زاویہ بھی مختلف ہوتا، ویسے کیا آپ لوگ اس وقت بالکونی ہی میں موجود تھے۔"

"جی ہاں۔" اس بار شاکر کے بجائے جمیلہ نے جواب دیا۔ "پہلی بار جب دیوار کا پلاسٹر اکھڑا تو میں کچھ سمجھ نہیں سکی لیکن دوسری بار مجھے خطرے کا احساس ہو گیا۔ قسمت اچھی تھی جو میں بچ گئی ورنہ دوسری گولی میرے کان کے بالکل قریب ہی سے گزری تھی پھر تیسرا فائر اس وقت ہوا جب ہم اندر آ گئے۔"

"تعجب ہے۔ کیا فائر کرنے والا بالکل ہی اناڑی رہا ہوگا۔"

"کیا مطلب۔" شاکر نے سوال کیا۔

"کھلی ہوئی بات ہے شاکر صاحب۔ دونوں عمارتوں کا درمیانی فاصلہ میرے اندازے کے مطابق سو فٹ سے زیادہ نہیں ہوگا ایسی حالت میں نشانے کا خطا ہو جانا تعجب ہی ہے پھر ایسی صورت میں جبکہ فائر کرنے والا جلدی میں بھی نہیں رہا ہوگا، ظاہر ہے کہ اس نے کسی محفوظ مقام سے گولی چلائی ہوگی، مگر تین گولیوں میں سے کسی ایک نے بھی اپنا کام نہیں کیا جبکہ آپ دونوں بالکونی میں ساتھ ساتھ موجود تھے۔"

"میں سمجھ رہا ہوں آپ کا مقصد۔"

شاکر نے قدرے خشک لہجے میں کہا۔ "دو ہی صورتیں ممکن ہیں یا تو فائرنگ کرنے والا حقیقتاً اناڑی تھا یا پھر وہ ایک ماہر نشانہ باز رہا ہوگا جس نے اپنا مقصد پورا کر دیا اور ہم دونوں بال بال بچ گئے۔"

"کیا آپ اپنے دوسرے خیال کی وضاحت کریں گے مسٹر شاکر۔"

"سوری انسپکٹر۔ میں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہہ سکتا۔"

"کوئی ایسی خاص بات ہے جو آپ جان بوجھ کر چھپانا چاہتے ہیں۔" انسپکٹر کریمی کا لہجہ معنی خیز تھا۔

"مجھے افسوس ہے کہ میں اس سلسلے میں کچھ بھی نہیں کہہ سکوں گا۔"

"کوئی وجہ۔؟"

"میں بتاتی ہوں انسپکٹر۔" جمیلہ کی آواز سنائی دی۔ "دراصل مسٹر شاکر میرے ڈیڈی کا نام لیتے ہوئے گھبرا رہے ہیں۔"

"اوہ۔ تو کیا آپ کو یقین ہے کہ اس بار بھی آپ کے ڈیڈی ہی نے یہ ڈرامہ اسٹیج کیا ہوگا۔؟"

"حالات کچھ ایسے ہی ہیں انسپکٹر کہ میں یہ سمجھنے پر مجبور ہوں۔"

"سمجھ گیا۔ گویا کرنل جمشید آپ دونوں کی علیحدگی کے لئے یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔؟"

"میں بھی اسی نتیجے پر پہنچی ہوں۔"

"کیا آپ اپنے ڈیڈی کے خلاف ان باتوں کا تحریری اظہار کر سکتی ہیں۔؟"

"جی ہاں۔ اس کے علاوہ اب دوسرا کوئی راستہ بھی نہیں ہے۔"

"اچھی طرح سوچ لیجئے محترمہ، آپ کا بیان کرنل جمشید کو پریشانیوں میں بھی الجھا سکتا ہے مارٹن والے حادثے کی اور بات تھی۔ اس وقت آپ نے جو کچھ تحریر کیا تھا وہ مارٹن کی زبانی معلوم ہونے والے حالات تھے لیکن اب آپ کا شبہ براہ راست ہوگا۔"

"میرا خیال ہے کہ تحریری بیان کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔" شاکر نے کہا۔ "میں موت سے نہیں ڈرتا، جو کچھ ہونا ہے اسے شاید تحریری بیانات نہیں روک سکیں گے۔"

"یہ میرا اور ڈیڈی کا ذاتی معاملہ ہے اس لئے تم درمیان میں مت بولو۔" جمیلہ نے تیزی سے کہا۔

پھر وہ شاید انسپکٹر کریمی سے مخاطب ہوئی تھی۔ "میں بخوشی آپ کو اپنا تحریری بیان دینے کو تیار ہوں۔"

"آپ کی مرضی پر منحصر ہے۔"

پھر تھوڑی دیر تک خاموشی رہی۔ صدیقی نے جلدی جلدی میٹر کو بند کیا پھر تیزی سے زینے طے کرتا ہوا نیچے آگیا دو منٹ بعد ہی وہ ایک فون بوتھ میں تھا، جیب سے سفری ٹرانسمیٹر نکال کر

اس نے ایکسٹو کی فریکوئنسی ملائی پھر جلدی جلدی پورے حالات بتاتا چلا گیا۔ کیونکہ رابطہ قائم ہونے میں زیادہ دیر نہیں لگی تھی۔

"تم اس وقت کہاں سے بول رہے ہو۔؟"

"ایک پبلک بوتھ سے جناب۔"

"اس بات کا کوئی اندازہ ہوا کہ فائر کس عمارت سے کیا گیا ہے۔"

"میں نے کوشش کی تھی لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔"

"کیا انسپکٹر کریمی ابھی تک ثمینہ لاج میں موجود ہے۔"

"جی ہاں۔ میرا خیال ہے کہ جمیلہ اسے اپنا تحریری بیان دے رہی ہوگی۔"

"ہاں۔ ہو سکتا ہے۔ بہرحال میں تمہاری کارکردگی سے خوش ہوں۔" دوسری جانب سے ایکسٹو کی آواز سنائی دی۔ "موجودہ حادثہ میرے لئے بہت کارآمد ثابت ہوگا۔"

"میرے لئے اب کیا حکم ہے جناب۔؟"

"تم وہیں رکو گے۔ شاکر اور جمیلہ کو ایک لمحے کے لئے بھی نگاہوں سے اوجھل نہیں ہونا چاہئیے۔"

"آپ مطمئن رہیں جناب۔ میں کوئی کوتاہی نہیں برتوں گا۔"

"چوہان کے بارے میں کیا رپورٹ ہے۔"

"میں آج صبح ادھر گیا تھا وہ اپنا کردار بڑی خوبصورتی سے نبھا رہا ہے۔" صدیقی نے جواب دیا۔ "کیا یہ ممکن نہیں ہو سکتا کہ اسے اب وہاں سے گلو خلاصی مل جائے۔"

"نہیں۔ دو روز تک اسے مزید وہاں رکنا ہوگا۔"

"موجودہ حادثے کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔؟"

"کیا کہنا چاہتے ہو۔؟"

"ممکن ہے میرا قیاس غلط ہو لیکن جہاں تک میرا اندازہ ہے تینوں گولیاں جان بوجھ کر ضائع کی گئی ہیں۔"

"کوئی دلیل پیش کر سکتے ہو۔؟"

"فائرنگ کرنے والا اگر اناڑی بھی ہوتا تو بھی دونوں میں سے کسی ایک کا زخمی ہونا ضروری تھا لیکن ایسا نہیں ہوا میں حملہ آور کو ماہر نشانہ باز ہی کہوں گا۔"

"ہو سکتا ہے تمہارا اندازہ ٹھیک ہو، بہر حال اب آنکھیں کھلی رکھ کر نگرانی کرنا مجھے خدشہ ہے کہ اب حالات پہلے سے زیادہ خطرناک صورت میں سامنے آئیں گے۔"

"میں محتاط رہوں گا جناب۔ لیکن کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ اس سلسلے میں براہ راست کرنل جمشید کو چیک کیا جائے۔ اگر وہی اصل مجرم ہے تو۔"

"صدیقی۔" ایکسٹو کا لہجہ درشت ہو گیا۔ "کیا تم مجھے اتنا ہی احمق سمجھتے ہو کہ میں کرنل کی طرف سے لاپرواہ ہوں گا۔"

"مم۔ معافی چاہتا ہوں جناب۔" صدیقی نے تھوک نگلتے ہوئے جلدی سے کہا پھر دوسری جانب سے چونکہ رابطہ ختم کیا جا چکا تھا اس لئے اس نے بھی سفری ٹرانسمیٹر کے تار علیحدہ کئے اور اسے جیب میں رکھتا ہوا بوتھ سے باہر آ گیا۔

عمران نے جولیا کے فلیٹ کے نمبر ڈائل کئے پھر رابطہ قائم ہونے کا انتظار کرنے لگا۔

"ہیلو۔ جولیانا فٹز واٹر اسپیکنگ۔" دو منٹ بعد دوسری طرف سے خود جولیا نے کال رسیو کی تھی۔

"سالامالیکم۔ مزاج بخیر۔"

"تم۔ فون کرنے کا مقصد کیا ہے۔؟"

"ناراض مت ہو جولی ڈارلنگ، مجھے پتہ ہے کہ تمہارے چیف نے آجکل تمہیں ٹیم سے خارج کر رکھا ہے لیکن میں کوئی اس کا مستقل ملازم نہیں ہوں جو تم سے رابطہ قائم نہ کر سکوں۔"

"میں نے فون کرنے کا مقصد دریافت کیا ہے۔"

"ارے واہ۔" عمران نے ماؤتھ پیس کو آنکھ مارتے ہوئے تیزی سے کہا۔ "نیکی کر کنوئیں میں ڈال والا محاورہ شاید ایسے ہی موقعوں پر استعمال کیا جاتا ہے۔ ایک تو میں نے ایکسٹو کو تمہارے لئے نرمی کا برتاؤ کرنے کے لئے مجبور کیا اور تم ہو کہ گردن توڑ بخار کی طرح میرے اوپر چڑھ رہی ہو۔"

"تمہاری ہمدردی کی مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے۔" جولیا نے جھلاتے ہوئے کہا۔

"ضرورت ایجاد کی ماں ہوتی ہے جولیا۔ اور ماں مونث ہی ہوتی ہے
سے تمہاری ہی سفارش کی تھی۔"

"بکواس۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ آجکل تمہارے لئے ایکسٹو کے خیالات

"غلط سے پہلے کی بات ہے۔" عمران نے سینہ ٹھونک کر کہا۔ "آجکل تو

میں ہیں۔ میں بلاوجہ کسی کو چیلنج نہیں کرتا، اگر میرے پاس تمہارے چیف کے خط
اشفق نہ ہوتا تو شاید میری شخصیت بھی اسے نہیں للکار سکتی تھی لیکن اب وہی ہوا جو عمران
چاہتے تھے۔"

"بہت زیادہ چہک رہے ہو، کوئی خاص بات ہے۔"

"بالکل خاص یہ کہ تم اسے تنخواہ بھی کہہ سکتی ہو، ایکسٹو نے مجبور ہو کر دوبارہ میری
طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا ہے چنانچہ میں میدان عمل میں آچکا ہوں۔" عمران نے کہا پھر شروع سے
لے کر آخیر تک کی تفصیل دہراتا چلا گیا۔

"کیا تم نے محض مجھے اسی لئے فون کیا تھا کہ اپنی تعریفوں کے پل باندھوں۔"

"نہیں۔ ایکسٹو سے میں نے پہلی شرط یہی رکھی تھی کہ تمہاری غلطی کو معاف کر دیا جائے
اور اسے میری بات ماننی پڑ گئی۔"

"کیا مطلب۔" اس بار جولیا کے لہجے سے حیرت کا اظہار ہوا۔

"مطلب کبھی اطمینان سے بتاؤں گا فی الحال میں کام کے موڈ میں ہوں اس لئے صرف
کام کی باتیں کرو۔" عمران بولا۔ "تم خاور سے رابطہ قائم کر کے اسے صدیقی کی جگہ تحفظ
پر تعینات کر دو۔"

"اوہ۔ کیا یہ تمہارا حکم ہے۔؟"

س وقت دانش منزل پر مل سکے گا تم اسے فوری طور پر شاداب نگر کے لئے
ہے شاکر کی پہلی بیوی کی موت کی تفصیلی وجوہات درکار ہیں اس کام کے لئے تم اسے
نے کی مہلت دے سکتی ہو۔" وہ اس کا جملہ نظرانداز کر کے بولا۔

ایسا نہ کروں تو۔؟"

پڑے گی۔" عمران نے جواب دیا۔ "فی الحال تمہاری اطلاع کے لئے بتا رہا ہوں کہ شاکر
ے میں تمہارے چیف نے مجھے پارٹی لیڈر کی حیثیت دے رکھی ہے یقین نہ آئے تو
ست فون کر کے معلوم کر لو۔"

"ٹھیک ہے۔ میں تمہاری بکواس پر یقین کئے لیتی ہوں مگر کان کھول کر سن لو، اگر اس
وئی بات غلط نکلی تو میں تم کو شوٹ کر دوں گی۔"

"بڑی خوشی ہوگی۔ تمہارے ہاتھوں مر کر مجھے کم از کم شہید الفت کا مرتبہ مل جائیگا
یسے اگر تم گولی بندوق کے بجائے نگاہوں سے کام لو تو زیادہ مناسب ہے اس طرح
مجھے مرنے میں بھی زیادہ آسانی ہوگی۔"

"بکواس۔" صفدر کو شاداب نگر روانہ کرنے سے کیا فائدہ ہوگا۔" جولیا نے
پوچھا۔

"کیا تم کو اس حادثے کی تفصیل نہیں معلوم جو شاکر کی پہلی بیوی کو پیش آیا
تھا۔"

"وہ سطحی تفصیلات تھیں۔ صفدر سے کہو کہ وہ براہ راست میجر ربانی سے مل کر
لات معلوم کرے۔"

"ٹھیک ہے۔ میں خاور اور صفدر دونوں کو فون کئے دیتی ہوں، لیکن ایک منٹ۔"

کیا یہ احکامات تمہاری طرف سے دیئے جائیں گے۔"

"بالکل۔ بالکل۔ ویسے تم اگر چاہو تو ایکسٹو کا حوالہ بھی دے سکتی ہو۔"

"عمران۔" جولیا نے اس بار دوستانہ لہجے میں کہا۔ "اگر تم اس وقت بھی کوئی سنجیدہ مذاق کے موڈ میں ہو تو کم از کم مجھے بتا دو، دوسری صورت میں ایکسٹو۔"

"میں سنجیدہ ہوں جولی۔" عمران نے تیزی سے کہا۔ "ویسے مجھے افسوس ہے کہ میری وجہ سے تم کو پارٹی کے دوسرے ممبران کے سامنے سبکی اٹھانی پڑی لیکن مطمئن رہو میں پوری پوری کوشش کروں گا کہ تمہیں پھر وہی مقام حاصل ہو جائے، صرف تمہاری ہی وجہ سے مجھے ایکسٹو کو راہ راست پر لانا پڑا ورنہ اس کے فرشتے بھی مجھے کام کیلئے آمادہ نہیں کر سکتے تھے۔"

"احسان جتانے کی کوشش کر رہے ہو۔ کیوں۔"

"اس کا فیصلہ پھر کبھی کروں گا۔ فی الحال تم صفدر اور خاور کے لئے ہدایت جاری کرو۔ دوسری بات یہ کہ تم آج رات ٹھیک گیارہ بجے شاکر کی بیوی سے ملو گی۔"

"ہیں۔ لیکن کیوں۔"

"سنتی رہو جولی۔" عمران سنجیدگی سے بولا۔ "تمہارا کردار بھی ویسا ہی ہونا چاہئے جیسا مارٹن کا تھا۔ یعنی تم بھی جمیلہ سے بحیثیت کرنل جمشید کے ایجنٹ کے ملو گی۔"

"کوئی خاص وجہ۔؟"

"ہاں۔ ہے ایک اسکیم ذہن میں، لیکن کامیابی کا دارومدار تمہاری اداکارانہ صلاحیتوں پر منحصر ہے، گفتگو کے دوران تم سابقہ حملوں کے بارے میں بھی بڑی آزادی سے اظہار خیال کر سکتی ہو۔ صرف اس کا خیال رکھنا کہ سچویشن بگڑنے نہ پائے۔"

"ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گئی کہ تم کیا کرنا چاہتے ہو۔"

"اچھا۔ ٹاٹا۔" عمران نے لائن نے لاکاٹی۔

دوسرے ہی سکنڈ وہ بلیک زیرو کے نمبر ڈائل کر رہا تھا...... رابطہ فوراً ہی قائم ہو گیا۔

"بلیک زیرو۔ میں عمران بول رہا ہوں۔"

"گڈ نائٹ سر۔"

"گڈ نائٹ۔" عمران نے کہا پھر صدیقی سے معلوم ہونے والی تفصیل بتاتے ہوئے بولا۔

"میں نے جولیا کو آج رات گیارہ بجے تھمبز لاج پہنچنے کا حکم دیا ہے۔ تمہیں پوشیدہ طور پر اس کی نگرانی کرنی ہوگی۔ اگر مناسب سمجھو تو خاور کو کچھ دیر کے لئے وہاں سے ہٹا دینا ورنہ ممکن ہے کہ وہ تمہارے لئے پریشانی کا باعث ثابت ہو۔"

"کیا یہ سب کسی سوچی سمجھی اسکیم کے تحت ہوگا۔"

"ہاں۔ میں صرف یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ شاکر اور جمیلہ پر ہونے والے پراسرار حملوں کی پشت پر کون ہے۔"

"سمجھ گیا۔ ویسے کیا آپ کو یقین ہے کہ وہ حملہ کرنل جمشید ہی کی ایما پر کیا گیا ہوگا۔"

"قبل از وقت کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ آج رات ہی تم کو چوہان کو سول ہسپتال سے ہٹا دینا چاہئے، اسے سختی سے ہدایت کر دینا کہ جب تک حالات سازگار نہیں ہو جاتے وہ صرف اپنی رہائش گاہ تک محدود رہے۔"

"بہتر ہے۔"

"تنویر کو بھی فی الحال دور ہی رہنا چاہئے۔" عمران نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ پھر

FARRUKH

FARRUKH

اس نے لائن دوبارہ کاٹی لیکن فون سیٹ کے پاس سے دور نہیں ہٹا۔ چند لمحے تک وہ کچھ سوچتا رہا پھر اس کے ذہن میں کوئی ایسی ہی اسکیم آئی تھی کہ اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

ابھی بار اس نے شاکر کے نمبر ڈائل کئے تھے، دوسری طرف سے کال فوراً ہی ریسیو کر لی گئی۔

"یس۔ شاکر اسپیکنگ۔"

"مجھے جمیلہ صاحبہ سے گفتگو کرنی ہے۔" اس بار عمران کی آواز حیرت انگیز طور پر بدلی ہوئی تھی۔

"کون ہو تم۔؟"

"سوری۔ میں اس سوال کا جواب نہیں دے سکتا۔ کیا جمیلہ صاحبہ گھر پر موجود نہیں ہیں۔"

"تمہیں جمیلہ سے کیا کام ہے۔؟"

"یہ بھی نہیں بتایا جا سکتا مسٹر شاکر۔" عمران نے بدستور خشک لہجے میں کہا: "مجھے صرف محترمہ جمیلہ صاحبہ سے بات کرنی ہے۔"

"ایک منٹ رکو۔ میں جمیلہ کو فون دیتا ہوں۔"

عمران نے جیب سے چیونگم کا پیس نکال کر منہ میں ڈالا پھر لاپرواہی سے اسے چبانے لگا۔

"ہیلو۔ میں جمیلہ بول رہی ہوں۔"

"اوہ فائن۔" عمران کی آواز دوبارہ بدل گئی۔ "بولتی رہو ڈارلنگ، چپ مت ہو۔ فون پر بھی تمہاری آواز سن کر مجھے شہد کی مکھیوں کی مترنم آواز کا گمان ہو رہا ہے۔"

"کون ہو تم۔" جمیلہ نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"شاکر کا رقیب۔" عمران نے سرد لہجے میں جواب دیا۔ "اگر وہ حرامزادہ درمیان میں نہ آتا تو اس وقت تم اور میں لندن کے کسی امپیریل ہاؤس میں بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف ہوتے۔"

"شٹ اپ۔ میں نہیں سمجھ سکی کہ تم کون ہو۔"

"کیا مطلب۔ کیا اب تم مجھے پہچاننے سے بھی انکار کر دو گی جمیلہ ڈارلنگ۔؟"

"ایڈیٹ۔" ریسیور پر غصیلی آواز ابھری پھر دوسری طرف سے ریسیور کریڈل پر رکھنے کی آواز بھی سنائی دی۔

عمران نے برا سا منہ بنا کر فون کو گھورا پھر ریسیور کریڈل پر رکھ کر دوسرے کمرے میں آ گیا۔

ابھی تک اس کے ذہن میں کوئی واضح اسکیم نہیں تھی، جمیلہ کو فون کرنے سے اس کا مقصد محض اتنا ہی تھا کہ وہ اس کے کسی سابقہ عاشق کے امکانات پر غور کر سکے لیکن اسے مایوسی ہی ہوئی۔

جمیلہ نے جس انداز میں اسے جھٹکارا تھا اس سے صاف ظاہر تھا کہ موجودہ حادثوں میں کسی پرانے عاشق کا ہاتھ نہیں ہو سکتا۔

جمیلہ کی طرف سے مطمئن ہو جانے کے بعد اس کے ذہن میں شاکر اور کرنل جمشید کے نام ابھر آئے۔

پھر وہ بڑی دیر تک ان دونوں کے بارے میں سوچتا رہا۔ اب تک پیش آنے والے حادثات کے پیش نظر ہزاروں سوالات اس کی کھوپڑی سے برآمد ہو رہے تھے اور وہ

ان پر علیحدہ علیحدہ بڑی سنجیدگی سے غور کر رہا تھا۔

محویت کا یہ عالم زیادہ طویل نہیں ثابت ہوا۔ سلیمان نے باورچی خانے سے آواز دیکر اس سے چائے کے لئے دریافت کیا تھا۔

عمران بری طرح تلملا گیا۔ پھر وہ غصہ میں بھرا ہوا اٹھا اور کچن روم کی طرف قدم اٹھانے لگا۔

FARRUKH

جولیا نے اپنی دستی گھڑی دیکھی، گیارہ بجنے میں دس منٹ باقی تھے۔

گاڑی کو ہارو سے اسٹریٹ کی گیارہویں شاہراہ پر چھوڑ کر وہ پیدل ہی چل پڑی۔ چہرے پر [illegible]ڈی میڈ میک اپ موجود تھا، سڑکیں ویران ہی تھیں لیکن جولیا اپنا وینٹی بیگ ہاتھ میں جھلاتی [illegible] لاپرواہی سے بارہویں شاہراہ کی طرف قدم بڑھا رہی تھی۔

ٹھیک دس منٹ بعد وہ ثمینہ لاج کے بائیسویں فلیٹ پر موجود تھی، دروازے سے [illegible] لگا کر اس نے اندر کی آہٹ لی پھر دروازے پر دستک دیکر اس کے کھلنے کا انتظار کرنے [illegible]۔

اندر سے گفتگو کی مدہم مدہم آوازیں سن کر اس نے یہی اندازہ لگایا تھا کہ فلیٹ میں [illegible]نے والے ابھی تک جاگ رہے ہوں گے۔

دستک کی آواز ابھرتے ہی اندر سے کسی کے قدموں کی آہٹ سنائی دی پھر نائٹ بلب [illegible] جگہ دوسری تیز روشنی کی گئی اس کے بعد قدموں کی آہٹ دروازے کے قریب آکر تھم [illegible]۔!

"کون ہے؟" اندر سے سوال کیا گیا آواز کسی مرد ہی کی تھی۔

FARRUKH

FARRUKH

"سلطانہ۔" جولیا نے جھجکے بغیر تیزی سے کہا۔ "میں شاداب نگر سے آئی ہوں۔"

"کس سے ملنا ہے۔؟"

"جمیلہ صاحبہ سے۔"

اس بار دروازے کے بولٹ کھلنے کی آواز آئی پھر شاکر کا چہرہ نظر آیا جس نے جولیا کو سر سے پاؤں تک معنی خیز نگاہوں سے گھورا پھر اسے راستہ دینے کیلئے ایک طرف ہٹ گیا۔

جولیا بے دھڑک اندر داخل ہوگئی، وہ کمرہ بطور ڈرائنگ روم ہی استعمال کیا جا رہا ہوگا فرنیچر اور سجاوٹ کے اعتبار سے جولیا نے یہی اندازہ لگایا تھا۔

"تشریف رکھئے۔" شاکر نے اسے بدستور کینہ توز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا پھر لحقہ کمرے میں چلا گیا۔ واپسی دو منٹ بعد ہی ہوئی لیکن اس بار اس کے ساتھ جمیلہ بھی تھی۔ نائٹ گاؤن میں ملبوس۔

جمیلہ کی نگاہوں میں بھی جولیا نے بے چینی اور الجھن کے ملے جلے تاثرات کی جھلکیاں دیکھی تھیں۔

"فرمائیے۔" جمیلہ نے آگے بڑھ کر دوسری نشست پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔ شاکر بدستور اس کے پیچھے خاموش کھڑا رہا۔

"مجھے آپ سے کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں۔" جولیا نے سوچی سمجھی اسکیم کے تحت کہا اور شاکر کو ایسی ہی نگاہوں سے دیکھا جیسے اس کی موجودگی اسے گراں گزر رہی ہو۔

"یہ میرے شوہر ہیں مسٹر شاکر۔" جمیلہ بولی۔ "آپ جو کچھ کہنا چاہتی ہیں ان کی موجودگی میں بھی بے دھڑک کہہ سکتی ہیں۔"

"مجھے کرنل جمشید نے بھیجا ہے۔" جولیا نے سنجیدگی سے کہا پھر تھوڑے توقف

...بولی۔ "میرا خیال ہے کہ آپ سمجھ گئی ہوں گی کہ میری آمد کا کیا مقصد ہو سکتا ہے۔"

"بالکل نہیں۔ مجھے علم نجوم سے کبھی بھی کوئی دلچسپی نہیں رہی۔" جمیلہ نے بیزاری سے جواب دیا۔ "اس کے علاوہ بھی یہ معمے یا اشاروں میں گفتگو کرنا کچھ اچھا نہیں سمجھتی۔"

جولیا نے ایکبار پھر شاکر پر اچٹتی ہوئی نظر ڈالی پھر پہلو بدل کر بولی۔

"بات دراصل یہ ہے محترمہ کہ کرنل جمشید چاہتے ہیں کہ آپ کچھ دنوں کے لئے شاداب نگر میں بھی ... مجھے اسی لئے بھیجا گیا ہے کہ آپ کو اپنے ساتھ لیجاؤں۔"

"اوہ۔" جمیلہ کے ہونٹوں میں ناگوار کھنچاؤ پیدا ہوگیا۔ "کیا ڈیڈی نے اس کے علاوہ کچھ اور ... کہا ہے۔"

"ہاں ہاں۔" جولیا نے جواب دیا۔ "لیکن ان باتوں کا تذکرہ میں اسی صورت میں کر سکتی ہوں ... آپ کرنل جمشید کی خواہش کو ٹھکرا دیں۔ مگر مجھے یقین ہے کہ آپ ایسا نہیں کریں گی۔"

"آپ کا خیال غلط ہے۔ میں شاداب نگر جانے کے لئے کسی قیمت پر بھی تیار نہیں ہو سکتی۔" جمیلہ ...ے جھلاتی ہوئی آواز میں کہا۔ "ڈیڈی اب تک اپنے ناپاک ارادوں کی تکمیل کیلئے جو طریقے ...ر کر چکے ہیں اس کے بعد میرے دل میں ان کے لئے کوئی گنجائش باقی نہیں رہی۔"

"آپ کی مرضی پر منحصر ہے۔"

"کیا آپ کو اور کچھ بھی کہنا ہے۔"

"برا مت مانیے گا جمیلہ صاحبہ۔ بات دراصل یہ ہے کہ کچھ حالات کی وجہ سے میں یہاں آنے پر ...ہو گئی ہوں ورنہ میں پہلے ہی انکار کر دیتی۔ کچھ حالات کا علم مجھے بھی ہے لیکن میں ان پر کوئی ...نہیں کر سکتی۔" جولیا نے الجھے ہوئے انداز میں کہا۔ "بہرحال اب جبکہ آپ میرے ساتھ چلنے ...انکار کر چکی ہیں تو مجھے کرنل کا باقی پیغام بھی کہہ دینا چاہئے، مگر ایکبار پھر میں یہی کہوں گی کہ آپ

FARRUKH

مجھ سے ناراض نہ ہوں اس لئے کہ مجھے کچھ اہم وجوہات ہی کی بنا پر یہاں آنیکے لئے مجبور ہونا پڑا ہے۔"

"آپ جو چاہیں صاف صاف کہہ سکتی ہیں۔"

شاکر کی نگاہیں بدستور جولیا پر مرکوز تھیں، چہرے کے تاثرات ایسے ہی تھے جیسے کوئی اہم بات سوچ رہا ہو۔

"کرنل جمشید نے آپ کے لئے یہ پیغام بھیجا ہے کہ آپ۔" جولیا کچھ کہتے کہتے رک گئی پھر نے شاکر کی طرف دیکھا اور چپ ہو گئی، خلاف توقع وہ اس وقت بڑی بھرپور اداکاری کا مظ کر رہی تھی۔

"آپ کچھ کہہ رہی تھیں شاید۔" جمیلہ نے گھورتے ہوئے سوال کیا۔

"جی ہاں۔ لیکن میری سمجھ میں آرہا ہے کہ آخر کرنل جمشید ایسا کیوں چاہتے ہیں جبکہ میرے خیال کے مطابق آپ دونوں کی زندگی خاصی خوش گوار رہی ہے۔" مجھے ان کی بات حیرت ہی ہوتی ہے۔"

"وہ بات کیا تھی۔؟"

"میں اسی طرف آرہی ہوں۔" جولیا نے کہا پھر ایک ثانیے کی خاموشی کے بعد بولی جمشید نے غالباً اس بات کا مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ وہ آپ دونوں کے درمیان ایک کھڑی کر کے ہی دم لیں گے، مجھے اسی لئے بھیجا گیا ہے کہ میں آپ کو قبل از وقت آگاہ کر دوں نے خوشی سے ان کی خواہشات کا احترام کرنیکے لئے تیار نہ ہوئیں تو وہ دوسرے ذرائع بھی کرنے سے دریغ نہیں کریں گے۔"

"ابھی ڈیڈی نے کون سی کسر اٹھا رکھی ہے۔"

"ابتک جو کچھ ہوتا رہا ہے وہ محض آپ کو خوفزدہ کرنیکے لئے تھا لیکن آئندہ جو ہوگا وہ ے کے بجائے سنجیدگی سے ہوگا اس لئے۔"

"ٹھیک ہے۔" جمیلہ نے تیزی سے بات کاٹتے ہوئے جواب دیا۔ "میں ڈیڈی کی طرف سے جانے والے ہر خطرے کا مقابلہ کرنیکے لئے تیار ہوں۔ آپ ڈیڈی تک میرا یہ جواب پہنچا تی ہیں۔"

"بہتر ہے۔" جولیا نے دبی زبان سے کہا پھر وہ اٹھنے کے لئے تیار ہی ہوئی تھی کہ شاکر پڑا۔

"میرا خیال ہے کہ آپ کو کرنل جمشید نے نہیں بھیجا ہوگا۔" شاکر نے چبھتے ہوئے لہجے کہا۔

"جی۔" جولیا نے چونکنے کی بڑی شاندار ایکٹنگ کی تھی۔ "آپ یہ بات اس قدر وثوق ساتھ کیسے کہہ سکتے ہیں۔"

محض اس بنا پر کہ ابھی تک کرنل صاحب کھل کر سامنے نہیں آئے ہیں۔ اس کے علاوہ نے کو بھی تیار نہیں ہوں کہ کرنل جیسی شخصیت اتنی بڑی حماقت کا ثبوت دے سکتی۔"

"میں سمجھی نہیں کہ آپ کس نتیجے پر پہنچنے کی کوشش کر رہے ہیں۔"

"کیا خیال ہے محترمہ، اگر میں پولیس کو اس وقت یہاں طلب کر لوں۔" شاکر نے قدرے ہجے میں کہا۔ "کیا آپ کا بیان کرنل کی شخصیت کو مشکوک نہیں بنا دیگا اور پھر آپ بھی ی مہمان کی حیثیت اختیار کر سکتی ہیں۔"

"پولیس کے سامنے میرا بیان کچھ اور ہوگا مسٹر شاکر۔" جولیا نے دبنگ آواز میں

FARRUKH

جواب دیا۔ "آپ اگر چاہتے ہیں تو پولیس کو طلب کر کے بھی دیکھ لیں۔"

"اوہ۔ گویا تم چوری کے ساتھ اب سینہ زوری بھی کرو گی۔" شاکر گرج پڑا۔

"مسٹر شاکر۔" جولیا کے تیور بھی بدل گئے۔ "آپ میری توہین کر رہے ہیں۔"

"شٹ اپ۔ میں جانتا ہوں کہ تم اس وقت کس کی نمائندگی کر رہی ہو۔ اس کے علاوہ میں ایک بات اور بھی بڑے دعویٰ کے ساتھ کہہ سکتا ہوں۔ کیا تم انکار کر سکتی ہو کہ تمہارے چہرے پر میک اپ ہے۔"

جولیا اچھل پڑی پھر اس کا ہاتھ وینٹی بیگ کی طرف بڑھا لیکن ٹھیک اسی وقت شاکر نے اپنے کاؤنٹر سے ریوالور نکالتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

"وینٹی بیگ سے اپنا ہاتھ دور ہی رکھو محترمہ۔ میں سمجھ چکا ہوں کہ تم کس ارادے سے یہاں آئی لیکن بہرحال تم کو میرے فلیٹ میں اپنی موجودگی کا کوئی نہ کوئی جواز تو پولیس کے سامنے تو کرنا ہی پڑے گا۔"

جمیلہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے گھورے جا رہی تھی۔

"اگر تم شرافت سے سب کچھ اگل دو تو میں تمہیں معاف بھی کر سکتا ہوں۔" شاکر سخت تیز لہجے میں بولا۔

"بکو مت۔" جولیا کے ذہن میں ایک اسکیم ابھر آئی۔ "تمہیں پولیس کو یہ بھی بتانا پڑے گا کہ مجھے زبردستی یہاں کیوں لایا گیا ہے۔"

"نہیں چلے گی محترمہ۔ اس کے علاوہ بھی میں شادی شدہ ہوں، جمیلہ اگر فلیٹ میں موجود نہ ہوتی تو ممکن تھا پولیس تمہاری اس کہانی پر اعتبار کر لیتی۔"

"تم دونوں مجھے اغوا کرنے کی سازش میں برابر کے شریک ہو۔"

"تمہاری مرضی۔" شاکر نے لاپرواہی سے شانے اچکاتے ہوئے کہا پھر آہستہ آہستہ کھسکتا ہوا فون کے قریب آ گیا لیکن قبل اس کے وہ رسیور اٹھا کر فون کرتا اس کے ہاتھوں میں دبا ہوا ریوالور ایک جھٹکے سے اچھل کر دور جا گرا۔

وہ اور جمیلہ دونوں ہی اچھلے تھے پھر جولیا کی نگاہیں بھی بالکونی کی جانب اٹھ گئیں جہاں ایک شخص سر سے پاؤں تک سیاہ لباس میں موجود تھا۔

"ایکسٹو۔" جولیا کے ذہن میں اپنے پراسرار چیف کا تصور ابھر آیا۔

"کون ہو تم۔؟" شاکر نے نووارد کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

"لڑکی کا دوسرا ساتھی۔" سیاہ پوش جو بلیک زیرو تھا ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں بولا۔ "کرنل جمشید کے بارے میں تمہارا یہ خیال سو فیصدی درست ہے کہ وہ ایک لڑکی کو اس انداز میں سامنے لانے کی حماقت کبھی نہیں کر سکتا تھا۔ کیوں اب کیا خیال ہے۔؟"

"تم خاموشی سے یہاں سے کھسک لو۔" بلیک زیرو نے شاکر کو جواب دینے کے بجائے جولیا سے کہا۔ اور وہ حکم کی پیروی میں تیزی سے فلیٹ سے باہر نکل گئی۔ ویسے باہر نکلتے وقت اس نے ایک بار پھر کنکھیوں سے سیاہ پوش کو دیکھا تھا۔

"کرنل جمشید نے فی الحال مجھے یہی احکامات دیئے تھے کہ میں لڑکی کی حفاظت کروں۔" بلیک زیرو شاکر کی طرف پلٹ پڑا پھر وہ آہستہ آہستہ قدم بڑھاتا ہوا بیرونی دروازے کے قریب پہنچ گیا۔

"دوسری صورت میں تم کو ختم کر کے جمیلہ کو اپنے ساتھ چلنے پر بھی مجبور کر سکتا تھا۔! بہرحال جانے سے پہلے میں تم کو سختی سے تنبیہ کر رہا ہوں کہ اس سلسلے میں تم پولیس کو کوئی بیان نہیں دو گے ورنہ نتائج خطرناک ہوں گے۔"

پھر!

اس سے پیشتر کہ شاکر کوئی جواب دیتا بلیک زیرو ایک جھپاکے سے باہر نکلا اور دروازہ
باہر سے بند کر کے زینوں پر انتہائی تیزی سے نیچے اترنے لگا۔

عمران نے اپنی ٹو سیٹر کو عین ثمینہ لاج کے سامنے روکا پھر آنکھوں پر جمی ہوئی سنہری کمانی کی
عینک درست کرتا ہوا نیچے آیا اور اپنی الجھی ہوئی داڑھی میں انگلیوں سے اس طرح کنگھی کرنے لگا جیسے
کچھ یاد کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔

اس وقت وہ پروفیسر حمدانی کے میک اپ میں تھا، گزشتہ رات بلیک زیرو سے تفصیلات
سن لینے کے بعد ہی اس کے ذہن میں ایک نئی تجویز ابھری تھی، وہ براہ راست شاکر سے مل کر اسے
چیک کرنا چاہتا تھا۔

چند ثانیے تک وہ فٹ پاتھ پر کھڑا داڑھی کھجلاتا رہا، اس عرصہ میں اس کی نگاہیں عینک کے
حلقوں کے درمیان حرکت کر رہی تھیں۔ پھر خاور اسے بائیں جانب ایک ڈرگ اسٹور کے
قریب نظر آ گیا۔

دوسرے ہی لمحے عمران اس کی طرف قدم بڑھانے لگا، صورت شکل کے اعتبار سے وہ
خبطالحواس سا ہی لگ رہا تھا۔

صبح کے دس بجے تھے اس لئے فٹ پاتھ پر بھی اچھی خاصی گہما گہمی تھی، عمران ہجوم کے
درمیان چلتا ہوا خاور کے قریب آیا پھر وہ ٹکر کچھ اتنی ہی شدید تھی کہ خاور کو چھینکی کا دودھ

ضرور یاد آ گیا ہوگا لیکن دیکھنے والا اسے محض اتفاقیہ ٹکراؤ کہہ سکتا تھا اس لئے کہ عمران اس وقت دوسری طرف دیکھ رہا تھا۔

خاور کے قدم اس اچانک ٹکراؤ سے ڈگمگا گئے اس لئے اگر برابر والے راہگیر کا سہارا نہ لیا ہوتا تو فٹ پاتھ پر چت نظر آتا پھر ظاہر ہے کہ وہ عمران پر برس پڑا ہوگا۔

"چار آنکھ ہونے کے باوجود اندھے بن کر چلتے ہو۔"

"کیا مطلب۔" عمران نے ہونقوں کی طرح پلکیں جھپکاتے ہوئے بڑی سادگی سے پوچھا۔ "کیا میری ذات سے آپ کو کوئی تکلیف پہنچی ہے۔"

"جی نہیں۔ آپ کے ٹکرا جانے سے مجھے بے حد سکون ملا ہے۔" خاور نے خونخوار نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ شاید وہ اس کی داڑھی اور عمر کا لحاظ کر رہا تھا ورنہ ہاتھ بھی چھوڑ بیٹھتا۔

"تعجب ہے۔ اگر آپ کو سکون پہنچا ہے تو پھر لال پیلے کیوں ہو رہے ہو۔" عمران بدستور بڑی معصومیت سے بولا۔

"چلتے پھرتے نظر آؤ مولانا، تمہاری عمر کا لحاظ ہے ورنہ۔"

"ناراض مت ہو میاں صاحبزادے۔" اچانک عمران سنجیدہ ہو گیا۔ "مجھے کسی اس وقت ایک عمارت کی تلاش کی جلدی ہے ورنہ میں تمہیں بتاتا کہ پروفیسر حمدانی اس عمر میں بھی تم جیسوں کو ٹھیک کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔"

"سٹھیا گئے ہو شاید، ورنہ فٹ پاتھ پر عمارت نہ تلاش کر رہے ہوتے۔" خاور بولا۔

"ہوش کے ناخن لو مسٹر، تم پروفیسر حمدانی کی توہین کر رہے ہو، پروفیسر حمدانی

جو انسانوں کی قسمت پلٹ دینے کی طاقت رکھتا ہے۔" عمران نے اس بار جلالی انداز میں جواب دیا۔ "تمہارے ستارے اس وقت مجھے گردش میں نظر آ رہے ہیں۔"

"اوہ سمجھا۔ غالباً مجھے چونا لگانے کے خواہشمند ہو کیوں۔؟"

"پچھتاؤ گے صاحبزادے۔ بائیس نمبر کا ہندسہ تمہارے لئے منحوس بھی ثابت ہو سکتا ہے۔"

"کیا مطلب۔" خاور چونکا تھا۔

"میرے ساتھ آؤ۔ میں تمہیں تمہاری تقدیر کے بارے میں بہت کچھ بتانا چاہتا ہوں۔" عمران نرم لہجے میں بولا۔ بات بڑھ جانے کی صورت میں بھیڑ جمع ہو جانے کا اندیشہ رہتا تھا۔

خاور نے اسے معنی خیز نگاہوں سے دیکھا پھر غیر ارادی طور پر اس کے ساتھ چل دیا عمران واپس ثمینہ لاج کی طرف لوٹ رہا تھا۔

"کیا یہ غلط ہے کہ تم نے گزشتہ رات اسی فٹ پاتھ پر چوروں کی طرح گزاری ہے۔"

"پروفیسر۔" خاور جھلا کر رکا تھا۔

"چلتے رہو خاور، ورنہ پروفیسر حمدانی سے الجھ کر تمہاری عاقبت بھی خراب ہو سکتی ہے۔" عمران نے اس بار اپنی اصلی آواز میں کہا۔ لہجہ مدہم تھا۔

"آپ۔" خاور نے چونکتے ہوئے اسے حیرت سے گھورا۔

"اب بال بچوں کی خیریت مت پوچھنی شروع کر دینا اس لئے کہ ابھی تک اللہ کے فضل سے شادی خانہ بربادی کی لعنت سے محفوظ ہوں۔" عمران نے دبی آواز میں جواب دیا۔ "اور جب تک شادی نہ ہو جائے بچوں کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔"

"کیا کوئی خاص چکر ہے۔" خاور نے آہستہ سے پوچھا۔

"خدا غارت کرے تمہارے ایکسٹو کو جس نے میری زندگی برباد کر رکھی ہے۔ اب اسی حلئے کو دیکھ لو۔ لڑکیاں قریب سے ہو کر گزرنا بھی پسند نہیں کریں گی لیکن مجبوری ہے۔ پیٹ سب کچھ کرا دیتا ہے۔"

"کیا آپ اس وقت ایکسٹو کی ایما پر یہاں آئے ہیں۔؟"

"ہاں۔ مگر یہ سب کچھ مجھے جولیا کی خاطر کرنا پڑ رہا ہے۔ ایکسٹو نے جولیا کی خطا معاف کرنے کے لئے یہی شرط لگائی تھی کہ میں بھی تم لوگوں کے ساتھ شاکر کے خلاف نبرد آزما ہو جاؤں۔"

"اوہ۔ اسی لئے آپ نے بائیس نمبر کا حوالہ دیا تھا۔؟"

"ارے نہیں۔ تم تو اب بالغوں جیسی باتیں کر رہے ہو۔"

"کیا آپ اوپر جا کر اس سے ملیں گے۔"

"اور نہیں تو کیا یہ حلیہ یونہی بنایا ہے، تمہیں شاید علم نہیں ہے کہ جیسے جیسے سائنس ترقی کرتی جا رہی ہے لوگوں میں ضعیف الاعتقادی بھی بڑھتی جا رہی ہے۔ تم دیکھ لینا۔ اس حلئے میں نہ صرف یہ کہ میں شاکر اور اس کی خوبصورت بیوی کو شیشے میں اتار لوں گا بلکہ دس بیس روپے بھی اینٹھ لوں گا۔"

"مائی گاڈ۔ آپ ہمیشہ بہت دور کی سوچتے ہیں۔ شاید چیف اسی لئے آپ کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر تیار ہو جاتا ہے۔"

"یہ وجہ نہیں ہے پیارے، گھٹنے تو وہ اس لئے ٹیکتا ہے کہ گٹھیا کے مرض میں مبتلا ہے۔ لیکن خبردار۔ یہ بات ٹیم کے کسی دوسرے فرد کو معلوم نہیں ہونی چاہئے۔"

خاور مسکرائے بغیر نہ رہ سکا۔

"اب تم میری ٹوسٹیر کا خیال رکھو اور میں اوپر جاتا ہوں۔ اگر کوئی خطرہ ہو تو مجھے آگاہ ضرور کر دینا۔"

"کیا مطلب۔ کیا آپ کوئی خطرہ محسوس کر رہے ہیں۔"

لیکن پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا اس کی نظر ثمینہ لاج سے نکلنے والے پر پڑی جو شاکر کے سوا کوئی اور نہیں تھا۔ وہ بہت جلدی میں لگ رہا تھا ہاتھ میں بریف کیس لئے ہوئے اس نے تیزی سے سڑک عبور کی پھر ایک خالی ٹیکسی کو روکنے کیلئے ہاتھ ہلانے لگا۔

خاور بھی اسی طرف متوجہ ہو گیا۔

"میں اجازت چاہوں گا ایکسٹو کی ہدایت کے مطابق میرے لئے ضروری ہے کہ اسے لگا ہوا ایک منٹ کے لئے بھی اوجھل نہ ہونے دوں۔"

"تم میری ٹوسٹیر استعمال کر سکتے ہو۔" عمران نے کہا پھر جیب سے چابی نکال کر خاور کے حوالے کر دی۔

شاکر اس عرصے میں ٹیکسی میں بیٹھ چکا تھا پھر جیسے ہی ٹیکسی روانہ ہوئی خاور نے لپک کر ٹوسٹیر سنبھالی اور تیزی سے اسے سڑک پر موڑ کر ٹیکسی کے پیچھے ڈال دیا۔

عمران کچھ دیر تک فٹ پاتھ پر کھڑا کچھ سوچتا رہا پھر گھوم کر ثمینہ لاج میں داخل ہو گیا۔ اس نے شاکر کے اس وقت چلے جانے کو اپنے حق میں اچھا ہی تصور کیا تھا۔ تنہائی میں وہ جمیلہ کو بڑی آسانی سے اپنی باتوں میں الجھا کر بہت کچھ معلوم کر سکتا تھا۔

بائیس نمبر کے فلیٹ پر پہنچ کر اس نے کال بیل کو بجایا پھر دروازہ کھلنے کا انتظار کرنے لگا لیکن دوسری طرف سے کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ پندرہ بیس سیکنڈ کے بعد اس نے دوبارہ گھنٹی کو آزمایا لیکن اس بار بھی اسے مایوسی ہوئی حالانکہ گھنٹی کی آواز اسے کسی اندرونی کمرے میں

گونجتی ہوئی صاف سنائی دی تھی۔ پھر جب تیسری بار بھی کوئی جواب نہ ملا تو اس کا ماتھا ٹھنکا تھا۔

چوتھی بار اس نے کسی خیال کے تحت دروازے کو آزمایا پھر حیرت سے پلکیں جھپکانے لگا۔ بات تھی بھی حیرت انگیز، دروازہ خلاف توقع اندر سے بند نہیں تھا۔ عمران نے ایک لمحہ کیلئے کچھ سوچا پھر دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ ڈرائنگ روم خالی ہی تھا، دبے قدموں چلتا ہوا وہ دوسرے کمرے میں آیا لیکن یہاں بھی کوئی نہیں تھا، تیسرا کمرہ بھی اسے ویران ہی ملا تھا۔

"تو کیا جمیلہ پہلے ہی کہیں جا چکی ہے۔" عمران نے سوچا۔ شاکر اس قدر جلدی میں کیوں تھا۔ کیا جمیلہ کو اغوا کر لیا گیا ہو گا، مگر خاور ڈیوٹی پر موجود تھا۔ اگر ایسی کوئی بات ہوتی تو وہ اس سے تذکرہ ضرور کرتا۔

عمران کی کھوپڑی بڑی تیزی سے کام کر رہی تھی، اس کی نظر تیسرے کمرے کے ملحقہ باتھ روم کی طرف اٹھ گئی جس کا دروازہ تھوڑا سا کھلا ہوا تھا۔

لمبے لمبے قدم بڑھاتا ہوا وہ باتھ روم کے قریب پہنچا پھر دروازہ کھولتے ہی وہ چونکے بغیر نہ رہ سکا۔

جمیلہ اسے باتھنگ ٹب میں برہنہ حالت میں پڑی نظر آگئی۔

پانی کی سطح پر اس کا اکڑا ہوا جسم دیکھتے ہی عمران نے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ مر چکی ہے، پھر نبض دیکھنے کے بعد اس خیال کی تصدیق بھی ہو گئی۔

عمران نے نظر گھما کر باتھ روم کی ایک ایک چیز کا جائزہ لیا پھر باہر آگیا، دس منٹ کے اندر اندر اس نے باقی تینوں کمرے بھی دیکھ ڈالے لیکن کوئی ایسی چیز اس کے ہاتھ نہیں لگ سکی جس سے وہ جمیلہ کی موت کے اسباب معلوم کر سکتا، ایک بار پھر اس کی کھوپڑی

م کرنے لگی۔ وہ شاکر کی جلد بازی کے بارے میں سوچنے لگا۔

"کیا شاکر کو جمیلہ کی موت کا علم ہو چکا ہو گا۔؟ اگر نہیں تو پھر اس کی جلد بازی کیا معنی کھتی ہے۔؟

"وہ اس وقت کہاں گیا ہو گا۔؟

"وہ بریف کیس کیسا تھا جسے وہ اپنی بوکھلاہٹ میں بھی ساتھ لیجانا نہیں بھولا تھا۔؟ یا ایسا تو نہیں ہے کہ وہ کسی خاص وجہ سے فرار ہو جانے کے لئے گھر سے جلدی میں نکلا ہو۔!

عمران کے ذہن میں مختلف خیالات ابھر ابھر کر مٹتے رہے۔ ایک بار پھر وہ اس باتھ روم میں آگیا جہاں جمیلہ کی لاش پانی سے بھرے ہوئے ٹب میں موجود تھی۔ ٹب کے قریب پہنچ کر اس نے لاش کا جائزہ لینا شروع کر دیا لیکن اس بار بھی وہ کوئی کارآمد بات نہیں تلاش ر سکا۔

تھوڑی دیر تک وہ باتھ روم میں کھڑا ادھر ادھر دیکھتا رہا پھر فلیٹ سے باہر آگیا یکن باہر آنے سے پیشتر وہ رومال سے ان تمام چیزوں کو اچھی طرح صاف کرنا نہیں بھولا تھا جسے اس نے ہاتھ لگایا تھا۔

فلیٹ پر پہنچ کر اس نے سب سے پہلے جولیا کے نمبر ڈائل کئے تھے۔ رابطہ قائم ہونے میں زیادہ دیر نہیں لگی۔

فون خود جولیا ہی نے ریسیو کیا تھا۔

"ایکسٹو۔"

عمران نے ماؤتھ پیس میں کہا۔ "صفدر کی طرف سے کوئی اطلاع ملی۔"

"جی نہیں۔"

"ٹھیک ہے۔ غور سے سنو جولیا۔" عمران ابھی کچھ دیر پہلے ثمینہ لاج میں موجود تھا اس نے مجھے ایک اہم اطلاع دی ہے۔ جمیلہ کی لاش اس کے کمرے کے اٹیچ باتھ روم میں پڑی ملی ہے۔"

"کیا عمران شاکر سے ٹکرا گیا ہے۔؟"

"سنتی رہو۔ شاکر اس وقت فلیٹ پر موجود نہیں تھا جس وقت عمران وہاں پہنچا شاکر گھبرائے ہوئے انداز میں باہر نکلا تھا پھر وہ کہیں روانہ ہو گیا۔ عمران کے کہنے پر خاور اس کی ٹو سیٹر سے تعاقب میں چلا گیا تھا۔"

"میرے لئے اب کیا حکم ہے جناب۔؟"

"تم تنویر اور نعمانی کو بھی ثمینہ لاج روانہ کر دو۔"

عمران ایکسٹو کے لہجے میں بولا۔

"شاکر کی پرچھائیں سے بھی ان لوگوں کو ایک پل کے لئے غافل نہیں ہونا چاہئیے، دوسری بات یہ کہ خاور سے رابطہ قائم کر کے معلوم کرو کہ شاکر کہاں گیا تھا۔!"

"بہتر ہے جناب۔!"

عمران نے لائن کاٹ کر سلطان کے نمبر ڈائل کئے۔ اس وقت وہ ضرورت سے کچھ زیادہ ہی سنجیدہ نظر آرہا تھا۔

"یس۔ سر سلطان اسپیکنگ۔"

"میں عمران بول رہا ہوں جناب۔ گڈ مارننگ۔"

"جیتے رہو۔ کوئی خاص بات۔"

"جمیلہ کو ختم کر دیا گیا جناب۔"

"نہیں۔"

ریسیور پر سر سلطان کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"تھوڑی دیر پہلے میں وہاں موجود تھا جناب۔" عمران نے جواب دیا پھر شروع سے لیکر آخر تک کی تمام تفصیلات دہراتا چلا گیا۔

"یہ بہت برا ہوا عمران۔ میں کرنل جمشید کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہا۔"

"مجھے خود بھی افسوس ہے جناب۔"

"قاتل کے سلسلے میں کیا معلوم ہوا۔؟"

FARRUKH

"میں نے اسی غرض سے آپ کو فون کیا تھا۔" عمران بولا۔ "ہو سکتا ہے کہ مجھے اب عمران ہی کی حیثیت سے کھل کر سامنے آنا پڑے اس لئے اگر آپ انسپکٹر کریمی کو میرے بارے میں ہدایت کر دیں تو مناسب رہیگا۔ اس طرح میں بہ آسانی کام کر سکوں گا۔"

"میں کہے دیتا ہوں لیکن شاکر کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے، کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ فرار ہونے کی کوشش کرے۔؟"

"وثوق کے ساتھ میں کچھ نہیں کہہ سکتا، ویسے لاش کی ظاہری حالت سے قدرتی موت ہی کا گمان ہوتا ہے۔ اگر شاکر ہی مجرم سمجھ لیا جائے تو بھی وہ فرار ہونے کی حماقت نہیں کریگا۔"

"کوئی خاص بات۔؟"

"سوری جناب۔ ابھی میں کچھ بھی نہیں کہہ سکتا لیکن چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر قاتل کو بہر حال گرفتار کر لیا جائیگا۔"

"کیا میں کرنل کو اس حادثے کی اطلاع کر دوں۔؟"

"اگر وہ یہاں آسکے تو زیادہ اچھا ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ میں اسے بلائے لیتا ہوں۔"

عمران نے رسیور کریڈل پر رکھا پھر وہ واپسی کے لئے گھوما ہی تھا کہ فون کا بزر گنگنا اٹھا۔ اس بار جولیا کی کال تھی۔

"کیا رپورٹ ہے جولیا۔؟"

"میں نے تنویر اور نعمانی کو ثمینہ لاج کے لئے روانہ کر دیا ہے جناب۔" جولیا بولی۔ "خاور کا فون مجھے ابھی ابھی ملا ہے۔"

"گڈ تفصیل بیان کرو۔"

"خاور کی رپورٹ کے مطابق شاکر ہاروے اسٹریٹ سے سید ھا بینک [illegible] بریف کیس کو [illegible] لاکر میں جمع کرانے کے بعد وہ کسی کام سے ڈاکٹر [illegible] انشورنس [illegible] پھر وہ سیدھا ثمینہ لاج واپس آگیا، پولیس کو اس نے [illegible] ہو گا۔"

"کیا مطلب۔؟"

"انسپکٹر کریمی [illegible] واپسی کے پندرہ منٹ [illegible]"

"رائٹ۔ تم [illegible] کر دینا۔" عمران نے تیزی سے جواب دیا پھر رسیور رکھ کر دوسرے کمرے میں چلا گیا۔

پندرہ منٹ تک وہ بڑی بے چینی سے کمرے میں ٹہلتا رہا، چہرے پر [illegible] سنجیدگی اس بات کی غمازی کر رہی تھی کہ وہ اس وقت کسی گہری سوچ میں [illegible] تحت وہ ڈریسنگ روم میں چلا گیا۔

دو منٹ بعد جب وہ واپس نکلا تو ایک بار پھر [illegible] صورت میں تھا۔

لباس ٹیکنی کلر تھا لیکن چہرے پر حماقت کے بجائے سنجیدگی [illegible] اس نے ریوالور لوڈ کیا پھر اسے جیب میں رکھتا ہوا فلیٹ سے نکلنے کی کوشش [illegible] مگر ٹھیک اسی وقت پرائیویٹ فون کی گھنٹی دوبارہ بجی۔ عمران تیزی سے دوسرے کمرے میں گیا۔

"ہیلو۔" اس نے رسیور اٹھا کر ماؤتھ پیس میں کہا۔

FARRUKH

"مارننگ سر۔ میں صفدر بول رہا ہوں۔"

"مارننگ۔" عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں پوچھا۔ "کیا تم شاداب نگر سے بول رہے ہو۔"

"جی ہاں۔ تفصیلات جمع کر لینے کے بعد پہلے میں نے واپسی کے لئے سوچا تھا لیکن بعد میں یہ ہی مناسب خیال کیا کہ آپ کو حالات سے آگاہ کر دوں۔"

"فائن۔ کیا رپورٹ ملی۔"

"شاکر کی پہلی بیوی کی موت تالاب میں ڈوب جانے کا نتیجہ ہی تھا، پوسٹ مارٹم کی رپورٹ میں بھی یہ ہی کہا گیا تھا کہ وہ حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے موت کا شکار ہوئی ہے لیکن میجر ربانی کو اب بھی اس بات کا شبہ ہے کہ ان کی لڑکی کسی گہری سازش کا شکار ہوئی ہے۔"

"کیا تم میجر ربانی سے ملے تھے۔؟"

"جی ہاں جناب۔"

صفدر نے جلدی سے کہا۔ "کرنل جمشید کی طرح وہ بھی اس شادی کے خلاف تھے۔ اپنے تئیں انہوں نے یہ ہی کوشش کی تھی کہ یہ شادی کسی طرح رک جائے لیکن لڑکی کی ضد کے آگے انہیں مجبور ہو جانا پڑا۔ شادی کے بعد کچھ دنوں تک شاکر اور اس کی مرحوم بیوی پر جان لیوا حملے ہوتے رہے پھر وہ حادثہ پیش آ گیا۔"

"میجر ربانی کو سازش کا شبہ کس لئے ہے۔"

"انہوں نے کوئی ٹھوس بات نہیں بتائی جناب۔ مگر دبی زبان میں اتنا ضرور کہا تھا کہ یہ سازش محض دولت کے حصول کے لئے عمل میں لائی گئی ہوگی۔"

"کیا مطلب۔" عمران نے تیزی سے سوال کیا۔

"بیوی کی موت کے بعد شاکر کو مرحومہ کی انشورنس پالیسی کے تحت بیس ہزار ملے تھے۔ شادی سے پہلے مرحومہ نے اپنا وارث میجر ربانی ہی کو تحریر کیا تھا لیکن شادی کے بعد شاکر کے نام کا اندراج کر دیا گیا۔"

"ہونہہ۔"

عمران نے کہا۔ اس کے چہرے پر اچانک ایک رنگ آ کر گزر گیا۔ آنکھیں کسی [illegible] کے تحت چمک اٹھیں تھیں۔

"اور کوئی خاص بات۔؟"

"جی نہیں جناب۔ آخری بات بھی میں مشکلوں سے معلوم کر سکا ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔ لیکن تم میجر ربانی سے کس حیثیت سے ملے تھے۔؟"

"ایک مقامی اخبار کے رپورٹر کی حیثیت سے۔"

"گڈ۔ اب تم واپس آ جاؤ۔"

"بہتر ہے جناب۔"

عمران نے جواب دینے کے بجائے ریسیور رکھا پھر لمبے لمبے قدم بڑھاتا ہوا [illegible] سے باہر آ گیا۔ نیچے سڑک پر آ کر اس نے ایک ٹیکسی روکی پھر بارود اسٹریٹ کی [illegible] ہو گیا۔

FARRUKH

شاکر کسی بچے کی طرح بلک بلک کر رو رہا تھا۔

انسپکٹر کریمی کے دو ماتحت اسے پوری قوت سے پکڑے ہوئے باہر کی طرف کھینچ رہے تھے لیکن وہ بری طرح پچھاڑیں کھا رہا تھا، دھینگا مشتی نے اس کے حلیے کو بری طرح تباہ کر دیا تھا۔ وہ پولیس والوں کو خدا اور رسول کا واسطہ دیکر اس بات کی درخواست کر رہا تھا کہ حمیلہ کو آخری بار گلے لگا کر پیار کرنے دیں۔ چیختے چیختے اس کی آواز تک بیٹھ گئی تھی۔

دوسری طرف انسپکٹر کریمی فوٹو گرافرس اور فنگر پرنٹ کے عملے کے ساتھ باتھ روم میں ضروری کارروائی کر رہا تھا۔

اس وقت بھی لاش باتھ ٹب میں ہی تھی جب وہ فلیٹ پر پہنچا تھا، فون ملتے ہی وہ شمینہ لاج دوڑا چلا آیا تھا پھر فنگر پرنٹ اور فوٹو گرافرس کا عملہ بھی پہنچ گیا۔

تقریباً ایک گھنٹے تک وہ اندر مصروف رہا پھر ضروری کارروائی کے بعد لاش پوسٹ مارٹم کے لئے اٹھوا دی گئی۔ کریمی نے اپنے ایک خاص ماتحت کو لاش لے کر پولیس ہسپتال روانہ کیا تھا۔

شاکر نے بیوی کی لاش اٹھتے وقت ایکبار پھر مچلنا شروع کر دیا تھا۔ پولیس والے

ے بڑی مشکلوں سے قابو میں کرنے کی کوشش کر رہے تھے، دوسرے فلیٹ کے افراد بھی گم سم ےرے اس کی حالت پر اظہار افسوس کر رہے تھے لیکن جب لاش روانہ کر دی گئی تو اسے چپ سی لگ گئی۔

انسپکٹر کریمی نے غیر متعلقہ آدمیوں کو فلیٹ سے باہر نکال دیا۔

کمرے میں اب اس کے علاوہ چار سپاہی اور شاکر موجود تھے کاغذی کارروائی چونکہ ابھی نامکمل تھی اس لئے کریمی کو وہاں بہرحال رکنا پڑا تھا۔

"مجھے اس حادثے پر بیحد افسوس ہے مسٹر شاکر۔" اس نے تھوڑے وقفے کے بعد کہنا شروع کیا۔ "بہرحال اب صبر کیجئے اس لئے کہ قدرت کو شاید یہی منظور تھا۔"

شاکر خاموش بیٹھا خلاء میں گھورتا رہا...... چہرے کی رنگت زرد تھی، آنکھوں میں ویرانی کا دور دورہ تھا، بال بکھرے ہوئے تھے، جسم پر نظر آنے والے کپڑے دو چار جگہوں سے پھٹ گئے تھے، بظاہر وہ غم زدہ کی تصویر بنا بیٹھا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ پھر کسی وقت آپ کا بیان لے لیا جائے گا اس لئے کہ اس وقت۔۔"

"نہیں۔" شاکر نے تیزی سے کہا۔ "تمہیں جو کچھ کارروائی کرنی ہے ابھی مکمل کر لو انسپکٹر میں اب اس منحوس شہر میں ایک منٹ بھی نہیں رکنا چاہتا۔"

کریمی نے کسی خیال کے تحت اپنے ہونٹ سختی سے بھینچ لئے پھر وہ کوئی آخری فیصلہ بھی نہیں کر سکا تھا کہ اس کی نگاہ دروازے پر اٹھ گئی۔ دوسرے ہی لمحے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ آنے والا عمران کے سوا اور کوئی نہیں تھا۔

چہرے پر حماقت کے ڈونگرے برس رہے تھے، کریمی کو یہ بات پہلے ہی سے معلوم تھی کہ وہ ڈائرکٹر جنرل رحمٰن صاحب کا لڑکا ہے، خود بھی وہ اس سے تھوڑا بہت واقف تھا۔

اس کے علاوہ سر سلطان نے بھی اسے فون کر کے عمران کے بارے میں خفیہ ہدایت دی تھی۔

"آیئے عمران صاحب، مجھے آپ ہی کا انتظار تھا۔"

"کیوں۔؟"

عمران نے ہونقوں کی طرح منہ کھول کر پوچھا۔ "کیا نماز جنازہ ابھی تک ادا نہیں کی گئی۔؟"

"تشریف لایئے۔"

کریمی نے اس کی بات نظر انداز کرتے ہوئے کہا اور عمران خاموشی سے آگے بڑھ کر ایک کرسی پر اس طرح دراز ہو گیا جیسے وہ وہاں کسی دعوت میں آیا ہو۔

شاکر نے محض ایک لمحے کے لئے اسے ویران نگاہوں سے گھورا۔ پھر ہونٹ چبانے لگا۔

کمرے میں کچھ دیر تک بوجھل سکوت طاری رہا پھر کریمی ہی نے گفتگو کی ابتدا کی تھی۔

"میں پھر یہی کہوں گا مسٹر شاکر کہ آپ کا بیان دوبارہ کسی وقت لیا جا سکتا ہے۔"

"ہمدردی کا شکریہ انسپکٹر۔" شاکر نے تلخ لہجے میں جواب دیا۔ "آپ جو بات کل معلوم کرنا چاہتے ہیں وہ آج ہی دریافت کر لیں۔"

"آپ کی مرضی۔" کریمی نے کرسی پر پہلو بدلتے ہوئے کہا۔ "حادثے کے بارے میں آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔"

"میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ آخری بار میں جب گھر سے نکلا تو جمیلہ نہانے کی تیاری

کر رہی تھی لیکن جب میں واپس لوٹا تو ....؟" شاکر جملہ نامکمل چھوڑ کر دوبارہ سسکیاں لینے لگا۔

عمران بڑی توجہ سے اس کی ایک ایک حرکت کا جائزہ لے رہا تھا۔

"کیا آپ کے خیال میں جمیلہ کی موت میں بھی کسی خاص شخصیت کا ہاتھ ہو سکتا ہے۔"

"اب ان باتوں سے کوئی فائدہ نہیں ہے انسپکٹر۔" شاکر ہونٹ چباتے ہوئے بولا۔

"جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا۔ موت کی کیا وجہ ہو سکتی ہے اس کا علم تو پوسٹ مارٹم رپورٹ ملنے کے بعد ہی ہو سکے گا۔"

"درست ہے۔ مگر جہاں تک میرا اندازہ ہے یہ موت قدرتی طور پر پیش آئی ہو گی۔"

"ہو سکتا ہے۔"

"لاش کی ظاہری حالت اور سچویشن کے اعتبار سے میرا اندازہ کم از کم یہی ہے ویسے ممکن ہے کہ یہ غلط بھی ہو۔"

کریمی کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "ویسے کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ آپ کی وائف اختلاج قلب کی مریضہ تو نہیں تھیں۔"

"نہیں کیوں۔؟"

"باتھ ٹب میں موت کی دو ہی وجہ ہو سکتی ہیں۔ اول تو یہ کہ پانی کا درجہ حرارت جس نے وقتی طور پر کوئی تیز اثر چھوڑا ہو۔ دوسری وجہ صاف ہے یعنی حرکت قلب کا بند

ہو جانا۔"

"ایک بات اور بھی ممکن ہے۔" عمران نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔ شاکر کے علاوہ کریمی بھی اسے وضاحت طلب نگاہوں سے دیکھنے لگا۔

"باتھنگ ٹب میں ظاہر ہے کہ ایک چلو سے زیادہ ہی پانی ہوگا۔؟"

"میں سمجھا نہیں۔"

کریمی نے حیرت سے پوچھا۔

"محاورہ مائی ڈیئر انسپکٹر۔" عمران نے بڑی معصومیت سے جواب دیا۔

"ایک بار ڈیڈی نے بھی مجھ سے یہی کہا تھا کہ اگر غیرت ہو تو چلو بھر پانی میں ڈوب مرو۔ ممکن ہے مسز شاکر کو کسی بات پر غیرت آ گئی ہو اور وہ ٹب بھر پانی میں۔"

"بکواس بند کرو۔"

شاکر حلق پھاڑ کر چلایا۔ "میں تمہارا گلا گھونٹ کر مار ڈالوں گا۔ تت۔ تم میری بدنصیبی کا مذاق نہیں اڑا سکتے۔"

"باپ رے۔" عمران اچھل کر دوسرے صوفے پر آ گیا۔ اس کی نگاہوں سے خوف جھانک رہا تھا۔

شاکر اسے کھا جانے والی نگاہوں سے گھور رہا تھا اور انسپکٹر کریمی۔! عمران کی اس حرکت پر اس وقت اسے بھی بری طرح تاؤ آ گیا تھا۔

اگر رحمٰن صاحب کا لحاظ نہ ہوتا تو شاید وہ عمران کو دھکے دے کر باہر نکلوا دینے سے بھی دریغ نہ کرتا۔

"کک۔ کیا میں نے کوئی غلط بات کہدی تھی۔" عمران نے الوؤں کی طرح دیدے نچاتے

[illegible] ے کریمی سے پوچھا۔

"پلیز مسٹر عمران۔ یہ موقع اس قسم کی گفتگو کا نہیں ہے۔" کریمی نے [illegible] ے ہوئے کہا۔

"آپ کچھ دیر خاموش ہی رہیں تو نوازش ہوگی۔"

"بب۔ بہتر ہے۔" عمران نے کسی سعادت مند بچے کی طرح کہا۔ [illegible] ہو گیا۔

"کیا آپ نے کرنل جمشید کو اس حادثے کی اطلاع دیدی ہے۔" [illegible] وقف کے بعد شاکر کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا۔

"نہیں۔"

شاکر کی پیشانی شکن آلود ہو گئی۔ چہرے پر ابھرنے والے [illegible] کرنل جمشید کا نام سن کر وہ بری طرح جھنجھلا گیا ہے۔

"میں نہیں چاہتا کہ وہ جمیلہ کی میت میں بھی شریک ہو۔"

"میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی دلی کیفیت اس وقت کیا ہے [illegible] مشورہ یہی ہے کہ آپ انھیں حالات سے آگاہ کر دیں۔ [illegible] کے باپ ہیں۔"

"باپ۔"

شاکر نے لجلجا کر ہونٹ چباتے ہوئے بڑی نفرت سے کہا۔ "وہ باپ [illegible] کا مستحق نہیں ہے انسپکٹر۔ میں یہ بات اب دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ جمیلہ کی [illegible] موت کا ذمہ دار وہی ہے۔ وہ بیچاری باپ کے ناپاک ارادے سے بری طرح [illegible]

اس غریب نے مجھ سے کئی بار کہا تھا کہ میں یہ شہر چھوڑ کر کہیں دور چلا چلوں۔ لیکن افسوس۔ میں نے اس کی بات نہیں مانی۔ اف میرے خدا۔ مجھے کیا معلوم تھا اتنی جلدی وہ مجھ سے روٹھ جائے گی۔"

شاکر کا لہجہ گلوگیر ہو گیا۔ ایکبار پھر اس کا چہرہ آنسوؤں کی روانی سے بھیگ گیا۔

"صبر کرو پیارے بھائی۔" عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ "قدرت کی لاٹھی بے آواز ہوتی ہے۔"

"تت۔۔۔ تم درمیان میں مت بولو۔"

شاکر اس پر برس پڑا۔

"ارے واہ۔ کیا اب بھی میں نے کوئی غلط بات کہی تھی۔"

"میں کہتا ہوں نکل جاؤ یہاں سے۔"

شاکر ابل پڑا۔

"اگر پولیس والوں نے اسے تھام نہ لیا ہوتا تو شاید وہ عمران پر حملہ بھی کر بیٹھتا۔ اس کے تیور خطرناک ہوتے چلے گئے تھے۔

"انسپکٹر۔"

شاکر نے کریمی سے احتجاج کیا۔ "اس کو میرے فلیٹ سے نکال دو، ویسے بھی یہ شخص مجھے غیر متعلقہ معلوم ہوتا ہے اور۔"

"آپ تھوڑی دیر خاموش رہیے عمران صاحب پلیز۔" کریمی نے اس بار بھی بڑی مشکل سے اپنا غصہ ضبط کیا تھا۔

شاکر دوبارہ اپنی جگہ بیٹھ گیا لیکن پولیس والے اب بھی اس کے سر پر تعینات تھے۔!

"مسٹر کریمی۔"

عمران یکلخت سنجیدہ ہو گیا۔ "کیا آپ کو میرے بارے میں اوپر سے کوئی احکامات نہیں ملے۔"

"مل چکے ہیں جناب لیکن۔۔؟"

"اپنا اپنا طریقہ کار ہے انسپکٹر۔" عمران بولا۔ پھر وہ براہ راست شاکر سے مخاطب ہوا۔

"تمہارا خیال غلط ہے مسٹر شاکر۔ میں کوئی غیر متعلقہ فرد نہیں ہوں۔ تم کریمی صاحب سے پوچھ لو اس کے بعد میں تم سے کچھ سوال کروں گا۔"

"کیا مطلب۔۔۔۔۔؟" شاکر چونکا پھر کریمی کو وضاحت طلب نگاہوں سے دیکھنے لگا۔

"جی ہاں۔ یہ ہمارے محکمے کے ڈائریکٹر جنرل رحمٰن صاحب کے صاحبزادے مسٹر عمران ہیں۔"

"اوہ۔"

شاکر نے مختصراً کہا پھر عمران کو گھورنے لگا۔ انداز سے ناگواری ہی جھلک رہی تھی۔

"مسٹر شاکر۔"

عمران نے کسی ماہر سراغرساں کی طرح اٹھ کر کمرے میں ٹہلتے ہوئے پوچھا۔ "کیا

آپ بتا سکتے ہیں کہ جمیلہ کی موت کی انفارمیشن آپ کو کب ملی تھی۔"

"میں اس کا جواب دے چکا ہوں کہ مجھے اس کی اطلاع واپسی کے بعد ہی ہو سکی تھی۔"

"ٹھیک ہے۔ اب میں یہ پوچھوں گا کہ آپ کس ارادے سے باہر نکلے تھے۔؟"

"کیا مطلب۔؟"

شاکر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"میں آپ کا مطلب نہیں سمجھ سکا۔

"پیش آنے والے واقعات کے تحت ظاہر ہے کہ آپ بہت محتاط ہو گئے ہوں گے اور ایسی صورت میں کیا یہ بات تعجب خیز نہیں ہے کہ آپ جمیلہ صاحبہ کو فلیٹ پر تنہا چھوڑ کر چلے گئے اور وہ بھی اس طرح کہ فلیٹ بھی بند نہیں کیا۔"

"فلیٹ۔!"

"کیوں۔"

عمران نے چبھتے ہوئے لہجے میں تیزی سے کہا۔ "کیا واپسی کے وقت دروازہ آپ کو کھلا نہیں ملا تھا۔!"

"ہاں۔ لیکن میرا خیال تھا کہ جمیلہ نے میری روانگی کے بعد اسے بند کر لیا ہوگا۔"

"گویا آپ کی روانگی کے وقت تک وہ زندہ تھی۔"

"ہاں۔"

شاکر نے جھلاتے ہوئے جواب دیا۔ "میں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ جس وقت

میں باہر جا رہا تھا اس وقت وہ نہانے کی تیاریوں میں مصروف تھی۔"

"اب میں پھر وہی سوال دہراؤں گا کہ آپ کہاں گئے تھے۔؟"

"یہ میرا نجی معاملہ ہے مسٹر عمران۔"

شاکر کی تیوری پر بل پڑ گئے۔ "ویسے آپ کس نتیجے پر پہنچنے کی کوشش کر رہے ہیں۔"

"نتیجہ کا اعلان میں آپ کے جواب کے بعد ہی دے سکتا ہوں۔" عمران نے بدستور سنجیدگی سے کہا۔

انسپکٹر کمیری اپنی جگہ خاموشی سے بیٹھا تاؤ کھا رہا تھا۔

اس کے فرشتے بھی نہیں سمجھ سکے تھے کہ عمران کس لائن آف ایکشن کے تحت یہ قسم کے سوالات کر رہا ہے۔

"گویا .... آپ مجھے اس سوال کے جواب کے لئے مجبور کرنا چاہتے ہیں۔"

شاکر نے عمران کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"جی ہاں .... یہ سوال میرے خیال سے بہت اہمیت رکھتا ہے۔"

عمران نے کہا پھر بولا۔

"ویسے کیا آپ اس کا جواب دیتے ہوئے کسی خاص وجہ سے پرہیز کرنا چاہتے ہیں۔؟"

"جی ..... جی ..... نہیں تو۔" شاکر نے جلدی سے کہا پھر اٹھتے

ہونٹ چبانے لگا۔

عمران کی دوربین نگاہوں نے اس کے چہرے کی بدلتی ہوئی رنگت کو خاص طور پر چیک کیا تھا۔

کمرے میں کچھ دیر کے لئے ناگوار خاموشی مسلط رہی پھر شاکر کی آواز ابھری تھی۔ ۔ میں دراصل اپنے ایک قریبی دوست سے ملنے کے لئے گیا تھا۔"

" اوہ۔ کوئی ضروری کام رہا ہوگا کیوں۔ ؟"

" ہاں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کچھ بزنس کا معاملہ تھا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لیکن میں جلدی واپس لوٹ آیا تھا۔"

شاکر نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ ۔ نہ جانے کیوں میری سیدھی آنکھ اس وقت بری طرح پھڑکنے لگی تھی۔"

" واپسی کے بعد کیا آپ کو فلیٹ کا دروازہ کھلا دیکھ کر حیرت نہیں ہوئی تھی۔"

" میں نے اس پر کچھ ایسا زیادہ غور نہیں کیا تھا۔"

" غالباً اس وقت بھی آپ کی آنکھ پھڑک رہی ہوگی۔"

" جی۔ کیا مطلب۔ ؟"

شاکر نے پلکیں جھپکاتے ہوئے سوال کیا۔

"مطلب بہت صاف ہے.......... ظاہر ہے کہ آپ کو چھوٹی چھوٹی باتوں کا دھیان نہیں رہ سکتا تھا..... ویسے میرے خیال سے سیدھی آنکھ پھڑکنا خوشی کی نشانی ہے۔"

"آپ میرا مذاق نہیں اڑا سکتے.......!" شاکرہ کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا۔

"مجبوری ہے۔"

عمران نے لاپرواہی سے شانے جھٹکتے ہوئے کہا۔

"ہر شخص کا نظریہ زندگی کے بارے میں مختلف ہوتا ہے۔ مثلاً آپ مجھ کو لیجئے میرا ذاتی خیال ہے کہ بیوی دنیا کی سب سے بڑی مصیبت ہے اور اس سے جتنی جلدی چھٹکارا مل جائے اتنا ہی اچھا ہے۔ اس ذاتی نظریئے کے تحت میں آپ کو بھی خوش قسمت ہی کہوں گا۔"

"چپ ہو جاؤ۔ خدا کے لئے میرے زخموں پر نمک مت چھڑکو۔" شاکرہ تڑپ اٹھا!

پھر!

اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھپا کر سسکیاں لینی شروع کر دیں

انسپکٹر کریمی نے عمران کو گھورا۔

مگر!

عمران اس وقت بڑے خونخوار انداز میں مسکرا رہا تھا۔ اس کی آنکھیں جھپکے بغیر شاکرہ پر مرکوز تھیں۔

چند لمحات تک کمرے میں موت کا سا سناٹا طاری رہا پھر عمران ہی نے پہل کی تھی۔

"جب آپ دل بھر کر رو چکیں تو مجھے بتا دیجئے گا تاکہ میں سوالات کا سلسلہ دوبارہ شروع کر سکوں۔"

"تت۔ تم انسان نہیں بلکہ وحشی درندے ہو۔" شاکرہ غضب ناک انداز میں بولا۔

چہرے سے ہاتھ ہٹا کر اس نے عمران کو پھاڑ کھانے والے انداز میں گھورا تھا۔

"میں اس سے انکار نہیں کروں گا۔ جانتے ہو کیوں۔؟ اس لئے کہ میں موت کے تصور سے کبھی نہیں گھبرایا۔ کسی کی لاش پر کھڑے ہو کر قہقہے لگانا میری ہوبی ہے۔ آپ شاید اسے درندگی کا نام دیں گے۔"

"مسٹر عمران۔"

کریمی سے خاموش نہ رہا گیا۔

"میں آپ سے درخواست کروں گا برائے مہربانی۔"

"انسپکٹر۔"

عمران بڑے خوفناک انداز میں بولا۔ "لہجے میں اس بار کچھ ایسی ہی درندگی تھی کہ کریمی بھی کانپ کر رہ گیا۔

عمران کے چہرے پر اس نے خون کے لہریئے پھیلتے دیکھے تھے۔

"مسٹر شاکرہ۔" عمران نے دوبارہ شاکرہ کو مخاطب کیا۔ "کیا میں تمہارے اس

دوست کا نام دریافت کر سکتا ہوں جس سے تم بزنس کے معاملات پر گفتگو کرنے گئے تھے۔"

"مم۔ مجھے پریشان مت کرو۔ خدا کے لئے میرا مذاق مت اڑاؤ ورنہ میرا دل پھٹ جائے گا۔"

"انسپکٹر کریمی۔"

عمران کریمی کی طرف گھوم پڑا۔۔۔۔۔۔۔۔"کیا شاکر نے کل رات بھی آپ کو فون کیا تھا۔"

"نہیں کیوں۔؟"

"تعجب کی بات ہے۔" عمران زہر خند سے بولا۔ پھر شاکر کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"مسٹر شاکر، کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آپ نے گزشتہ رات کو پیش آنیوالے حادثے کے بارے میں پولیس کو باخبر کیوں نہیں کیا۔؟"

"کک۔ کیا مطلب۔"

"اتفاق سے میں بھی پروفیسر حملانی کا شاگرد ہوں مائی ڈیئر۔" عمران معنی خیز لہجے میں بولا۔

شاکر ہونٹ چبا کر رہ گیا۔ ویسے اب بھی وہ عمران کو ٹیڑی کینہ توز نگاہوں سے گھور رہا تھا۔

"اگر کہو تو یہ بھی بتا دوں کہ تم آج کسی دوست سے ملنے نہیں گئے تھے۔"

"تت۔ تم میرا دماغ خراب کر دو گے۔ چلے جاؤ پلیز چلے جاؤ۔"

"میرے سامنے نہیں چلے گی پیارے اس لئے کہ میں بھی اپنے وقت کا بہت بڑا اداکار ہوں۔ بھلائی چاہتے ہو تو خود ہی سب کچھ اگل دو ورنہ دوسری صورت میں مجھے ستاروں کی چال کا جائزہ لینا بھی آتا ہے۔"

"میں نہیں سمجھ سکا کہ آخر تم مجھے کیوں پریشان کر رہے ہو۔" شاکر نے بیزاری سے کہا۔

انسپکٹر کریمی تصویر حیرت بنا ہونے والی گفتگو سن رہا تھا۔

" پریشانی تو اب ختم ہو چکی ہے مائی ڈیئر شاکر صاحب ۔ " عمران کا لہجہ تلخ ہو گیا۔

" کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ اس بریف کیس میں کیا خاص چیز تھی جسے تم نے آج ہی بنیک آف چائنا کے سیفٹی لاکر میں رکھا ہے ۔ "

شاکر کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں ۔ بریف کیس کا حوالہ اس پر کسی بم ہی کی طرح پھٹا تھا۔

" ستاروں کی چال بتا رہی ہے کہ تم بنیک آف چائنا سے واپسی پر ڈائمنڈ جنرل انشورنس کے مقامی دفتر بھی گئے تھے کیوں ؟ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں ۔ "

" اف میرے خدا، میں کیا کروں ۔؟ "

شاکر نے رو دینے والے انداز میں کہا۔ لیکن پھر دوسرے ہی لمحے وہ اچھل کر

پولیس والوں کی دسترس سے دور ہو گیا۔ جیب سے ریوالور نکال کر اس نے عمران کا نشانہ لیا تھا۔

پولیس والوں کے ساتھ ساتھ انسپکٹر کریمی بھی ایک سکنڈ کے لئے بوکھلا گیا۔

لیکن ۔!

عمران کا چہرہ اس وقت بھی گلاب کے شگفتہ پھول کی طرح کھلا ہوا تھا۔

" اب بولو ۔ "

شاکر کسی زہریلے سانپ کی طرح پھپکارا ۔

" تم میرے پیچھے کیوں لگے تھے ۔؟ "

" مسٹر شاکر ۔ "

کریمی افسرانہ لہجے میں بولا ...... " میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ ریوالور جیب میں ڈال لو ۔ "

" نہیں مسٹر کریمی۔ یہ بری بات ہے ۔ "

عمران نے کہا۔

" آپ ہم لوگوں کے درمیان دخل نہ دیں۔ رہا ریوالور کا مسئلہ تو شاکر کو اپنے دل کی بھڑاس نکال لینے دو ۔ "

" بکواس مت کرو ۔ "

شاکر گرجا تھا ۔ " تمہیں مجھے بتانا ہوگا کہ تم میرے بارے میں اور کیا کچھ جانتے ہو ۔ "

" سننا چاہتے ہو تو سنو ۔ " عمران سنجیدہ ہو گیا۔ " گزشتہ رات تک مجھے تمہاری

ذات پر محض شبہ تھا لیکن میں نے انسپکٹر کریمی کو سلطانہ کے بارے میں نہ بتا کر حماقت ہی کا ثبوت دیا تھا۔

مجھے یہ سمجھنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی کہ اب تک تمہارے اوپر جتنے بھی حملے ہوئے ہیں اس میں کرنل جمشید سے زیادہ تمہارا اپنا ہاتھ تھا۔ دوسری شکل میں تم اتنے مطمئن نظر نہ آتے۔

بہر حال مجھے اپنی اسکیم میں کامیابی ہوئی تھی لیکن مجھے اس بات کا گمان نہیں تھا کہ تم اتنی جلدی کوئی خطرناک قدم اٹھاؤ گے۔"

"میں تمہاری زبان ہمیشہ کے لئے بند کر دوں گا۔" شاکر سرد لہجے میں بولا۔

"مجھے معلوم ہے کہ میں تمہارے رحم و کرم پر ہوں لیکن ابھی میں نے تم کو پوری تفصیل نہیں بتائی۔"

عمران نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔

"گزشتہ رات وہ لڑکی جو یہاں آئی تھی میری ایک گرل فرینڈ تھی۔ اس کی زبانی حالات معلوم کرنے کے بعد ہی میں نے شاداب نگر سے ایک اہم کال ریسیو کی تھی جس میں بیس ہزار کی اس رقم کا تذکرہ بھی تھا جو تمہیں اپنی پہلی بیوی کی موت سے ملا تھا۔

خبر ملتے ہی میں تمہاری طرف آ گیا لیکن تم اس وقت ٹیکسی میں بیٹھ کر روانہ ہو چکے تھے۔!

اور۔!

اس کے بعد تم کہاں کہاں گئے تھے یہ میں بتا چکا ہوں اور اب تم مجھے یہ بتاؤ گے کہ

جمیلہ کو تم نے کس طرح ٹھکانے لگایا ہے۔"

"میں ضرور بتاؤں گا تم کو۔"

شاکر خوفناک آواز میں بولا۔

"ہاں مجھے اس بات کا اعتراف ہے کہ میں نے اپنی پہلی بیوی کو بھی تالاب میں ڈبو کر مارا تھا۔

جس کے بعد اس کی زندگی کے بیمہ کی رقم بیس ہزار روپیوں کی صورت میں مجھے ملی تھی۔

لیکن۔!

پولیس آج تک میرے خلاف کوئی ثبوت فراہم نہیں کر سکی۔! جمیلہ کو بھی میں نے بڑے سائنٹیفک طور پر مارا ہے۔

باتھنگ ٹب میں مجھے اتنی دیر تک اسے پانی کے اندر دبائے رکھنا پڑا تھا جب تک اس نے پھڑ پھڑا کر دم نہیں توڑ دیا۔ کیوں۔؟ کیا تم پوسٹ مارٹم رپورٹ حاصل کرنے کے بعد مجھے پھانسی دے سکتے ہو۔"

"کیا۔"

کریمی حیرت سے اچھل پڑا۔

"تو تم ہی اصل قاتل ہو۔؟"

"ہاں۔ مگر مجھے گرفتار کرنے کی حسرت اب تم لوگوں کے دل ہی میں تڑپ تڑپ کر ختم ہو جائے گی۔" "اور تم۔!"

شاکر نے خطرناک انداز میں عمران کو گھورا۔ "تمہارے جسم کو تو میں چھلنی

کر ڈالوں گا۔"

"ضرور۔ ضرور۔ میں خود بھی زندگی سے تنگ آچکا ہوں، لیکن کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ جمیلہ کی موت سے تم کو کتنی رقم کا منافع ہوگا۔"

"دو لاکھ۔!"

شاکر کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

پھر۔!

اس کے ریوالور سے یکے بعد دیگرے دو شعلے نکلے۔

اور۔!

وہ دونوں سپاہی زمین پر گر کر تڑپنے لگے جنہوں نے شاکر کی طرف بڑھنے کی حماقت کی تھی۔

ریوالور میں چونکہ سائیلنسر لگا ہوا تھا اس لئے باہر والوں کو اس کی ہوا تک بھی نہیں لگ سکی تھی۔

"شاکر..... میں کہتا ہوں کہ خود کو قانون کے حوالے کر دو اسی میں تمہاری خیریت ہے۔"

انسپکٹر کریمی گرج کر بولا۔

"خیریت تو میں اب تم لوگوں کی دریافت کروں گا حرامزادے۔" شاکر نے خونی انداز میں کہا۔

پھر۔!

اس نے پلٹ کر اچانک عمران پر فائر جھونک مارا۔ یکے بعد دو گولیاں اس

کے ریوالور سے سنسناتی ہوئی نکلی تھیں۔

لیکن۔!

نتیجہ صفر ہی رہا۔

عمران سنگ آرٹ کا مظاہرہ کر کے خود کو صاف بچا گیا۔ شاکر کے علاوہ کریمی کو بھی عمران کے بچ جانے پر حیرت ہوتی تھی۔

"ابے جاؤ۔"

عمران مضحکہ اڑانے والے لہجے میں بولا۔ "بغیر گولیوں کے ریوالور سے ڈرا رہے تھے۔"

شاکر نے جواب میں اسے قہر آلود نگاہوں سے گھورا پھر کسی [illegible] ہوا بالکونی کے قریب آگیا۔

عمران نے اپنی جگہ پر کھڑے کھڑے پوزیشن بدلی تھی، اس کی نگاہیں [illegible] کی انگلیوں پر جمی ہوئی تھیں۔

"شاکر۔!"

کریمی دوبارہ گرجا تھا۔

"میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اپنے ارادے سے باز آجاؤ۔"

"شٹ اپ۔"

شاکر نے تیزی سے کہا۔

پھر۔!

مزید دونوں گولیاں بھی عمران پر جھونک ماریں۔ لیکن عمران اس بار [illegible]

کی طرح دوبارہ اچھل کر خود کو بچا گیا۔ سنسناتی ہوئی گولیوں نے دیوار کا پلاسٹر ہی چاٹا تھا۔!

"اب کیا خیال ہے مسٹر شاکر......؟" عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"کیا اب بھی تم خود کو پھانسی کے پھندے سے بچا سکو گے۔؟"

"تمہارے فرشتے بھی مجھے پھانسی کے پھندے تک نہیں لے جا سکتے۔" شاکر ہذیانی انداز میں بولا۔

پھر۔!

اس نے خالی ریوالور ہی عمران پر پھینک مارا۔ لیکن نتیجہ اس بار بھی صفر ہی ثابت ہوا۔

شاکر تیزی سے بالکونی کے آخری سرے پر پہنچ گیا۔ عمران کے ذہن میں کسی فوری خیال کے تحت بجلی سی کوندگئی۔

دوسرے ہی لمحے اس نے شاکر پر جست لگائی لیکن اس سے پہلے کہ وہ اسے دبوچ پاتا شاکر نے بڑی پھرتی سے اسے ڈاج دیا پھر دوسرے ہی لمحے اس نے چھلانگ لگا کر خود کو چوتھی منزل سے نیچے اچھال دیا۔

یہ سب کچھ اتنی جلدی ہوا تھا کہ انسپکٹر کریمی بھی ہکا بکا رہ گیا۔

چونکا تو وہ اسی وقت تھا جب شاکر نے بالکونی سے نیچے چھلانگ لگاتے وقت بھیانک انداز میں چیخ ماری تھی۔

عمران نے ریلنگ پر جھک کر نیچے دیکھا پھر تیزی سے اپنا منہ دوسری

طرف کر لیا۔

شاکر کا انجام کچھ اتنا ہی دردناک تھا کہ عمران جیسے آدمی کا کلیجہ بھی [illegible] رہ گیا۔

"ختم شد۔"

ایس قریشی کی عمران سیریز

گرین اسپاٹ

مصنف
ایس قریشی

عمران کا ایک دل ہلا دینے والا سنسنی خیز ناول صرف ایک نام جس کے
پیچھے خون کی ندیاں بہادی گئیں۔ اور . . . . . . عمران ایک آفس میں کام کرتا
ہے جولیا اس کی سکریٹری کے فرائض انجام دیتی ہے اور تنویر۔؟
اس کی جھلاہٹیں قہقہوں کے خزانے لا رہی ہیں۔ ایس قریشی کیپٹن پرمود کے خالق
کا سنسنی خیز ناول

آج ہی طلب کیجئے

ایوب اکیڈمی ۳/۱۹ لیاقت آباد کراچی ۱۹

ایس قریشی کی عمران سیریز کے شاہکار ناول

ڈینجر زون

مصنف
ایس قریشی

عمران کا ایک سنسنی خیز ناول
ایک خونخوار گوریلا عمران پر جھپٹتا ہے۔
تنویر اور ایک لڑکی پنجرے میں بند۔ آخر کیوں۔؟
اور وہ طوطا کیسا تھا جو سیکرٹ سروس کے عمران کی خفیہ گفتگو اپنے مالک کے
سامنے اگل دیتا ہے۔؟ سنسنی۔ سسپنس، مار دھاڑ اور ایکشن سے بھرپور

آج ہی طلب فرمائیے

ایوب اکیڈمی ۳/۱۹ لیاقت آباد کراچی ۱۹